صَلٰوۃُ الرَّسُوْلِ ﷺ

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ

ناشر

لجنة القارة الهندية

جمعية إحياء التراث الإسلامي

صلٰوۃ الرسول ﷺ پر اخباروں کے تبصرے

اور

علمائے کرامؒ کی رائیں

روزنامہ ''ڈان'' کراچی

روزنامہ ''ڈان'' (اردو) کراچی۔ اپنی ۱۲ جولائی ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ۴۸۰ صفحات کی اس بصیرت افروز کتاب میں مصنف نے نماز کے متعلق جملہ مسائل ضروریہ، عام فہم زبان میں یکجا کردیئے ہیں چونکہ نماز اسلام کے اَرکان خمسہ میں سے ہے۔ اور ہماری روزمرہ زندگی کی تہذیب وتمدن کی بڑی حدتک ضامن ومعاون، اس لئے لازم ہے کہ اس کو کتاب و سنت کی پوری اِتباع کے ساتھ ادا کیا جائے۔ ہماری عبادات یکسر رواجی ہوکر رہ گئی ہیں۔ چنانچہ اَدائے نماز میں بھی بے ضابطگیاں ہیں۔ مصنف نے ان کا بالوضاحت ذکر کیا ہے اور نمازِ پنج وقت کے علاوہ مسنون، مؤکدہ، موقتی، ہرنوع کی نماز، اَدعیہ، اوراد و وظائف پر دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان مرد وعورت اس کا مطالعہ کرے اور ہر مسلمان گھرانے میں بالالتزام رہے۔ تاکہ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں شامت اَعمال سے بچا جاسکے۔

تیری نماز بے سرور، تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گذر، ایسے امام سے گذر

روزنامہ ''انقلاب'' لاہور

روزنامہ ''انقلاب'' لاہور اپنی ۱۷؍اکتوبر ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ''اس کتاب میں مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ نے غسل و وضو، وتیمّم اور نماز کے مسائل براہ راست احادیث صحیحہ سے اَخذ کرکے جمع کردیئے ہیں۔ ہرقسم کی نمازوں کے متعلق، اور ادعیہ ماثورہ کے متعلق جو نمازیں پڑھنی چاہئیں، پوری تفصیل درج کی ہے، اور نہایت سادہ وسلیس زبان میں ہر مسئلے کو واضح کیا ہے۔ کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہایت احتیاط سے حضور ﷺ کی نماز کے تمام آداب واوضاع جمع کئے ہیں۔ اور احادیث کے سوا، اور کسی ذریعے سے مدد نہیں لی، ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس بابرکت کتاب کو خریدے اور معلوم کرے کہ حضور ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے۔

....

ہفت روزہ ''آفاق'' لاہور

ہفت روزہ ''آفاق'' لاہور اپنی ۴ نومبر ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ''اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ جس طرح نماز پڑھتے تھے۔ صحیح احادیث کے ذریعہ اس کی مکمل صورت پیش کی گئی ہے۔ بے شک اس موضوع پر اردو زبان میں یہ ایک جامع اور مکمل کتاب ہے اور نماز کا کوئی پہلو نہیں، جو اس میں چھوڑا گیا ہو۔''

....

روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور

''مولانا محمد صادق سیالکوٹی اخباری قارئین کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ اکثر مسائل پر اسلامی تعلیمات پر مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ ''صلوٰۃ الرسول ﷺ'' میں انہوں نے نماز کے متعلق تمام ضروری معلومات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ مختلف مسائل کے متعلق احکام کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، عربی عبارتوں کی کتابت خاص طور پر جلی اور صاف کرائی گئی ہے۔'' (نوائے وقت، ۲۶۔اپریل ۱۹۵۵ء)

....

ماہنامہ ''ترجمان'' دہلی

''مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی صاحب طرز انشاء پرداز ہیں وہ ''بادہ کہن در جام نو'' کے مصداق خالص مذہبی مباحث کو بھی زبان و بیان کے چٹخاروں کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے پڑھتے ہوئے کسی کی طبیعت پر بار نہیں پڑتا۔ زیر تبصرہ کتاب نماز کے فضائل ومسائل پر اس طرز بیان میں لکھی گئی ہے۔ احادیث صحیحہ سے ''صلوٰۃ الرسول ﷺ'' کی صحیح شکل پیش کردی ہے۔ اس کتاب کی جامعیت کے پیش نظر یہ کہنا بجا ہے کہ اس کتاب کے ہوتے ہوئے اس عنوان پر دوسری کتاب کی چنداں ضرورت نہیں پڑے گی۔

''ترجمان'' دہلی، جون ۱۹۵۶ء

....

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں

''صلوٰۃ الرسول ﷺ'' مؤلفہ حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی میری نظر میں گزری، اردو زبان میں نماز کے متعلق جملہ مسائل جس تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں، میری نظر میں ایسی کوئی کتاب اس سے پہلے نہیں گزری۔ سب سے بڑی خوبی اس کتاب کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسائل سنت کے مطابق بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ سنت رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے حضرات بالخصوص اردو دان طبقہ اس سے ضرور مستفید ہوگا۔

(مولانا محمد داود غزنوی، شیش محل روڈ، لاہور، ۱۰؍جولائی ۱۹۴۹ء)

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب محدث ارشاد فرماتے ہیں

''صلوٰۃ الرسول ﷺ '' مل گئی، میں نے اس کے جستہ جستہ مقام پڑھے آپ نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔ اس قسم کی ایک کتاب جس میں نماز کے مسائل سنن صحیحہ کے مطابق ہوں۔ دیر سے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ شکر ہے کہ آپ نے اسے پورا فرمایا۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ نیز نزاعی مسائل میں مناسب اختصار سے کام لیا ہے اس میں مناظرہ کی صورت اختیار نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید اَعمال خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام!

(مولانا محمد اسماعیل، گوجرانوالہ، ۲۱ ر رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ)

حضرت مولانا محمد صاحب گوندلوی ارشاد فرماتے ہیں

آپ کی تصنیف ''صلوٰۃ الرسول ﷺ'' بعض بعض مقامات میں دیکھی۔ اسم بامسمّٰی نظر آئی۔ اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے عاشقانِ رسول کے لئے نماز اسوۂ رسول کے مطابق پیش فرمائی ہے۔ اور ہر جزئی کے متعلق صحیح راہنمائی کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ صحیح نماز، دنیا و آخرت کی بہتری کی ضامن ہے۔ آپ کی تصنیف ''صلوٰۃ الرسول ﷺ'' طالب صادق کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ اللہ عزوجل محبان رسول کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(العبد محمد گوندلوی)

....

اِنتساب

تحیات، صلوات، طیبات کے تنہا سزاوار سبوح وقدوس معبود! لازوال مسجود! میں اس کتاب

صلٰوۃ الرّسول ﷺ

کو تیری عظمت وملکوت کی نذر کرتا ہوں اپنے فضل سے اسے شرفِ قبول بخش اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی سعادت سے بہرہ ورفرما۔ آمین!

عَبْدُهٗ

محمد صادق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ رحمۃ للعالمین ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ [۱] نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ .

ترجمہ: ’’سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اس لئے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس (رب العالمین) سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں، اور اسی (پاک ذات) پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی برائیوں سے بھی اسی کی پناہ میں آتے ہیں (یقین مانو!) کہ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھتکار دے اس کے لئے کوئی راہبر نہیں ہوسکتا۔ اور ہم (تہ دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور (اسی طرح اعماق قلب سے) ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ محمد ﷺ اس کے (خاص) بندے اور (آخری) رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو!) دین میں جو کام نیا نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔‘‘

(۱) نبی اکرم ﷺ کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جسے حضور ﷺ اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے اور یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، ابوداود، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

پیش رَس

جبرئیلؑ کی امامتِ نماز

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَمَّنِیْ جِبْرَائِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ خانہ کعبہ کے پاس جبرئیل علیہ السلام نے میری امامت (نماز) کی۔ مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔

حضور ﷺ آگے فرماتے ہیں:

فَصَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ: پس مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی،
وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ: اور مجھ کو عصر کی نماز پڑھائی،
فَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ: اور مجھ کو مغرب کی نماز پڑھائی،
وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ: اور مجھ کو عشاء کی نماز پڑھائی،
وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ: اور مجھ کو فجر کی نماز پڑھائی۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی)

نماز باقاعدہ پڑھنے کا حکم

امامتِ جبرئیل کی حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کا درجہ اتنا بلند ہے اس کی اہمیت اللہ کے نزدیک اتنی اعلیٰ و ارفع ہے اور اسے مخصوص ہیئت مقررہ قاعدوں، متعینہ ضابطوں اور نہایت خشوع اور خضوع سے ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم امت کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو ہادیٔ عالم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جبرئیل علیہ السلام نے خدا کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو نماز کی کیفیت، ہیئت، اس کے اوقات اور اس کے قاعدے سکھائے اور پھر حضور انور ﷺ جبرئیل امین کے بتائے اور سکھائے ہوئے وقتوں، طریقوں، قاعدوں اور ضابطوں کے

مطابق نماز پڑھتے رہے اور ساتھ ہی امت کو حکم دیا:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" (بخاری)

"(تم بعینہٖ اسی طرح) نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا"

مسنون نماز قبول ہوتی ہے

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد پاک سے یہ ثابت ہوا کہ ہماری نماز کی شکل وصورت اور قولی وفعلی حالت ہو بہو آنحضرت ﷺ کی نماز کے نمونے کے مطابق ہونی چاہئے اور حضور ﷺ کی نماز کے ساتھ ہماری نماز جتنی زیادہ مطابقت اور مماثلت رکھے گی خدا کے پاس قبولیت میں اتنا ہی زیادہ رتبہ پائے گی۔ اور اتنا ہی زیادہ خدا کو راضی کرے گی۔

پیغمبر خدا ﷺ نے جہاں ہم کو تمام احکام قرآن اپنے قول وفعل کی شکل میں دیئے ہیں وہاں نماز کا خدائی حکم بھی آپ نے ہم کو عملی صورت میں پہنچایا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ (الحشر:۷)

"سو جو چیز تم کو پیغمبر ﷺ دیں، وہ لے لو"

تو خدا کے حکم فَخُذُوْهُ کے مطابق ہم پر رسول اللہ ﷺ کی مسنون نماز بھی پورے قاعدوں، اُصولوں، سنتوں اور حدیثوں کے ساتھ پڑھنی ضرور ہوئی۔

فرمانِ لایزال ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) کا مفہوم بھی یہی ہے کہ "اللہ کے حکم کی تعمیل صرف اطاعت رسول ﷺ کی صورت میں ہی تعمیل ہے۔"

جس طرح حضور انور ﷺ کی سنت اور چال کے خلاف عمل میں لایا ہوا اللہ کا کوئی حکم قبول نہیں ہوسکتا، اسی طرح نماز بھی آپ کے بتائے، سکھائے اور کرکے دکھائے ہوئے طریقوں، قاعدوں اور اُصولوں کے خلاف پڑھی ہوئی کیسے قبول ہوسکتی ہے۔؟

بے قاعدہ نماز، نماز نہیں ہوتی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلِّمْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَءْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا (مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی (اور رکوع وسجود، قومے، جلسے کی رعایت تعدیل نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر) پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ سلام ہو تجھ پر۔ پھر جا اور نماز پڑھ۔ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر گیا اور نماز پڑھی (جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی) پھر آیا اور سلام کیا۔ حضور انور ﷺ نے پھر فرمایا۔ سلام ہو تجھ پر، واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پس اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو (نماز پڑھنے کا صحیح قاعدہ) سکھا دیجئے پس آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تو نماز کے ارادے سے اٹھے تو (پہلے) خوب سنوار کر وضو کر۔ پھر قبلہ رخ کھڑا ہوکر تکبیر (تحریمہ) کہہ۔ پھر قرآن سے جو تجھے میسر ہو پڑھ۔ پھر رکوع کر، یہاں تک کہ اطمینان خاطر سے رکوع کرے۔ پھر (سر رکوع سے) اٹھا۔ یہاں تک کہ (قومہ میں) سیدھا کھڑا ہوجائے۔ پھر سجدہ کر، یہاں تک کہ اطمینان خاطر سے سجدہ کرے۔ پھر (اپنا سر) اٹھا یہاں تک کہ اطمینان خاطر سے (جلسہ میں) بیٹھ جائے۔ پھر (دوسرا) سجدہ کر، یہاں تک کہ اطمینان خاطر سے سجدہ کر، پھر (اپنا سر) اٹھا۔ یہاں تک کہ اطمینان خاطر سے (جلسہ استراحت میں) بیٹھ جائے۔ اور ایک روایت میں ہے

کہ (سر کو سجدے سے) اٹھا۔ یہاں تک سیدھا کھڑا ہوجاوے یعنی اس روایت میں جلسہ استراحت مذکور نہیں۔ پھر اسی طرح اپنی نماز پوری کر۔ (بخاری و مسلم)

ناظرین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے، وہ رکوع، سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا۔ قومے اور جلسے کو اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں کرتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اس سے فرمایا کہ نماز پھر سے پڑھ۔ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ رکوع، سجود، قومے، جلسے کا نماز میں اطمینان اور آرام سے پورا کرنا فرض ہے۔ کیونکہ حضور انور ﷺ نے ان ارکان کی عدم طمانیت کو نماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا۔

بے قاعدہ نماز منہ پر ماردی جاتی ہے

حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَنْ صَلاَّهَا لِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ يُسْبِغْ وُضُوْءَ هَا وَلَمْ يُتِمَّ لَهَا خُشُوْعَهَا وَلَا رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُوْلُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهُ" (رواہ الطبرانی فی الاوسط......ترغیب وترہیب)

جس شخص نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر (عمداً اخیر وقت) پڑھا اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا، اور دل کو بھی حاضر نہ رکھا، اور رکوع اور سجدہ کو (مع قومہ و جلسہ) خوب تسلی اور اطمینان سے پورا نہ کیا۔ تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو کالی بھجنگ ہوتی ہے (یعنی نور و برکت سے خالی ہوتی ہے) پھر وہ نماز اس نمازی سے کہتی ہے، جس طرح تو نے مجھے برباد کیا خدا تعالیٰ اسی طرح تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سی اونچی ہوتی ہے، جس قدر کہ اللہ پاک کو منظور رہو تو اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر (فرشتے) اس نمازی کے منہ پر مار دیتے ہیں۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! غور کرو کہ جس کے لئے نماز بربادی کی دعا کرے اس نمازی کا انجام معلوم! رسول پاک ﷺ کی حدیث مذکور پڑھنے کے بعد ہر جلد باز، ٹھونگیں مارنے والے، رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ برائے نام کرنے والے نمازی کو آج ہی خدا کے حضور تائب ہوجانا چاہئے۔ اور آئندہ نماز کو مسنون طریق کے مطابق آرام اور اطمینان سے پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اگر مسنون نمازیں ہوئیں تو قیامت کو میزان میں رکھی جائیں گی اور بارآور ہوں گی۔ اور جو دنیا میں ہی کالی سیاہ نمازیں چیتھڑوں میں لپیٹ کر منہ پر ماری گئی ہوں گی (خدا بچائے) کل قیامت کو کس طرح قبول ہوں گی۔ ع

خلاف پیمبر ﷺ کسے رہ گزید — کہ هر گز بمنزل نخواهد رسید

محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز برپئے مصطفیٰ

ہماری نمازوں کا حال

اب آپ انصاف سے کہئے کہ مسلمان آج کل نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ جھٹ وضو کیا، اللہ اکبر کہا۔ ثناء، الحمد اور اخلاص کو کتر کتر کر پڑھا اور رکوع میں پہنچے۔ ابھی پیٹھ سیدھی نہ ہونے پائی تھی کہ مضطرب تسبیحات نے غیر مطمئن رکوع سے خلاصی پائی۔ سر اٹھاتے ہی سجدے میں گئے (اور قومے کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کے بغیر نبی اکرم ﷺ نے نماز کو باطل قرار دیا ہے) بے قرار سجدے سے سر اٹھاتے ہی دوسرے سجدے کے بار گراں سے نجات پائی اور کھڑے ہوگئے۔ (اور جلسے کا نام و نشان نہیں، جس کے فقدان سے نماز منتفی ہوجاتی ہے) آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ قریباً سب مسلمانوں کی نماز عام طور پر بے چین رکوع و سجود غیر مطمئن اور قومہ و جلسہ مضطرب یا بے نشان ہوتے ہیں۔ عوام تو درکنار، ائمہ مساجد کی نماز باجماعت میں قومہ و جلسہ مفقود اور رکوع و سجود بے حضور ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی مسنون نماز کا حسین سراپا مسلمانوں نے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ نماز تراویح کی دوڑ میں مقتدی امام کا پیچھا کرنے سے عاجز آجاتے ہیں۔ امام جب قیام سے رکوع میں پہنچتا ہے تو پھر مقتدیوں کے رکوع میں پہنچنے پر وہ قومے سے گزر جاتا ہے اور مقتدی جب سجدے میں آتے ہیں تو امام جلسے

کی حدود پھاند چکا ہوتا ہے اور جب مقتدی سجدے سے سر اٹھاتے ہیں تو امام دوسرے سجدے کے بار سے سبکدوش ہو چکا ہوتا ہے۔ افسوس! یہ وہ دلخراش منظر ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے۔

تیری نماز بے سرور، تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

نماز کا چور

"وَعَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرَقَةً اَلَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا" (رواہ احمد)

''حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا: چوری کے اعتبار سے بہت برا چور لوگوں میں وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اے خدا کے رسول! بھلا وہ اپنی نماز سے کیونکر چوری کرے گا۔ آپ نے فرمایا، جو اپنی نماز کا رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پاک کے مطابق نماز کا چور تمام چوروں سے بدتر چور ہے اور کیا ہماری نمازوں کے سجدے اور ناتمام رکوع نماز کی چوری نہیں ہے۔؟

کوے کی ٹھونگیں

"عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ" (رواہ ابوداود)

عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (سجدے میں) کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔

جو لوگ سجدے سے جلدی سر اٹھا لیتے ہیں۔ اور اٹھاتے ہی فوراً بغیر اطمینان سے بیٹھے پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ وہ کوے کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں۔ کیونکہ کوا دانہ اٹھاتے وقت زمین پر جلدی سے چونچ مار کر دانہ اٹھاتا ہے اور پھر جلد ہی دوسرے دانہ کے لئے چونچ مار دیتا ہے۔

منافق کی نماز

"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی إِذَا اَصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا إِلَّا قَلِیْلًا" (رواہ مسلم)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا کہ یہ نماز (عصر کی جو اخیر وقت پڑھی جائے) منافق کی نماز ہے کہ (منافق) بیٹھا رہتا ہے، آفتاب کا انتظار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ (آفتاب) جب زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے۔(یعنی غروب ہونے کے قریب ہو جاتا ہے) تو (نماز کے لئے) کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ (یعنی جانور کے دانہ چگنے کی طرح جلدی جلدی سجدے کر لیتا ہے) اور اس میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔

عصر کی نماز میں آٹھ سجدے ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے والا (بطور عادت کے) چار ٹھونگیں مارتا ہے چونکہ پہلے سجدے کے بعد جب سر اچھی طرح نہ اٹھایا اور فوراً دوسرا سجدہ کر لیا۔ تو حضور انور ﷺ نے دونوں سجدوں کو ایک ہی قرار دیا اور ایسے ناقص اور غیر مطمئن سجدوں کو ٹھونگیں کہا۔

کیا آپ نے ایسے نمازی مسجد میں نہیں دیکھے۔ جو دھوپ زرد ہو جانے پر تنگ وقت میں عصر کی نماز پڑھتے ہیں اور پھر نہایت تیزی سے جلدی جلدی ٹھونگیں مارتے ہیں۔ وائے بر حال ما کہ رسول خدا ﷺ ایسی نماز کو منافق کی نماز فرماتے ہیں۔

جماعت کے ہوتے ہوئے کوئی نماز نہیں ہوتی

"عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ" (رواہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب

نماز (کی جماعت) کھڑی ہوجائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے''

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ فجر کی نماز کی جماعت کھڑی ہے اور لوگ پاس سنتیں پڑھ رہے ہیں؟ اور کیا ان لوگوں کا جماعت کی موجودگی میں سنتیں پڑھنا رسول خدا ﷺ کی نافرمانی نہیں ہے؟ جبکہ حضور انور ﷺ نے لَا صَلٰوۃَ فرما کر ہر نماز کی نفی فرما دی ہے۔

''صلٰوۃ الرسول'' کے لکھنے کا باعث

سطور بالا میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مسلمان مسنون نماز میں کتنی بڑی بڑی غلطیاں کرتے ہیں۔ اور بعض غلطیاں اتنی خوفناک اور اصول شکن ہیں کہ ان سے نماز باطل ہوجانے کا ڈر ہے۔ اکیلے نماز پڑھتے وقت بھی نمازی لاعلمی کی وجہ سے نماز کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور دیکھ کر دل کڑھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی باضابطہ نماز (جس کا اتباع اُمت پر واجب ہے) کجا، اور مسلمانوں کی رسمی بے قاعدہ نماز کجا۔ مسنون نماز کی ہیئت کذائیہ اور مسلمانوں کی نماز کی صورت مروجہ میں بہت فرق ہے۔ اور جب نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے تو دیکھ کر دل جلتا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے ارشاد اور مقررہ اصول کے مطابق نہ صفیں سیدھی کی جاتی ہیں، نہ مل جل کر کھڑے ہونے کا خیال ہے، نہ مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر صف بندی کرنے میں تعمیل رسول ﷺ کی جاتی ہے۔ کوئی تکبیر تحریمہ میں امام کی تکبیر کے اختتام سے پہلے ہی تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔ کوئی امام کے سجدہ میں پہنچنے سے قبل ہی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے اور کوئی امام کے کھڑے ہونے سے پہلے ہی قیام میں پہنچ جاتا ہے۔ علامہ مرحوم ٹھیک فرما گئے ہیں۔

مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے　　محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشان، سجدہ بے ذوق　　کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

پھر بہت سے مسلمان نماز کے بعد کے اَذکار سے بے خبر ہیں۔ کہیں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ...... الخ، میں اپنی طرف سے اضافہ کر رکھا، کہیں اذان کے بعد کی مسنون دعا میں کچھ الفاظ بڑھا دیئے ہیں اور کہیں وضو میں ہر ہر عضو دھوتے وقت ایک ایک دُعا پڑھنی (دین میں) وضع کر رکھی ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ غرض مسلمان مسنون اذکار، عبادات اور نمازوں کی جان پہچان میں بیگانے سے ہوگئے ہیں۔

مسلم　از　سرّ نبی　بیگانہ　شد

چونکہ نماز ارکان اسلام میں سے ایک بہت بلند پایہ رکن ہے اور عبادت الٰہی میں سے روزمرہ کی بڑی رفیع الشان عبادت ہے۔ اور اس عبادت کو مسنون طور پر بجا لانا واجب ہے اور مسلمانوں کی اکثریت مسنون نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے ناواقف ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ خدا کے پیارے رسول سیدالبشر اکرم الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (ہماری جانیں آپ پر قربان) کی بتائی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی نماز اور اس سے متعلق صدہا مسائل پر ایک مکمل اور مدلل کتاب لکھوں تاکہ میرے پیارے مسلمان بھائی اور بہنیں اسے پڑھ کر نمازیں سنت کے مطابق ادا کریں اور نماز کے مسائل متعلقہ سے کماحقہ واقف ہوجائیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اس کی توفیق سے میرا ارادہ پورا ہوا اور نماز سے متعلق یہ کتاب مکمل اور مدلل صَلٰوۃُ الرَّسُوْلِ کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میری اَعماق قلب سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔ امید ہے کہ:

ہر کجا ایں شاخ نرگس بشگفد　　گل رخانش دیدہ نرگس دان کنند

خادم ملت بیضاء
محمد صادق سیالکوٹی
یکم ربیع الثانی، ۱۳۶۸ھ، یکم فروری ۱۹۴۹ء

کتاب اور سنت کے اتباع کا حکم

﴿اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (المائدہ:۳)

یہ آیت ماہ ذوالحجہ ۱۰ ہجری میں میدان عرفات میں نازل ہوئی۔ خدا نے فرمایا: آج کے دن (اے مسلمانو!) میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اس آیت کے نزول کے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ کامل اور غیر ناقص دین اُمت کو سونپ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور امت کو وصیت فرما گئے:

"تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ"

''حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں دو چیزیں ایسی دے چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث شریف'' (مؤطا امام مالک)

پس معلوم ہوا کہ دین کتاب اور سنت پر تمام ہوا۔ یا اسلام، کتاب اور سنت میں محدود ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ وفتویٰ صرف وہی صحیح اور قابل عمل ہے جو قرآن اور حدیث کے ساتھ مدلل ہو۔

سنت کا نافرمان نجات نہیں پائے گا

صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ أَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی" (بخاری شریف)

''میری تمام امت بہشت میں داخل ہوگی، مگر جس نے سرکشی کی کسی نے پوچھا حضور! وہ کون ہے جس نے سرکشی کی؟ آپ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی وہ بہشت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے سرکشی کی۔''

حضور ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی حدیث اور سنت سے منہ موڑنے والے بہشت میں جانے کے لائق نہیں ہیں اس لئے مسلمانوں کو خوف کرنا چاہئے اور اپنی ہر قسم کی عبادت میں حضور ﷺ کی سنت اور حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل کر کے نجات حاصل کرنا چاہئے۔

سوشہیدوں کا ثواب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ" (مشکوٰۃ)

''میری امت کے فتنہ وفساد کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوط پکڑا، اس کے لئے سوشہیدوں کا ثواب ہے''

حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب بے دینی اور بدعملی کا دور ہوگا، میری سنتوں اور حدیثوں کو چھوڑ کر لوگ شرک اور بدعات پر عمل کرنے لگ جائیں گے۔ ایسے پرفتن وقت میں جو میری سنت یا حدیث کو ترک نہ کرے گا، بلکہ مضبوطی سے اس پر جم کر عمل کرے گا، تو خدا اسے ایسے نازک دور میں عمل بالحدیث کے سبب سوشہیدوں کا ثواب دے گا مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق آج کل دین میں بہت فتنہ وفساد برپا ہے۔ صحیح دین کا حصول، اور کتاب وسنت پر عمل کرنا کبریت احمر کا حاصل کرنا ہے۔ سنت پر عمل کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور حدیث کا نام لینے والوں پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ مسلمان اسرار حدیث وسنت سے بیگانے ہوگئے ہیں۔ اور بیت الحرام دین، حرص و ہوا اور تغییر و احداث کے لات و منات سے آباد ہے اس لئے ایسے نازک اور پرآشوب دور میں سنت اور حدیث پر تمسک کرنا لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہونا ہے۔

بہشت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ"

''جس نے میری سنت کو دوست رکھا (اور اس پر عمل کیا) اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل سے محبت کرنا اور ان پر عمل کرنا قیامت میں حضور ﷺ کی معیت اور رفاقت کا موجب ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پیارے رسولؐ کی پیاری سنتوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ انہیں اپنائیں اور ہر قیمت پر عمل میں لائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

"عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" (ابوداود، ترمذی)

''عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایک بلیغ (موثر) نصیحت فرمائی۔ وعظ سن کر ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ وعظ تو ایسا ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کا وعظ ہوتا ہے (اس لئے) ہم کو (خاص) وصیت کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اور (اپنے سردار کی) سننا اور ماننا۔ اگرچہ (سنانے والا) غلام حبشی ہی ہو میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ سخت اختلاف دیکھے گا (یعنی بندگان حرص و آز دین میں اختلاف پیدا کردیں گے) اس وقت تم میری سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا (یعنی اختلاف کے زمانے میں سنت پر عمل کرنا) چنگل عمل سے سنت نہ چھوٹے (بلکہ) اسے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا اور (دین کے اندر) نئے نئے کاموں (کے جاری کرنے) سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ناظرین کرام! یہ ہے حضور ﷺ کی وصیت اور رخصتانہ نصیحت۔ آپ غور فرمائیں۔ کیا ان دنوں اُمت رسول میں اختلاف نہیں ہے؟ پھوٹ اور تفریق نہیں ہے؟ فرقے بندیاں اور گروہ سازیاں نہیں ہیں؟ یادرکھیں! کہ ان ہی فتنوں اور بیماریوں کی بیخ کنی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سنت پاک کی پیروی میں ہے۔

سنت کی پیروی کیوں ناگزیر ہے

واضح ہو کہ اصل مطاع صرف اللہ تعالیٰ ہے، اسی کا حکم اور اطاعت بندوں پر واجب ہے۔ اس نے قرآن مجید، اپنا حکم اور قانون اطاعت کے لئے رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پاک زندگی میں تمام قرآن پر عمل کرکے دکھایا۔ پس جس طرح حضور ﷺ نے عمل کیا۔ اللہ کا حکم مانا اور اس کی اطاعت کی۔ خدائے قدوس تمام امت سے عمل بالقرآن، یا اپنے حکم کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کے طریق کے مطابق چاہتا ہے۔ ہر شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی اور رائے سے قرآن میں دخل دے کر عبارت اور قانون کے مختلف طریقے وضع کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے پھوٹ اور اختلاف یقینی ہے جو موجبِ ہلاکتِ قوم ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اَطیعوا الرسول کا حکم دیا کہ احکام الٰہی کی بجا آوری کے طریقے اور قاعدے رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اسوۂ حسنہ سے سیکھو۔ ''مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ'' کے ارشاد خداوندی کا بھی یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی صورت اتباع رسول ﷺ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

بہ مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

یعنی دین سیکھنا ہے تو رسول اللہ ﷺ ہی سے سیکھو۔ سنت کے خلاف ہر چیز بے دینی اور بولہبی ہے۔

پانی کے احکام

نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ یعنی بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح وضو کے لئے پانی کا پاک ہونا شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پاک پانی کی یہ پہچان بتائی ہے:

"إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَلَوْنِهٖ"

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (اگر نجاست کے گرنے سے) پانی سے بدبو آنے لگے یا اس کا مزا بگڑ جائے یا رنگ تبدیل ہوجائے (یعنی تینوں وصف پانی میں اکٹھے پائے جائیں) تو وہ پانی ناپاک (ہوجاتا) ہے۔'' (بلوغ المرام)

حضور ﷺ نے دریا اور سمندر کے پانی کے متعلق فرمایا:

" هُوَ الطُّهُوْرُ مَاءُ هُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ " (بلوغ المرام)

''یعنی دریائی اور سمندری پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردہ (یعنی مچھلی) حلال ہے۔''

حضور ﷺ نے جنبی کے متعلق فرمایا کہ وہ ٹھہرے ہوئے پانی میں بیٹھ کر نہ نہائے۔ (مسلم) ہاں باہر بیٹھ کر اس میں سے پانی لے کر غسل کرے۔

بول و براز کے آداب

پاخانے میں جاتے وقت کی دعا

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب پاخانے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے، تو فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (بخاری، مسلم)

''اے اللہ! تحقیق میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے''

ملاحظہ: ابوداود میں زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پاخانے جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہیں۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو کہے: ''میں خبیث جنوں اور جنیوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' (ابوداود)

معلوم ہوا کہ خبیث شیاطین پاخانوں میں حاضر اور منتظر ہوتے ہیں کہ آدمی کو ایذا پہنچائیں۔ کیونکہ آدمی وہاں ستر کھول بیٹھتا ہے۔ ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق پاخانے میں جاتے ہوئے دعا مذکور پڑھ لینی چاہئے۔ گھر میں پاخانہ جاتے ہوئے داخل ہوتے وقت پڑھیں اور جنگل وغیرہ میں جب زمین پر دامن سمیٹ کر بیٹھنے لگیں، تو پڑھیں۔

پاخانے سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پاخانے سے نکلتے تو (یہ) فرماتے ہیں: غُفْرَانَكَ (ترمذی، ابن ماجہ) پروردگار! تیری بخشش چاہتا ہوں۔

دعائے ذیل کا پڑھنا بھی حدیث شریف میں حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَعَافَانِیْ" (ابن ماجہ)

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ سے گندگی کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی''

ملاحظہ: ناظرین دونوں دعاؤں میں سے جو چاہیں پڑھ لیا کریں یا دونوں پڑھیں۔

بول و براز کے مسائل

حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ جب تم پاخانہ میں جاؤ۔ تو نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے گوبر، ہڈی اور کوئلے سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (دارقطنی)

حضور ﷺ نے فرمایا: دو لعنت والے کاموں سے بچو! صحابہ ﷺ نے پوچھا، وہ کیا ہیں؟

فرمایا: لوگوں کے راستے میں یا ان کے سایہ میں (یعنی سایہ دار درختوں کے نیچے) پاخانہ کرنا۔(مسلم)

آپ نے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری)

حضور ﷺ نے تین پتھروں (ڈھیلوں) سے استنجاء کرنے کا حکم فرمایا۔(دارمی)

حضور ﷺ جب رفع حاجت کو جاتے تو (اتنی دور جاکر) بیٹھتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھتا۔ (ابوداود)

آپ نے سوراخ (بلوں) میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔(ابوداود)

ملاحظہ: سوراخوں میں پیشاب کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ کہیں سانپ، بچھو وغیرہ پیشاب کرتے وقت ایذا نہ پہنچا دے یا کسی جانور کو پیشاب سے تکلیف ہوگی۔ سبحان اللہ! اسلام کی کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جانوروں کے گھروں تک کی حفاظت اور سلامتی مدنظر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو دو آدمی پاخانہ کرنے جائیں اور ستر کھول لیں (پاخانہ بیٹھتے وقت) اور باتیں کرنے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل سے غضب میں آتا ہے۔ (ابوداود)

ملاحظہ: بعض بےعلم لوگ کھیتوں میں جاکر ایک دوسرے کے قریب ہی پاخانہ بیٹھنے لگ جاتے ہیں۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ دور دور ہوکر بیٹھیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں اور عورتیں تو کھیتوں میں جاکر ایک دوسری سے بہت ہی قریب ہوکر بیٹھتی ہیں اور ایسے اطمینان سے باتیں کرتی ہیں کہ شاید اس جگہ کے سوا پھر انہیں کہیں بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ انہیں اس فعل سے توبہ کرکے آئندہ باز آجانا چاہئے کہ رسول خدا ﷺ اس فعل کو موجب غضب الٰہی فرماتے ہیں۔

پیشاب کرتے وقت شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے پکڑنا اور داہنے ہاتھ سے ڈھیلے پونچھنے کو حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔(بلوغ المرام)

جس شخص کو پاخانہ یا پیشاب آیا ہو تو پہلے وہ حاجت سے فارغ ہولے اور پھر نماز پڑھے۔(ابوداود)

ملاحظہ: بول و براز کے دباؤ کی حالت میں اگر نماز پڑھے گا تو نماز میں چین، حضور اور اطمینان حاصل نہ ہوگا اور ویسے بھی بول و براز کو روکنا حدوث اَمراض کا موجب ہے یعنی بول و براز کے روکنے سے جسمانی نقصان بھی ہے اور روحانی بھی۔ اسی لئے حضور انور ﷺ نے ان سے فراغت حاصل کرنے کو مقدم فرمایا۔

پیشاب سے بچنے کی سخت تاکید

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا۔ ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہورہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں۔ پھر دونوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا: لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ (بخاری)

انتباہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دیوار کے پاس نرم زمین میں پیشاب کیا (کہ چھینٹیں نہ اڑیں) اور فرمایا، جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ تو وہ پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین تلاش کرے۔(ابوداود)

وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے، اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے۔ پیشاب کرکے بغیر پونچھے فوراً کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کے پاجامے، پتلونیں اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہوجاتے ہیں اور اسی طرح جو مستورات بھی پیشاب سے اپنے کپڑوں اور جسم کو نہیں بچاتیں، رسول اللہ ﷺ کی تخویف اور تہدید سے خوف کھائیں کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب ہے اور بڑا گناہ ہے۔ وہ آئندہ پیشاب اور اس کی چھینٹوں سے سخت پرہیز کریں۔ پاکی اور طہارت ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

ایک دوسری حدیث میں حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: "اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ"

یعنی "پیشاب سے پاکی حاصل کرو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔"

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کردیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اور (جگہ کو پاک کرنے کیلئے) اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو۔ (بخاری)

حیض آلود کپڑا

اَسماء بنت اَبی بکرؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو اسے کیا کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چٹکیوں سے مل کر پانی سے دھو ڈالنا چاہیے، اور پھر اس میں نماز ادا کرلی جائے۔ (بخاری، مسلم)

تر منی کا دھونا

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی اور حضور ﷺ (اس کپڑے میں) نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے اور دھونے کا نشان کپڑے پر ہوتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

خشک منی کا کھرچنا

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں (خشک) منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ ڈالتی تھی اور حضور ﷺ اس میں نماز گزارتے تھے۔ (مسلم)

شیر خوار بچے کا پیشاب

اُم قیسؓ اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچے کو جس نے کھانا نہیں کھایا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور حضور ﷺ نے اس کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا، تو حضور ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹا دیا اور دھویا نہیں۔ (بخاری، مسلم)

لبابہ بنت حارث روایت کرتی ہیں کہ حسینؓ بن علیؓ نے رسول خدا ﷺ کی گود میں پیشاب کردیا (جو ابھی شیر خوار ہی تھے) میں نے عرض کیا کہ کوئی اور کپڑا پہن لیں اور تہبند مجھے دیں کہ دھو ڈالوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جاتا ہے۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

نجاست آلود جوتی

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی اپنی جوتی کے ساتھ گندگی پر چلے۔ (یعنی جوتی کو نجاست لگ جائے) تو مٹی اس کو پاک کردینے والی ہے۔ (یعنی زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے) (ابوداود)

نیند سے جاگ کر

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے جاگے، وہ اپنے ہاتھ تین بار دھولے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ کہاں لگ چکا ہے۔ (بلوغ المرام)

کتے کا پینا

سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتا کسی کے برتن میں پانی پی لے تو برتن کو ایک بار مٹی سے مانجے، پھر چھ بار پانی سے دھو ڈالے۔ (مسلم)

مردار کا چمڑا

حضرت میمونہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''یَطْهُرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْظُ'' مردار کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ابوداود)

بلی کا جوٹھا

بلی کا جوٹھا پاک ہے۔ (بلوغ المرام)

سونے چاندی کے برتن میں کھانا

حضرت اُم سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ جمع کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

غسل جنابت کے احکام

مندرجہ ذیل حالتوں میں مسلمان مرد اور عورت پر غسل کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ وجوب غسل کی حالت کو حالتِ جنابت کہتے ہیں۔ مجامعت کے بعد، حیض کے بعد، نفاس (وہ خون جو بچے کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے)اس کے بعد، منی کے دفق سے خارج ہونے کے بعد، اور اس میں احتلام بھی داخل ہے۔

پردے اور شرم کے ضروری مسائل

بعض باتیں بڑی شرم اور حیا کی ہوتی ہیں، جن کو بیان کرتے حجاب آتا ہے۔لیکن جب ایسی باتیں دین اور شریعت سے متعلق ہوں، تو ان کو ظاہر کرنا اشاعت دین ہے۔ ان ہی معنوں میں کہا جاتا ہے کہ شرع میں شرم نہیں۔ اگر ایسے مسائل بوجہ شرم بیان نہ کئے جائیں تو دین میں حرج اور نقصان واقع ہوتا ہے۔

غسلِ جنابت کا مسئلہ

خدا تعالیٰ صحابہؓ پر بے شمار رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے بڑی کوشش سے دین رسول ﷺ سے سیکھا اور پھر اسے بڑے خلوص اور نہایت خیر خواہی سے اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچایا۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً (مشکوٰۃ)

”میری طرف سے (لوگوں کو) پہنچا دو، خواہ ایک حکم ہی ہو۔“

مہاجرین اور انصار کے درمیان غسل جنابت کا ایک مسئلہ زیر بحث آ گیا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ غسل صرف دخول پر ہی فرض ہوجاتا ہے، اِنزال شرط نہیں۔ دوسرا گروہ بیان کرتا تھا کہ وجوب غسل کے لئے دخول کے ساتھ اِنزال شرط ہے۔ یہ طویل مباحثہ کسی فیصلہ کن صورت پر منتج نہ ہوا آخر قرار پایا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا جائے۔

صدیقہ طاہرہؓ بڑی عالمہ اور فاضلہ خاتون تھیں۔ مدینہ منورہ میں ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ صحابہؓ پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے اکثر آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ اس مسئلہ کے لئے جب حضرت ام المؤمنین کے مقدس باب الافتاء کو دستک دی گئی تو حضرت عائشہؓ نے جناب سرور کائنات ﷺ کی حدیث پہنچا دی۔

"قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ" (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضور ﷺ نے فرمایا: جب مرد کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ میں تجاوز کرے تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔“

تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف دخول پر ہی مرد اور عورت دونوں جنبی ہوجاتے ہیں، ان پر غسل واجب ہوجاتا ہے۔ اِنزال شرط نہیں۔

عورت بھی محتلم ہوتی ہے

اُم سلمہؓ (حضور ﷺ کی بیوی) روایت کرتی ہیں کہ (ایک عورت) اُم سلیم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اے خدا کے رسولؐ! یقیناً اللہ حق سے نہیں شرماتا (میں بھی آپ ﷺ سے حقیقت مسئلہ پوچھتی ہوں) کیا عورت پر غسل واجب ہے، جبکہ اس کو احتلام ہو؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ (لیکن) جب پانی دیکھے۔ (یعنی منی کا نشان) ،اُم سلمہؓ نے (شرم سے) منہ ڈھانک لیا۔ اور عرض کیا، اے خدا کے رسولؐ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

ہاں (ہوتا ہے) تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔ (مسلم)

نوٹ: یہ کلمہ تعجب کے وقت اہل عرب بولتے ہیں۔تو حضور ﷺ نے از راہ تعجب ام سلمہؓ کو ہاں سے جواب دیا کہ تجھے اتنا پتہ نہیں کہ مرد کی طرح عورت کی بھی منی ہوتی ہے اور پیدائش انسان مرد، عورت کی ملی جلی منی سے ہوتی ہے۔تو سوتے میں اگر مرد کی منی خارج ہوکر احتلام ہوسکتا ہے تو عورت کی منی بھی نیند میں نکل کر اس کو محتلم بنا سکتی ہے۔تو مسئلہ یہ ہوا کہ عورت یا مرد نیند سے اٹھ کر اگر تری یعنی نشان منی دیکھیں، تو ان پر غسل کرنا فرض ہوجاتا ہے۔اور اگر احتلام کی کیفیت انہیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں، تو غسل فرض نہیں ہوگا۔اور نہ شک کرنا چاہئے۔ ہاں اپنی مرضی سے غسل کرنا چاہیں، یا غسل کا معمول ہے تو کر سکتے ہیں۔

ملاحظہ: اس شرم اور پردے کے مسئلے کو ہم نے یہاں اس لئے بیان کیا ہے کہ لوگوں کو اس کی واقفیت ہوجائے۔ کیونکہ بعض بڑے بڑے اہم مسائل پر لوگ لاعلمی کی وجہ سے عمل نہیں کرسکتے۔ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حیا اور شرم کے مالک تھے۔آپ کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے:

"كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِىْ خِدْرِهَا" (بخاری،مسلم)

''حضور ﷺ پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔''

حضور ﷺ انتہائی حیا کے مالک ہوتے ہوئے عورتوں کو احتلام کا مسئلہ بتاتے ہیں۔حضور ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر اور کون عورت حیا والی ہوسکتی ہے؟ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک پردے کا مسئلہ شرعی صحابہؓ کو بتایا اور صحابیہؓ کی مستورات جو شرم وحیا کی پیکر تھیں۔''إِنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَحْيِى مِنَ الْحَقِّ'' کی تمہید سے ایسے مسائل دریافت کر لیتی تھیں۔ پس اگر ایسے مسائل کی پوچھ گچھ میں یہ حیا کے مجسمے شرم نہیں کرتے تھے تو ہمیں بھی ان مسائل کی اہمیت کے پیش نظر ان کے اظہار وتبلیغ اور افہام وتفہیم میں بے جا شرم نہیں کرنی چاہئے۔

غسلِ جنابت میں مبالغہ درکار ہے

حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ" (ابوداود، دارمی)

''جس نے غسل جنابت میں بال برابر جگہ دھوئے بغیر چھوڑ دی (یعنی بال برابر بھی خشک رہ گئی) تو اس کو ایسا اور ایسا عذاب کیا جائے گا۔''

انتباہ: حضور ﷺ کے کذا وکذا، ایسا اور ایسا عذاب فرمانے سے کنایہ ہے بہت عذاب سے۔ اس لئے جنبی کو چاہئے کہ وہ غسل کرنے میں مبالغے یعنی بہت کوشش سے کام لے اور بدن کو خوب مل کر نہائے کہ ذرہ برابر جگہ خشک نہ رہے۔

ایک اور حدیث میں سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں:

"تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبَشَرَةَ" (ترمذی، ابن ماجہ)

ارشاد ہوتا ہے۔''(جنبی کے) ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ (اس لئے) بالوں کو (خوب) دھوؤ اور بدن کو (اچھی طرح) پاک کرو۔''

جنبی عورت کے بالوں کا مسئلہ

"عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّى امْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِى اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِى عَلَى رَأْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تَفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ" (مسلم)

''ام سلمہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں عورت ہوں، کہ اپنے سر کے بال خوب مضبوط گوندھتی ہوں۔کیا میں انہیں غسل جنابت کے وقت کھول لیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا (ان کو کھولنا تجھے لازم) نہیں، تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تین لپیں پانی تو اپنے سر پر ڈال لے (اور) پھر اپنے (سارے بدن کے) اوپر پانی بہادے۔پس تو پاک ہوجائے گی۔''

ملاحظہ: یہ حکم صرف عورتوں کے سر کے بالوں سے متعلق ہے۔ مرد ایسا نہیں کر سکتے۔ حضرت علیؓ سر کے بالوں کی جڑوں کے خشک رہ جانے کے خوف سے فرماتے ہیں:

"فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِيْ" (دارمی)

''میں نے اسی کے سبب اپنے سر (کے بالوں) سے دشمنی کرلی''

یعنی آپ ہمیشہ بالوں کو منڈوا ڈالتے تھے۔ کہ غسل جنابت میں کوئی جڑ بال کی خشک نہ رہ جائے۔ لیکن وہ عورتیں جو اپنے سر کے بالوں کو مضبوط گوندھ کر رکھتی ہیں۔ انہیں غسل جنابت میں یہ اجازت ہے کہ اگر وہ سر کے بال نہ کھولنا چاہیں تو نہ کھولیں۔ اور تین لپیں پانی سر میں ڈال کر غسل باقی بدن کا پورا کرلیں۔ اور جو عورتیں بالوں کو گوندھتی نہیں ہیں جیسا کہ آج کل رواج ہے۔ انہیں اپنے بالوں کو منتشر کر کے خوب اچھی طرح سر دھونا چاہیئے۔

خشک جگہ رہ جانے کا مسئلہ

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میں نے غسلِ جنابت کے بعد نمازِ فجر پڑھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ناخن کے برابر جگہ پر پانی نہیں پہنچا (یعنی خشک رہ گئی ہے) حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم گیلا ہاتھ اس پر پھیر دیتے، تو تمہارے لئے کافی ہوتا (ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ غسل کرتے وقت اگر جنبی کی کوئی جگہ خشک رہ جائے اور نماز پڑھنے سے پہلے اس پر تر ہاتھ پھیر دے تو کافی ہے۔

جنبی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنِّیْ لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ" (بلوغ المرام)

''میں (خدا کے حکم سے) حائضہ عورت اور جنبی کا مسجد میں آنا حلال نہیں کرتا ہوں''

جنبی کو قرآن پڑھنے کی ممانعت

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا" (بلوغ المرام)

''حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب تک غسل کی حاجت والے نہ ہوتے ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کو بحالت جنابت قرآن کی تلاوت نہ کرنی چاہیئے۔ ہاں قرآن سن سکتا ہے۔

غسل کا وضو کافی ہے

حضرت عائشہؓ روایت کر کے کہتی ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ" (ترمذی)

''رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔''

یعنی غسل کے شروع میں جو وضو کرتے تھے، اسی کو کافی جانتے، اور نہانے کے بعد دوبارہ وضو نہیں فرماتے تھے۔

جنبی سے میل جول اور مصافحہ جائز ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ (ایک روز) بحالت جنابت میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔ آپ ﷺ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں چپکے سے نکل گیا اور گھر جا کر غسل کیا اور پھر واپس آیا اور حضور ﷺ (ابھی) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، تم کہاں (گئے) تھے؟ اے ابوہریرہ! میں نے سارا حال کہہ سنایا (یعنی میں جنبی تھا اور چاہا کہ نہا کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھوں، اس لئے غسل کر کے حاضر ہوا ہوں) تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ" (بخاری)

''سبحان اللہ! تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوگا''

ملاحظہ: حضور ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مومن حقیقتاً نجس اور پلید نہیں ہوتا۔ جنابت نجاست حکمی ہے۔ شریعت (قانون خدا) نے بربنائے مصلحت ایک حالت میں حکماً اس پر غسل واجب کیا ہے۔ پس جنبی کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، اختلاط ارتباط، کھانا پینا، وغیرہ سب جائز ہے۔

حائضہ سے صحبت کرنے کی ممانعت

حیض کی حالت میں عورت سے مجامعت کرنا سخت گناہ ہے، اور موجبِ امراض ہے۔ خدا نے قرآن میں فرمایا:

﴿فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾

''عورتوں سے (حالت) حیض میں کنارہ کشی کرو (یعنی صحبت نہ کرو)

اگر کوئی اس گناہ کا مرتکب ہوجائے تو اسے نادم ہوکر توبہ کرنی چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ"

''جو شخص بحالت حیض اپنی عورت سے صحبت کرلے، تو اسے چاہئے کہ نصف دینار خیرات کرے۔'' (رواہ الترمذی)

ملاحظہ: دینار، ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ تو نصف دینار سوا دو ماشہ سونا ہوا۔ وقت کے لحاظ سے سوا دو ماشہ سونا جتنی قیمت کا ہو، اتنی قیمت صدقہ کرے۔ یعنی کسی مستحق کو دے دے اور آئندہ کے لئے توبہ کرے۔

ترمذی میں ابن عباسؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب خون سرخ ہو (یعنی اگر سرخ خون کی حالت میں جماع کیا، جو ابتدائے حیض میں آتا ہے) تو ایک دینار خیرات کرے، اور اگر خون زرد ہو (یعنی اگر زرد خون کی حالت میں جماع کیا ہو، جو آخر میں ہوتا ہے) تو نصف دینار خیرات کرے۔

مذی کے اخراج سے غسل واجب نہیں ہوتا

سیدنا حضرت علیؓ بہت طاقتور جوان تھے اور آپ کو مذی کثرت سے آتی تھی۔ آپ کو مسئلہ معلوم نہ تھا کہ اخراج مذی پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے اس لئے بالمشافہہ مسئلہ دریافت کرتے حجاب آیا۔ تو اپنے دوست مقدادؓ سے کہا کہ وہ مسئلہ دریافت کریں۔ مقدادؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اخراج مذی پر غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ صرف وضو کرکے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ (بلوغ المرام)

مذی، منی اور ودی کا فرق

مذی: اس چپکتے ہوئے لیسدار پانی کو کہتے ہیں جو شہوت کے وقت سرذکر پر نمودار ہوتا ہے۔ عام طور پر نوجوان اور طاقتور انسانوں کو ہنگام نعوذ مذی آتی ہے۔ جو سکون و فراغ کے بعد ختم ہوجاتی ہے۔

منی: عضو مخصوص سے باللذت ودفق خارج ہونے والا مادہ ہوتا ہے جس سے حضرت انسان پیدا ہوتا ہے اور اس کے اخراج سے آدمی پر غسل فرض ہوجاتا ہے۔

ودی: وہ گاڑھا سفید پانی جو پیشاب سے قبل یا بعد خارج ہوتا ہے۔ اس کے نکلنے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

سیلان الرحم موجب غسل نہیں

جن عورتوں کو سفید رطوبت یعنی لیکوریا کی شکایت ہوتی ہے اس سے بھی غسل لازم نہیں ہوتا۔ حسب معمول نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔

حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے

"عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ يُوَاكِلُوْهَا فَقَالَ

"النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ" (رواہ مسلم)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عورت حیض سے ہوتی، تو یہودی اس کے ساتھ کھاتے نہ تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (حائضہ کے ساتھ) سوائے جماع کے ہر کام کرو''

یعنی حائضہ کے ساتھ کھانا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، اسے چھونا اور بوس و کنار وغیرہ سب باتیں جائز ہیں، سوائے ایک بات کے، اور وہ مجامعت ہے۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِیْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِیْ وَأَنَا حَائِضٌ" (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے تھے (بحالت حیض ازار باندھنے کا) سو میں ازار باندھتی تھی اور آپ مجھے گلے لگاتے تھے، اور میں حیض والی ہوتی تھی''

حائضہ کو قرآن پڑھنے کی ممانعت

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ" (رواہ الترمذی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھے۔''

خونِ استحاضہ کا مسئلہ

خون استحاضہ وہ خون ہے جو خون حیض کے معتاد دنوں کے بعد خاکی یا زرد رنگ کا جاری ہوتا ہے۔ یہ ایک مرض ہے۔ جب عورت اپنے خونِ حیض کی عادت کے دن پورے کرلے، تو اسے غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کر دینی چاہئے۔ کیونکہ خونِ استحاضہ کا حکم خونِ حیض کے حکم میں نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؓ بنت ابی حبیش رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا۔ اے خدا کے رسول ﷺ! مجھے خون استحاضہ آتا ہے اور میں (خون استحاضہ کے سبب) پاک نہیں ہوتی ہوں۔ تو کیا میں (خون حیض کے حکم کی طرح) نماز چھوڑ دوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نہیں، یہ خون استحاضہ ایک رگ ہے، خون حیض نہیں ہے۔ پس جب تجھ کو خون حیض آئے تو نماز چھوڑ دے۔ اور جس وقت خون حیض جاتا رہے (یعنی حیض کی عادت کے دن ختم ہوجائیں) تو اپنے (بدن) سے خون کو دھو (یعنی غسل کرلے) اور نماز پڑھ۔ (بخاری، مسلم)

حاصل کلام یہ کہ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔ معتاد ایام حیض کے بعد غسل کر کے نماز شروع کردے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتی رہے۔

رسول خدا ﷺ نے ایک مستحاضہ عورت ام حبیبہ بنت جحش سے فرمایا:

"تَوَضَّئِیْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ" "یعنی ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو"۔

حائضہ کو نماز، روزہ کی ممانعت

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ" (متفق علیہ)

''کیا نہیں ہے (یہ بات) کہ جب عورت حیض سے ہوتی ہے، تو (بحکم شرع) نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔''

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ عورتوں کو وعظ سنا رہے تھے، تو آپ ﷺ نے عورتوں کو ناقص الدین فرمایا تو عورتوں نے اپنے نقصان دین کی وجہ پوچھی۔ تو حضور ﷺ نے جواب میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ ایام حیض میں ان کو نماز، روزہ کی ممانعت ہے۔

ملاحظہ: حائضہ کو بحالت حیض نماز اور روزہ کی ممانعت ہے۔ لیکن طہارت کے بعد روزہ کی قضا کرے اور نماز معاف ہے۔

نفاس کا حکم

بچے کی پیدائش پر جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ اس کی اکثر مدت بلوغ المرام میں چالیس روز ہے۔ یعنی اگر چالیس روز تک جاری رہے تو اس خون کا بھی حیض کی طرح حکم ہے۔ یعنی نفاس والی عورت کو نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، جماع کرنا، مسجد کے اندر جانا، کعبہ کا طواف کرنا، قرآن پڑھنا اور قرآن کا چھونا حرام ہے۔ پاک ہو کر روزہ کی قضا کرے اور نماز معاف ہے۔ اگر چالیس روز سے زیادہ خون جاری رہے تو وہ استحاضہ ہوگا جو مانع نماز، روزہ، جماع وغیرہ نہیں ہے۔

غسل جنابت کا طریقہ

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِیْ الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ غُرُفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يَفِيْضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ" (متفق علیہ)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو (اس طرح) شروع کرتے کہ (پہلے) دونوں ہاتھ (پہنچوں تک) دھوتے۔ پھر وضو کرتے، جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔ پھر اپنی انگلیاں پانی میں (تر کرنے کے لئے) داخل کر کے نکالتے اور ان سے اپنے بالوں کی جڑوں کو خلال کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں تین چلو پانی اپنے سر پر ڈالتے۔ اس کے بعد تمام بدن پر پانی بہاتے۔''

مسواک کا بیان

مسواک والی نماز

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے، وہ بغیر مسواک والی نماز سے ستر درجے فضیلت میں زیادہ ہے۔ (شعب الایمان)

جاگ کر مسواک کرنا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اور دن کو سو کر اٹھنے کے بعد وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ (ابوداود)

مسواک سے رضائے الٰہی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کے لئے طہارت کا سبب ہے اور پروردگار کی رضا مندی کا ذریعہ ہے۔ (دارمی، نسائی)

جبرئیل علیہ السلام کی تاکید مسواک

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بھی میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے تو مجھے مسواک کرنے کا (سخت) حکم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے اس بات کا خوف ہونے لگا کہ کہیں میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو چھیل نہ ڈالوں۔ (رواہ احمد)

ملاحظہ: مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ پھر جبرئیلؑ کی تاکید پر کثرت سے مسواک کرنے لگے۔ اور کثرتِ مسواک سے منہ چھل جانے کا اندیشہ ہوگیا۔

مسواک کی اہمیت

حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے، انہوں نے زیدؓ بن خالد جہنی سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ سمجھتا، تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ یعنی ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کو واجب کر دیتا)۔ (رواہ الترمذی)

وضو کا بیان

تین بار ناک جھاڑیں

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ" (مشکوٰۃ)

''جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو (پھر وضو کرنے کا ارادہ کرے) تو تین بار (پانی کھینچ کر) ناک جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کی ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے۔''

ملاحظہ: سونے والے کے بانسے پر شیطان کے رات گزارنے کی اصلیت اور حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارا فرض ایمان لانا ہے کہ وہ واقعی شیطان رات گزارتا ہے۔

کچھ اس طرح سمجھ میں آتی ہے کہ سونے کی حالت میں، فضلات، بخارات، غبار اور رینٹ (snivel) دماغ کے قریب جمع ہوجاتے ہیں جن سے حواس میں تکدر آجاتا ہے۔ اور پھر ہر طرح کی عبادت میں کسل و کاہلی آجاتی ہے۔ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ گویا رات بھر وہاں رہا ہے۔ اس لئے صاحب ''مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى'' نے فرمایا کہ نیند سے بیدار ہو کر جب وضو کرنے لگو تو ناک میں پانی کھینچ کر خوب جھاڑو اور سنکو۔ تین بار ایسا ہی کرو۔ تاکہ شیطان کا عمل دخل دور ہوجائے اور سارا دن اور اگلی رات کے سونے کے وقت تک عبادت اور دنیا کے دوسرے کاموں میں تمہاری ہمت بندھی رہے۔ چستی اور مستعدی کے ساتھ سب کام ہوں۔

نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھوئیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہوتو، اسے چاہئے کہ (پانی کے) برتن میں اپنا ہاتھ نہ ڈبوئے، یہاں تک کہ اس کو تین بار دھولے۔ کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھو کر پھر انہیں پانی کے برتن میں ڈالنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ رات کو ہاتھ بدن کے کسی حصہ کو لگ کر پلید ہوگیا ہو۔ استنجاء کی جگہ لگ گیا ہو یا ذکر کو مس کرتا رہا ہو، طہارت اور پاکیزگی کی کتنی اعلیٰ تعلیم ہے۔

مسنون وضو کی مکمل ترکیب

رحمت عالم ﷺ کا وضو

(۱) وضو کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ" (ترمذی)

''جو (وضو کے شروع میں) اللہ کا نام نہیں لیتا۔ اس کا وضو (پورا) نہیں ہوتا''

(۲) پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔

"فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ" (صحیح بخاری)

(۳) پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں، اور آدھا ناک میں ڈالیں، اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑیں۔ پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔ پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔

ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ (صحیح بخاری)

(۴) پورے تین چلوؤں سے تین بار کلی کرنا پھر تین چلوؤں سے تین بار ناک میں پانی ڈالنا بھی درست ہے۔ جامع ترمذی باب فِيْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ ﷺ كَيْفَ كَانَ میں ہے:

"ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا"

''پھر تین بار کلی کی، اور تین بار ناک میں پانی ڈالا''

(۵) پھر تین بار منہ دھوئیں۔

"ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا" (بخاری شریف)

(۶) پھر ایک چلو لے کر اسے ٹھوڑی کے نیچے سے داخل کرکے داڑھی کا خلال کریں۔

(ابوداود)

(۷) پھر اپنا داہنا ہاتھ کہنی تک تین بار دھوئیں۔ پھر بایاں ہاتھ بھی کہنی تک تین بار دھوئیں۔ (ترمذی شریف)

(۸) پھر ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کریں۔ (ابوداود، ترمذی)

(۹) اگر انگوٹھی پہنی ہو تو اس کو ہلا لیں۔ (مشکٰوۃ، باب سنن الوضو)

(۱۰) پھر سر کا مسح کریں، اس طرح کہ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے پیچھے کو لے جائیں۔ اور صحیح مسلم میں إِلٰـی قَفَـاهُ یعنی ہاتھوں کو گدی تک لے جانا بھی آیا ہے۔ پھر پیچھے سے اسی جگہ لے آئیں، جہاں سے شروع کیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۱) پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر کانوں کی پیٹھ پر انگوٹھوں سے مسح کریں۔ (مشکٰوۃ، باب سنن الوضوء)

(۱۲) اور کانوں کے مسح کے لئے پانی نیا لیں۔ (بلوغ المرام، باب بالوضوء)

(۱۳) پھر اپنا داہنا پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئیں۔ اور بایاں پاؤں بھی ٹخنوں تک تین بار دھوئیں۔ (بخاری شریف)

(۱۴) پھر پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔ (مشکٰوۃ)

نوٹ: گردن کے مسح کا احادیث میں کہیں ذکر نہیں آیا۔ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ سر کا مسح کرتے وقت حضور ﷺ اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے تھے۔ اور گدی سر کا پچھلا حصہ ہوتا ہے جس میں کچھ گردن بھی آ جاتی ہے۔

خصال فطرت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْفِطْـرَةُ خَمْسٌ	فطرت پانچ چیزیں ہیں۔
اَلْـخِـتَـانُ	ختنہ کرنا
وَالْاِسْتِـحْدَادُ	زیر ناف کے بال مونڈنا
وَتَقْلِيْـمُ الْاَظْفَارِ	اور ناخن کترنا
وَنَتْـفُ الْإِبِـطِ	اور بغل کے بال اکھاڑنا
وَقَـصُّ الشَّـارِبِ	اور مونچھ کترنا (صحیح مسلم)

مذکورہ باتیں دین کی ہیں اور سب پیغمبروں کی سنت ہیں۔ اسی لئے حضور انور ﷺ نے ان پر عمل کرنے کو فرمایا ہے۔ یہ سب باتیں طہارت، صفائی اور ستھرائی کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اُمِرْنَا بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ" (مسلم)

''ہم کو حکم دیا گیا ہے مونچھوں کو میٹ دینے کا اور داڑھی کو چھوڑ دینے کا''

وضو کے بعد یہ پڑھیں

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهِ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ﴾

''میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' (مسلم)

ملاحظہ: وضو کے بعد شہادتین کے ساتھ ترمذی نے دعاء ذیل کا پڑھنا بھی روایت کیا ہے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"

''بار خدایا! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کردے، اور مجھے (باطن کی) طہارت کرنے والوں میں سے بنا۔'' (ترمذی)

وضو کی وضعی دعائیں

رسول پاک ﷺ کی سنت پاک سے وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ اور بعد میں شہادتین کا پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ لیکن بعض لوگ وضو میں ہر ہر عضو

دھوتے وقت ایک ایک دعا پڑھتے ہیں اور وہ دعائیں مروجہ کتب نماز میں بھی پائی جاتی ہیں، واضح ہو کہ یہ دعائیں سنت پاک اور صحابہؓ کے عمل سے ثابت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کے ہاتھوں دین مکمل کر دیا۔تو پھر دینی اور شرعی امور میں نقص وایزاد، اور کمی، بیشی کرنا کسی امتی کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔

وضو کے دیگر مسائل وفضائل

بخاری شریف کی روایت میں وضو کے اعضاء کا دو دو بار اور ایک ایک بار دھونا بھی آیا ہے۔واضح ہو کہ اعضاء کا تین تین بار دھونا افضل ہے۔اور تین تین بار دھونے سے ہی کامل وضو ہوتا ہے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کا عمل کثرت سے تین تین بار دھونے پر ہی رہا ہے۔دو دو بار، یا ایک ایک بار دھونا جواز کے لئے ہے۔

اعضاء کے تین بار سے زیادہ دھونے کی ممانعت

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُهُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ" (رواہ النسائی وابن ماجہ)

''حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا اور ان کے باپ نے ان کے دادا سے۔ کہا کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وضوء کی کیفیت دریافت کی۔تو حضور ﷺ نے اسے (اعضاء وضوء) تین تین بار دھو کر دکھایا اور فرمایا۔ (کامل) وضو اس طرح ہے۔ پھر جو شخص اس (تین تین بار دھونے) پر زیادتی کرے۔تحقیق اس نے بُرا کیا (کیونکہ خلاف سنت کیا) اور تعدی کی (کیونکہ سنت کی حد سے تجاوز کیا) اور ظلم کیا (اپنی جان پر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرکے)۔''

پہلے انبیاء کا وضوء

"عَنْ عُثْمَانَ قَالَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ وَوُضُوْءُ إِبْرَاهِيْمَ"

''حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا (اور اعضاء وضو کو) تین تین بار (دھویا) اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے نبیوں کا وضو ہے اور ابراہیمؑ کا وضو ہے۔'' (مشکوٰۃ، باب سنن الوضوء)

پس ثابت ہوا کہ تین تین بار اعضاء کا دھونا افضل ہے اور اس سے زیادہ دھونا افضلیت سے ہاتھ دھونا ہے، کیونکہ تین بار سے زیادہ دھونا حضرت ابراہیم علیہ السلام، تمام انبیاء اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر زیادتی ہے۔

مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فَمِهٖ وَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ وَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلٰوتُهٗ نَافِلَةً لَهٗ" (رواہ مالک والنسائی)

''حضرت عبداللہ صنابحیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر (وضو میں) کلی کرتا ہے تو گناہ اس کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔اور جس وقت ناک جھاڑتا ہے تو اس کی ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر جس وقت اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے (بھی) گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس

کے دونوں کانوں سے (بھی) نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں۔ پھر اس کا (گھر سے وضو کرکے) مسجد کی طرف چلنا اور اس کی نماز پڑھنی اس کے لئے (درجات کی بلندی میں) زیادتی ہوتی ہے۔''

ملاحظہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کامل اور سنوار کر مسنون وضو کرنے میں آدمی پورے طور پر گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور پھر اس کا گھر سے باوضو (گناہوں سے پاک) ہوکر مسجد کی طرف چلنا اس کے درجات کو بلند کرتا ہے اور مسجد میں پہنچ کر پھر نماز کا پڑھنا درجات کی بلندی اور قرب خداوندی کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

حشر میں چہرے کا نور

حضرت ابودرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا:

"كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ بَيْنَ الْأُمَمِ؟"

''حضور! آپؐ اپنی امت کو (میدان حشر میں) دوسری امتوں کے (بے شمار لوگوں کے) درمیان کیوں کر پہچانیں گے؟ "قَالَ هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ اَحَدٌ كَذَالِكَ غَيْرُهُمْ" (رواہ احمد)

فرمایا: وہ (میری امت کے لوگ) وضو کے اثر سے سفید (نورانی) چہرے اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ اس طرح (نورانی چہرے اور روشن ہاتھ پاؤں والا) سوائے ان کے اور کوئی نہ ہوگا۔

پیارے بھائیو اور بہنو! اگر آپ نمازیں پڑھیں گے تو نمازوں کے لئے لامحالہ وضو بھی کریں گے۔ پھر وضو کے اثر سے آپ کے چہرے میدان حشر میں روشن ہوں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ پھر آپ کو پہچان لیں گے، کہ یہ امتی ہیں۔ اس لئے آپ وضو میں بہت شوق پیدا کریں اور بڑی محبت اور خلوص سے نہایت سنوار کر وضو کرکے نمازیں پڑھیں۔ تا کہ آپ کے چہرے میدان حشر میں نورانی ہوں۔

خشک ایڑیوں کو عذاب

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّئُوْا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ" (رواہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے روایت کرتے ہوئے کہا، کہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے۔ یہاں تک کہ راستے میں ہم ایک پانی پر پہنچے۔ تو (ہم میں سے) ایک جماعت نے نماز عصر کے قریب وضو کرنے میں جلدی کی۔ تو انہوں نے جلدی جلدی میں وضو کیا (یعنی جلدی جلدی چل کر) ہم سے آگے بڑھ گئے کہ وضو پہلے کرلیں۔ پھر ہم بھی ان کے قریب پہنچے اور ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں۔ (یعنی خشک تھیں) ان کو پانی نہیں پہنچا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: (خشک) ایڑیوں کے واسطے خرابی ہے آگ سے (خبردار) وضو اچھی طرح پورا کیا کرو۔''

انتباہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وضو بڑی احتیاط سے سنوار کر پورا کرنا چاہئے۔ اعضاء کو خوب مل مل کر دھونا چاہئے اور تین تین بار دھونا چاہئے تا کہ ذرہ برابر جگہ بھی اعضاء وضو کی خشک نہ رہے۔

وضو نصف ایمان ہے

"عَنْ أَبِيْ مَالِكِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الإِيْمَانِ" (مسلم)

''حضرت ابو مالک اشعریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، وضو آدھا ایمان ہے۔''

مومن کا زیور

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوَضُوْءُ" (رواہ مسلم)

''سیدنا حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے جانی دوست حضرت محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (بہشت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔''

ملاحظہ: مومن کے لئے بہشت کا زیور خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوگی۔ ہم اس کی کیفیت دنیا میں نہیں جانتے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ وضو کامل خدا تعالیٰ کی بڑی عبادت ہے اور اس عبادت کے سبب اللہ تعالیٰ بہشتی زیور کے انعام سے بندے کو نوازے گا۔

مشقت کے وضو سے بلندی درجات

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ" (رواہ مسلم)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کہ میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں کہ جس کے سبب خدا گناہوں کو دور اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا، کیوں نہیں اے رسول خدا ﷺ! (ضرور بتا دیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا: مشقت (یعنی بیماری، یا شدت کے جاڑے) کے وقت کامل (اور سنوار کر) وضو کرنا۔''

تحیۃ الوضوء سے بہشت واجب

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلاً عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" (رواہ مسلم)

''حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور خوب سنوار کر اچھا وضو کرے۔ پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری و باطنی طور پر) متوجہ ہوکر دو رکعت نماز (نفلی) پڑھے تو اس کے لئے بہشت واجب ہوجاتی ہے۔''

شکر الوضوء سے بلالؓ بہشت میں

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ! حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْإِسْلَامِ فَإِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ إِنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنَ اللَّیْلِ اَوْنَهَارٍ إِلَّا صَلَّیْتُ بِذَالِكَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ أَنْ اُصَلِّیَ" (متفق علیہ)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلالؓ سے کہا۔ اے بلالؓ! میرے سامنے (اپنا) وہ عمل جو تم نے اسلام میں کیا اور جس پر تمہیں (ثواب کی) بہت امید ہے، بیان کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے آگے بہشت میں تمہاری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ میرے نزدیک جس عمل پر مجھے (ثواب کی) بہت امید ہے، یہ ہے کہ رات یا دن میں جب (بھی) میں نے وضو کیا تو اس وضو سے جس قدر نماز (نفل) میرے مقدر میں تھی، ضرور پڑھی (یعنی کسی وضو کو میں نے بغیر نفلوں کے خالی نہ چھوڑا)''

بارگاہِ ایزدی کا پرمٹ

نماز بغیر وضو کے قبول نہیں ہوتی۔ یعنی بے وضو کو خدا کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ تو گویا وضو احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے پرمٹ ہے اور جس شخص کو خدا وضو کی توفیق دے یا اپنی بارگاہ میں حاضری کا پرمٹ عطا کرے۔ وہ جتنا بھی

شکر کرے تھوڑا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ جب بھی وضو کریں دو رکعت نماز نفل شکر وضو کی نیت سے پڑھ لیا کریں۔ کہ اس شکرانہ سے بھی بہشت ملتی ہے اور قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔

بہشت کی بشارت

"عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ" (رواہ مسلم)

''حضرت عمرؓ بن الخطاب روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی وضو کرے۔ پس انتہاء کو پہنچائے۔ یا (فرمایا) پورا کرے وضو (یعنی اعضاء خوب مل کر تین تین بار دھوئے اور خوب سنوار کر وضو کرے) پھر کہے "أَشْهَدُ أَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ''، تو اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔''

ناظرین! آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وضو کرنے سے مومن کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ پورے طور پر گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ پھر وضو کے بعد کلمات شہادتین پڑھنے سے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں اور شکرانہ وضو کے نفل پڑھنے سے بہشت واجب ہوجاتی ہے۔ یہ تو صرف وضو ہی کی برکات ہیں۔ پھر جب اس وضو سے آدمی خدا کی بارگاہ میں پہنچتا ہے اور نماز فرض سے فارغ ہوتا ہے، تو اس کے درجات کی بلندی اور خدا کی رضامندی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

ایک وضو سے کئی نمازیں

"عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُؓ : لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ ! فَقَالَ : عَمَدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ" (رواہ مسلم)

''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور موزوں پر مسح (بھی) کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا (حضور!) آج کے دن آپ ﷺ نے وہ کیا جسے (پہلے) آپ ﷺ نہ کرتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: اے عمرؓ! میں نے اسے قصداً کیا (تاکہ لوگوں کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہوجائے۔''

نواقض وضو

بے وضو نماز نہیں

"عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ" (رواہ مسلم)

''حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز بغیر وضو کے قبول نہیں کی جاتی''

مذی سے وضو

"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذِيِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِيِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ" (رواہ الترمذی)

''حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے (مقداد کے واسطہ سے) رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مذی نکلنے سے وضو (لازم آتا ہے) اور منی نکلنے سے غسل (لازم آتا) ہے۔''

ملاحظہ: شدت شہوت کے وقت سر ذکر پر جو لیسدار قطرہ آجاتا ہے اس کو مذی کہتے ہیں۔

پس اس مذی سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور منی لذت اور دفق سے خارج ہونے والا مادہ ہوتا ہے۔جس سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔اس کے خارج ہونے سے آدمی پر غسل واجب ہوجاتا ہے۔

نیند سے وضو

"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ"(ابوداود)

''حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں سرین کی سربند ہیں۔پھر جو شخص سوگیا۔اسے چاہئے کہ (از سرنو) وضو کرے۔''

وضاحت: مطلب یہ ہے کہ جب آدمی جاگتا رہتا ہے تو مقعد سے خروج ہوا پر کنٹرول رہتا ہے۔گویا مقعد پر بند بندھا ہے۔لیکن جب سوگیا تو اعضاء ڈھیلے پڑ گئے اور بند کھل گئے۔پس وضوٹوٹ گیا۔یا شرعاً ٹوٹنے کے حکم میں ہوگیا۔اس لئے جاگنے پر وضو لازم آیا اور نیند ناقض وضو ہوئی۔

گوز سے وضو

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ"(ترمذی،ابوداود)

''علی بن طلقؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت حدث کرے (یعنی ہوا مارے) تم میں سے کوئی تو اسے چاہئے کہ وضو کرے (کیونکہ اس کا وضوٹوٹ گیا ہے۔)''

---

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔مذی کے نکلنے سے وضو کرنے کا حکم چونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اس لئے مذی سے وضوٹوٹ جاتا ہے باقی چیزوں قے،نکسیر اور منہ سے زرد رنگ کا پانی خارج ہونے سے وضو کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔

قے،نکسیر وغیرہ سے وضو

"عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْمَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ" (بلوغ المرام)(۱)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا کچھ کھانا پیٹ سے منہ میں آئے یا مذی نکلے۔تو وہ شخص پھر جائے (وضو کرنے کے لئے)

سُکر و جنابت اور بول و براز سے وضو

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ (النساء:۴۳)

''اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ''وَاَنْتُمْ سُكَارٰى'' سے بیہوشی کی حالت کو مانع نماز فرمایا ہے۔معلوم ہوا کہ مستی اور بیہوشی ناقض وضو ہے،خواہ کسی منشی چیز سے ہو،نیند سے ہو،یا مرض سے ہو،بیہوش ہونے پر وضوٹوٹ جائے گا،ہوش آنے پر وضو کر کے نماز پڑھنی ہوگی۔وَلاَ جُنُبًا سے حالت جنابت مانع نماز ہوئی۔تو جنبی ہونا ناقض وضوء ہوا۔جنبی نماز پڑھنا چاہے تو نہ صرف وضو ہی کرے گا بلکہ اس پر غسل بھی واجب ہوگا۔﴿اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَآئِطِ﴾ میں جائے ضرور (بول و براز) سے آنا مانع نماز ہو کر ناقض وضو ہوا۔اس لئے پاخانہ اور پیشاب سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ میں مجامعت بھی ناقض وضو ہے۔اس سے نہ صرف وضو ہی کرنا پڑتا ہے،بلکہ غسل کرنا بھی واجب ہے۔

---

(۱) ماہواری معتاد ایام کے بعد جو خون جاری رہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔(محمد صادق)

استحاضہ سے وضو(1)

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مستحاضہ عورت فاطمہؓ بنت ابی حبیش سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تَوَضَّئِیُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ہر نماز کے لئے وضو کرو۔ (اس لئے کہ تجھے خون استحاضہ آ تا ہے) معلوم ہوا، کہ استحاضہ ناقض وضو ہے۔

بیٹھے ہوئے سونا، ناقض وضونہیں ہے

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَهْدِهٖ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسَهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّئُوْنَ" (بلوغ المرام)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے زمانہ میں نماز عشاء کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے تھے (یعنی بیٹھے بیٹھے سو جاتے اور اونگھتے تھے) پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بغیر تکیہ لگائے بیٹھے بیٹھے سو جانے اور اونگھنے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ اور اگر متوضی دیوار وغیرہ سے تکیہ لگا کر یا کروٹ وغیرہ پر سو گیا تو وضوٹوٹ جائے گا۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

"عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ" (رواہ مسلم)

''شریح بن ہانی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کے متعلق پوچھا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسح کی مدت) مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی۔''

مسح کا طریق

پانچوں انگلیاں داہنے اور بائیں ہاتھ کی تر کر کے دونوں پاؤں کے پنجوں سے شروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک کھینچ لی جائیں۔

مقیم آدمی کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات تک ہے یعنی ایک دن اور ایک رات وضو میں بغیر پاؤں دھوئے مسح سے ہی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک اپنی نمازوں کے وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے مسح کر سکتا ہے۔ مدت مسح کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب وضوٹوٹے۔ مثلاً ایک شخص نے ظہر کے وقت وضو کیا اور وضو میں پاؤں دھو کر موزے یا جرابیں پہن لی ہیں اور اس کا وضو شام کو ٹوٹ گیا۔ تو اب شام سے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات شمار کی جائے گی۔

نقض مسح

جن چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے، اور وہ نواقضِ وضو میں بیان ہو چکی ہیں، مسح بھی ان سے ٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی وضو کے نواقض ہی مسح کے نواقض ہیں۔

مدت مسح کا خاتم

"عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَانَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ" (رواہ الترمذی والنسائی)

''صفوان بن عسالؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک (پاؤں سے) نہ نکالیں۔ سوائے جنابت کے۔ اور لیکن پاخانہ یا پیشاب یا سونے سے (موزے

اتارنے کا حکم نہ دیتے)۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جنبی ہونا مسح کی مدت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لئے غسل جنابت کے لئے موزے اتارنے چاہئیں اور جنابت کے برعکس بول و براز اور نیند کے بعد موزے نہیں اتارنے چاہئیں اور مدت معین تک مسح کر سکتے ہیں۔

جرابوں پر مسح کرنے کا بیان

حضرت بلال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ" (معجم طبرانی)

''رسول اللہ ﷺ چمڑے کے موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔''

اس حدیث کی صحت کے متعلق درایہ میں ہے: ''أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدَيْنِ رِجَالُ أَحَدِهِمَا ثِقَاتٌ'' یعنی اس حدیث کو امام طبرانی نے دو سندوں سے وارد کیا ہے۔ جن میں سے ایک کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

"وَعَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ"

(رواہ احمد والترمذی وابوداود وابن ماجہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطہارت)

''مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت اپنی جرابوں پر مسح کیا اور جوتیوں پر (بھی)''

حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ" (ابن ماجہ، بیہقی)

''حضور انور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری ایک اور روایت میں کہتے ہیں:

"أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْعَمَامَةِ"

''میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اپنی دونوں جرابوں پر مع جوتیوں کے مسح کیا اور عمامے پر بھی۔'' (معجم طبرانی)

مسح نعلین کی تفہیم

جوتیوں پر مسح کا جو ذکر ان حدیثوں میں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب کی جوتیوں میں صرف تسمہ ہی لگا ہوا ہوتا تھا اور وہ جرابوں پر مسح کرنے میں مانع نہ تھا۔ اور حضور ﷺ نے جرابوں والے پاؤں کو (چپل نما) پاپوشوں میں رکھے ہوئے ہی مسح فرما دیا۔ تو حدیث بیان کرنے والے راویوں نے مسح میں جوتیوں کا ذکر بھی کر دیا۔ یعنی حضور ﷺ جرابوں پر مسح کرتے وقت (جو اصل چیز ہے) جوتیوں کے تسموں پر بھی مسح کر دیتے تھے۔ چنانچہ امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

"وَالظَّاهِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَسَحَ عَلَى سُيُوْرِ النَّعْلِ الَّتِيْ عَلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ فَعَلَى هٰذَا الْمُرَادُ مَسَحَ عَلَى سُيُوْرِ نَعْلَيْهِ وَظَاهِرِ الْجَوْرَبَيْنِ اللَّتَيْنِ فِيْهِمَا قَدَمَاهُ"

''یعنی جوتیوں پر مسح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ نے اپنی جوتیوں کے تسموں اور جرابوں پر مسح کیا''

حضور انور ﷺ اور صحابہؓ عموماً وضو گھر سے کر کے مسجد میں آیا کرتے تھے۔ اور گھروں میں وضو کرتے وقت جوتیاں نہیں اتارتے تھے۔ اور وضو میں جب پاؤں کی باری آتی تھی تو اگر پاؤں ننگے ہوتے تو ان کو دھوتے۔ اور اگر پاؤں میں جرابیں ہوتیں، تو جوتی سمیت ہی ان پر مسح کر دیتے۔ اور ان کی جوتیوں کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی تھی کہ پاؤں کے اوپر کا حصہ تقریباً سارا ننگا رہتا تھا۔ اس لئے وہ جوتیاں یا ان کے تسمے مسح کرنے میں رکاوٹ کا باعث نہیں ہوتے تھے۔

ہم لوگ وضو عموماً مسجدوں میں جا کر کرتے ہیں اور مسجدوں میں خواہ مخواہ جوتیاں اتارنی پڑتی ہیں۔ اس طرح ہمارے لئے جوتیوں پر مسح کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہم اگر

گھروں میں بھی وضو کریں تو پھر فل سلیپر یا بوٹ وغیرہ اتار کر ہی پاؤں پر (جرابوں کی صورت میں) مسح کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہماری مروجہ جوتیوں میں ہمارے پاؤں ڈھکے رہتے ہیں اس لئے یہ جوتیاں مسح میں مانع ہوتی ہیں۔

مسح عمامہ

جوتیوں پر مسح کرنے کے ساتھ عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر بھی حدیث بالا میں آیا ہے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے عمامے پر مسح فرمایا۔ سنئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ﴿وَاَرْجُلَكُمْ﴾ [1] نازل فرما کر پاؤں کے دھونے کا حکم دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی تشریح اپنے عمل سے یوں فرمائی کہ پاؤں ننگے ہونے کی صورت میں آپ ﷺ نے انہیں دھویا۔ اور پاؤں کو موزوں یا جرابوں میں ملفوف ہونے کی حالت میں ان پر مسح فرمایا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ﴾ [2] کی تنزیل سے سروں کے مسح کا حکم دیا، اور وحی الٰہی کے شارح اعظم ﷺ نے اپنے عمل سے اس کی تعمیل یوں فرمائی کہ سر ننگا ہونے کی صورت میں اس پر مسح فرمایا اور عمامہ ہونے کی صورت میں عمامے ہی پر، (بذریعہ وحی خفی) مسح فرمایا۔ پس اگر ملفوف پاؤں پر حضور ﷺ کے مسح کرنے پر تعجب نہیں ہوسکتا۔ تو ڈھکے ہوئے سر پر آپ کے مسح فرمانے پر بھی حیرانی کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئے۔ اور نہ کسی امتی کو آپ ﷺ کے فعل پر حرف گیری کا حق پہنچتا ہے۔ حضور ﷺ کے فعل مسح عمامہ سے ہمارے لئے یہ آسانی ہوگئی کہ اگر وضو کرتے وقت ننگے سر ہوں تو حسبِ معمول ہمیں سر پر مسح کرنا چاہئے۔ اور اگر سر پر پگڑی وغیرہ ہو، اور کسی وجہ سے ہم اتارنا نہ چاہیں تو معلم رفق یسر اور پیغمبر رحمت کی سنت کی پیروی میں اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

مسح جوربین مکرر

(۱) اور اپنے پاؤں کو دھوؤ۔ (المائدۃ:٦)

(۲) اور اپنے سروں کا مسح کرو۔ (المائدۃ:٦)

جوتیوں اور عمامے پر مسح کی تشریح تو بصورت جملۂ معترضہ درمیان میں آ گئی۔ اصل موضوع جرابوں پر مسح کرنے سے متعلق ہے۔ جس طرح صحیح احادیث میں خُفَّيْن (چمڑے کے موزے) کا لفظ مسح کے لئے آیا ہے اسی طرح متذکرہ الصدر مرفوع احادیث میں جَوْرَبَيْن (جرابیں) کا لفظ مسح کرنے کے لئے موجود ہے۔ چونکہ بعض بھائی جرابوں پر مسح کرنے پر معترض ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مسئلہ کو مزید مدلل ومشرح طور پر تحریر کرتے ہیں۔ حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدَمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا اِلَيْهِ مَا اَصَابَهُمْ مِنَ الْبَرْدِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنِ" (رواہ احمد وابوداود)

"حضور انور ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت (باہر) بھیجی۔ انہیں (سفر میں) سردی لگی۔ واپس آنے پر انہوں نے آپ کی خدمت میں (سردی کی) شکایت کی۔ تو آپ نے انہیں عماموں اور تساخین پر مسح کرنے کا حکم دیا۔"

تساخین کی تشریح

تسخین ضد ہے تبرید کی۔ تبرید کے معنی میں سردی پہنچانا اور تسخین کے معنی گرمی پہنچانا۔ تو تساخین پاؤں کے ہر اس لباس کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو (گرم کر کے) سردی سے بچایا جائے۔ خواہ وہ لباس چمڑے کے موزے ہوں۔ خواہ سوتی یا اونی جرابیں ہوں۔ تساخین سے متعلق امام ابن رسلانؒ فرماتے ہیں:

"اَصْلُ ذَالِكَ كُلُّ مَايُسْخَنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِمَا"

یعنی "تساخین ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں سردی سے بچایا جائے۔ خواہ وہ چمڑے کے موزے ہوں یا کپڑے وغیرہ کی جرابیں ہوں۔"

پس اس حدیث تساخین سے ثابت ہوا کہ پاؤں جس چیز سے ملفوف ہوں۔ اسی پر مسح کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا جرابوں پر مسح کرنا

تہذیب سنن لابن قیمؒ میں روایت ہے:

"أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَسَحَ عَلَى سُيُوْرِ النَّعْلِ الَّتِىْ عَلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ مَعَ الْجَوْرِبِ"

''حضرت عمرؓ نے اپنی جرابوں پر مع چپل کے اوپر کے تسموں کے مسح کیا۔''

حضرت علیؓ کا جرابوں پر مسح کرنا

حضرت کعب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِىْ طَالِبٍ بَالَ فَمَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ وَ نَعْلَيْهِ"

''حضرت علیؓ نے پیشاب کیا، پھر وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنی جرابوں پر جو جوتیوں میں تھیں مسح کیا۔'' (محلی ابن حزم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا جرابوں پر مسح

"أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمْسَحُ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ وَنَعْلَيْهِ" (محلی ابن حزم)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا کرتے تھے۔''

حضرت انس بن مالکؓ کا جرابوں پر مسح

امام ابن حزمؒ اپنی مایہ ناز کتاب میں روایت لائے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے وضو کرتے ہوئے اپنی ٹوپی اور سیاہ رنگ کی جرابوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔ الفاظ یہ ہیں:

"فَمَسَحَ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ وَعَلَى الْجَوْرَبَيْنِ لَهُ مِنْ خَزٍّ عَرَبِيٍّ اَسْوَدَ ثُمَّ صَلّٰى" (المحلّٰی لابن حزم)

لغت عرب سے جورب کے معنی

لغت عرب کی معتبر کتاب قاموس میں ہے:

"اَلْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ"

''ہر وہ چیز جو پاؤں میں پہنی جائے جو رب ہے۔''

تاج العروس میں ہے: "اَلْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ"

''جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہن لیں وہ جورب ہے۔''

علامہ عینیؒ جورب سے متعلق لکھتے ہیں:

"وَهُوَ يُتَّخَذُ مِنْ غَزْلِ الصُّوْفِ الْمَفْتُوْلِ يُلْبَسُ فِىْ الْقَدَمِ إِلٰى مَا فَوْقَ الْكَعْبِ"

''جورب بٹے ہوئے اون سے بنتی ہے۔ اور پاؤں میں ٹخنے سے اوپر تک پہنی جاتی ہے۔ امام سیوطیؒ ''قوت المغتذی'' میں بھی یہی تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی کہ عربی زبان میں جورب اسے کہتے ہیں، جو پاؤں کو ڈھانپنے کے لئے اون کی بنائی جاتی ہے۔

''عارضة الاحوذی'' میں شارح حدیث امام ابوبکرؒ تحریر فرماتے ہیں:

"اَلْجَوْرَبُ غِشَاءٌ لِلْقَدَمِ مِنْ صُوْفٍ"

''جورب وہ چیز ہے، جو پاؤں کو ڈھانپنے کے لئے اون کی بنائی جاتی ہے''

عمدة الرِّعاية میں ہے:

"قَدْ يَكُوْنُ مِنَ الْكِرْبَاسِ وَمِنَ الشَّعْرِ"

''جرابیں روئی یعنی سوت کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں''

غاية المقصود میں ہے:

"إِنَّ الْجَوْرَبَ يُتَّخَذُ مِنَ الأَدِيْمِ وَكَذَا مِنَ الصُّوْفِ وَكَذَا مِنَ الْقُطْنِ وَيُقَالُ لِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذَا أَنَّهُ جَوْرَبٌ"

یعنی ''جورب چمڑے کی، اون کی اور سوت کی بھی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کو جورب (جراب) کہا جاتا ہے۔''

پس ثابت ہوا کہ جورب پاؤں کے لفافے یا لباس کو کہتے ہیں، وہ لباس خواہ چرمی ہو، خواہ سوتی یا اونی وغیرہ۔ ہم اس پر مسح کر سکتے ہیں اور رسول پاک ﷺ کی سنت یہ تھی کہ اگر حضور ﷺ کے پاؤں ننگے ہوتے تو انہیں دھوتے تھے۔ اور اگر چرمی موزے پہنے ہوتے یا پاؤں

جرابوں میں ملفوف ہوتے۔تو آپ ان پر مسح کر دیا کرتے تھے۔جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

(ا) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشَرَ سِنِيْنَ" (ترمذی) یعنی پاک مٹی مسلم کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے دس برس سے کثرت مراد ہے۔(محمد صادق)

تیمّم کا بیان

لغت میں تیمّم کے معنی قصد کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں پانی نہ ملنے کی حالت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کرکے اپنے ہاتھوں اور منہ پر ملنا تیمّم کہلاتا ہے۔ پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں۔ مسافر کو سفر میں ہوسکتا ہے کہ پانی نہ ملے۔ یا پانی کے مقام تک پہنچنے پر نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہو۔ یا وضو کرنے سے مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا پانی حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو، مثلاً گھر میں پانی نہیں اور باہر کرفیو نافذ ہے یا پانی لانے میں کسی دشمن یا درندے سے اندیشہ جان ہے تو ایسی صورتوں میں ہم تیمّم کرسکتے ہیں۔ خواہ یہ موانع [1] برسوں قائم رہیں۔ تیمّم بھی بدستور روا رہے گا۔ وضو کے نواقض میں سے جس ناقض سے بھی وضو ٹوٹے، پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرکے متوضی کی طرح ہر قسم کی عبادت کرسکتے ہیں۔

جنابت کی حالت میں تیمّم

"عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَامَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَاءٌ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فإِنَّهٗ يَكْفِيْكَ" (متفق علیہ)

''حضرت عمرانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے پھرے تو اچانک آپ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھی تھی۔ رسول خدا ﷺ نے اس سے پوچھا اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے کہا مجھے جنابت پہنچی اور پانی نہ مل سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر مٹی لازم ہے کیونکہ وہ (تیمّم کے لئے) کافی ہے۔''

احتلام میں تیمّم اور زخموں پر مسح

"عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلاً مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِيْ رَأْسِهٖ فَاحْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ قَالُوْا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَالِكَ قَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَّا سَئَلُوْا إِذَا لَمْ يَعْلَمُوْا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ أَن يَتَيَمَّمَ وَيُعَصِّبَ عَلَى جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهٖ"

''حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم سفر میں نکلے۔ تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اور اس کے سر پر زخم کرڈالا۔ پھر اس کو احتلام ہوگیا۔ (جس سے اس کو نہانے کی حاجت ہوئی) اس نے اپنے رفقاء سے دریافت کیا کہ آپ لوگ میرے لئے شریعت میں تیمّم کی رخصت پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہم تیرے لئے کوئی رخصت نہیں پاتے۔ (کیونکہ) تو پانی پر قادر ہے۔ (یعنی پانی موجود ہے پھر تیمّم کیسا؟) پھر وہ (زخمی) نہایا اور مرگیا۔ پھر جب ہم لوٹ کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے۔ تو حضورؐ اس امر سے مطلع ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کو ان لوگوں نے مار ڈالا، ان کو اللہ مارے۔ جب یہ لوگ خود (مسئلہ) نہیں جانتے تھے، تو کیوں نہیں پوچھ لیا؟ کیونکہ پوچھنا (مرض) نادانی کی شفا ہے۔ بیشک اس (مرنے والے) کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ تیمّم کرتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھتا پھر اس (پٹی) پر مسح کرتا اور اپنا باقی بدن دھوڈالتا۔'' (رواہ ابوداود)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہوجائے۔ اور غسل کرنا (خاص کر سردیوں میں) اس کے لئے موجب مرض یا باعث ازدیاد مرض دکھائی دے، تو اسے تیمّم کرکے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوڑوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کرلینا درست ہے۔ اور محتلم، حائض اور نفاس والی عورتیں بھی بوقت ضرورت تیمّم کرکے نماز وغیرہ پڑھ سکتی ہیں اس لئے کہ تیمّم عذر کی صورت میں وضو اور غسل دونوں کے قائم

مقام ہے۔

تیمّم کا طریقہ

صحیح بخاری میں حضرت عمارؓ سے ایک روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر کی حالت میں جنبی ہوگیا۔ اور (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) خاک پر لوٹا اور نماز پڑھی۔ پھر (سفر سے آ کر) یہ حال رسول خداﷺ کے سامنے بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ"(بخاری)

''تمہارے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ اس طرح (کرتے یعنی تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور انہیں پھونکا (تاکہ مٹی دھول وغیرہ اڑ جائے، پھر ان سے اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا۔''

رسول خداﷺ کے کر کے دکھائے ہوئے طریقہ تیمّم سے معلوم ہوا کہ تیمّم کرنے والے کو (طہارت کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھ کر) دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارنے چاہئیں۔ پھر پھونک کر منہ پر ملے اور پھر دونوں ہاتھوں پر۔ پس تیمّم ہوگیا۔ قرآن مجید کے حکم: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ کی رو سے تیمّم پاک مٹی سے کرنا چاہئے۔ اور کپڑے، پتھر، لکڑی، لوہے اور کوئلے وغیرہ پر تیمّم جائز نہیں ہے۔ ایک تیمّم سے وضو کی طرح کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ تیمّم کرنے والا پورا پورا متوضی کے حکم میں ہوتا ہے۔

غسل مسنون کا بیان

جمعہ کے دن غسل

"عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ" (متفق علیہ)

''حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ کو آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کر کے آئے۔''

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ" (متفق علیہ)

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق (مستحب موکدہ) ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے اس میں اپنا سر اور اپنا بدن دھوئے۔''

"عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ"(متفق علیہ)

''حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر نہانا واجب ہے۔''

اس حدیث میں واجب کے معنی ثابت اور لائق تر کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا نہایت ہی اچھا ہے۔ بروئے شرع مستحب تاکیدی اور پسندیدہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں کہ اس کا تارک گنہگار ہو۔

غاسلِ میت غسل کرے

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ"(ابن ماجہ)

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مردے کو غسل دے، تو اسے چاہئے کہ آپ بھی غسل کرے۔''

نوٹ: غاسل میت کے لئے نہانا مستحب ہے، تاکہ اگر چھینٹیں وغیرہ پڑی ہوں تو صفائی اور طہارت حاصل ہوجائے۔

نومسلم غسل کرے

"عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ" (رواہ الترمذی)

''حضرت قیس بن عاصمؓ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔''

نوٹ: بیری کے پتے پانی میں ملا کر غسل کرنے سے خوب طہارت حاصل ہوتی ہے اور جسم کی بدبو دور ہوجاتی ہے۔

عیدین کے روز غسل

موطا امام مالک میں حضرت نافعؒ کی روایت سے عیدین کے روز عیدگاہ جانے سے قبل نہانا سنت ہے۔

احرام حج کا غسل

زید بن ثابتؓ کی روایت سے ترمذی میں حج کا احرام باندھتے وقت غسل سنت ہے۔

داخلہ مکہ کا غسل

بلوغ المرام کے باب صفة حج ودخول مكة میں ابن عمرؓ کی روایت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مشروع ہے۔

نماز کی تاکید کا بیان

اولاد کو نماز سکھاؤ

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعَ سِنِيْنَ

(۱) سزاؤں، حدوں اور تعزیروں کے نفاذ کا کام حکومت کے فرائض میں سے ہے۔ (منہ)

وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِى الْمَضَاجِعِ"

''عمرو بن شعیب سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ان کے دادا سے نقل کیا ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اپنی اولاد کو جب وہ سات برس کے ہوجائیں، نماز کا حکم دو۔ اور جب وہ دس برس کے ہوجائیں تو نماز چھوڑنے پر انہیں مارو۔ اور (دس برس کے ہوجانے پر) ان کا بستر ایک دوسرے سے الگ کردو۔ (رواہ ابوداود)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ بچوں کے والدین سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں ہی نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں اور اگر دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں، تو والدین تادیبی کارروائی کریں۔ انہیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں۔ اور دس برس کی عمر کا زمانہ چونکہ بلوغ کا قرب ہے، اس لئے بہن، بھائیوں وغیرہ کو اکٹھا نہ سونے دیں۔

ترکِ نماز سے کفر

"عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ" (رواہ مسلم)

''حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بندہ (مومن) اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اور کفر کے درمیان نماز دیوار کی طرح حائل ہے۔ جب نماز ترک کی تو نماز جو کفر میں روک تھی، اٹھ گئی اور مسلمان کفر سے بے حجاب ہوکر ملاقی ہوگیا یا دوسرے لفظوں میں نماز کا ترک مسلمان کو کفر تک پہنچانے والا ہے۔

بے نماز سے متعلق صحابہؓ اور ائمہ دین کا فتویٰ

(۱) صحاح کی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ لیکن گنہگار مسلمان بلا توبہ مرے ہوئے سزائے معین کے بعد دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔ (محمد صادق)

واضح ہو کہ **تارک الصلوٰۃ** اصحاب ظواہر کے نزدیک کافر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ وحضرت عبداللہ بن مسعودؓ وحضرت عبداللہ بن عباسؓ وحضرت معاذ بن جبلؓ وحضرت جابر بن عبداللہؓ وحضرت ابودرداءؓ وحضرت ابوہریرہؓ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور غیر صحابہؓ میں امام احمد بن حنبلؒ واسحاق بن راہویہؒ وایوب السختیانیؒ وابوداود الطیالسیؒ وابوبکر ابی شیبہؒ کے قول کے مطابق **تارک الصلوٰۃ** عمداً کافر ہوجاتا ہے اور امام حمادؒ ومکحولؒ وامام شافعیؒ وامام مالکؒ کے نزدیک کافر تو نہیں ہوتا مگر (ان کا فتویٰ ہے کہ)قتل [1] کیا جائے۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک کفر اور قتل کا حکم نہیں کیا جاتا مگر (ان کے فتویٰ کی رو سے) قید شدید میں رکھنا چاہئے اور خوب سزا دینی چاہئے اور اس قدر ماریں کہ بدن سے خون بہنے لگے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے، یا اس حالت میں مر جائے۔ (فتاویٰ اشرفیہ، بحوالہ تفسیر مظہری، نفع المفتی و درمختار)

"عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

"حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے، نماز ہے۔ لہٰذا جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ کافر ہوگیا۔

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو جو امن ہے اور وہ قتل نہیں کئے جاتے۔ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک روا رکھا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ تو ان کا نماز پڑھنا گویا مسلمانوں کے درمیان ایک عہد ہے۔ جس کے سبب منافقوں کی جان اور ان کا مال مسلمانوں کی تلوار اور یلغار سے مامون ہے۔ اور جس نے نماز ترک کی، تو اس نے اپنے کفر کا اظہار کردیا۔ مسلمان بھائیو! غور کرو کس قدر خوف کا مقام ہے کہ ترک نماز کفر کا اعلان ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ" (رواہ الترمذی)

"عبداللہ بن شقیق روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔"

معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ترک نماز کے سوا کسی اور عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک نماز کا چھوڑنا کفر کے برابر گناہ تھا۔

حضرت ابودرداءؓ سے ایک روایت ابن ماجہ میں آئی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ"

یعنی "جو کوئی نماز کو قصداً چھوڑ دے اس سے ذمہ ختم ہوگیا۔"

مطلب یہ کہ تارکِ نماز سے اسلام کا عہد جو اس کو قتل اور تعزیر وغیرہ سے امن میں رکھنے کا ضامن تھا، بوجہ ترک نماز جاتا رہا اور اب وہ اسلام کی ذمہ داری ختم ہونے کے سبب اسلام کی تلوار سے مامون نہیں۔ مسلمان بھائیو! خدارا غور کرو، نماز کا ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بے نماز سے اسلام بری الذمہ ہوجاتا ہے اور اس سے اپنا تعلق واسطہ اور ذمہ داری ختم کردیتا ہے۔ کاش مسلمان نماز کی اہمیت کو سمجھیں۔

فرعون کے ساتھ حشر

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهٗ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعُوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ"

"جو کوئی نماز پر محافظت نہیں کرتا (یعنی مداومت نہیں کرتا ہمیشہ نہیں پڑھتا۔ نماز کے فرائض، واجبات اور سنتیں پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ تو ایسی غیر مستقل اور بے قاعدہ نماز نہ ہوگی۔ اور اسی وجہ سے) نہ تو اس کے لئے نور ہوگا، اور نہ (ایمان کی) دلیل اور نہ بخشش (کا سامان) اور وہ قیامت کے دن (عذاب میں [1]) قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی)

مسلمان بھائیو اور بہنو! غور کرو کہ یہ حال اس شخص کا ہوگا جو پوری پانچ نمازیں نہیں پڑھتا۔ یا کبھی پڑھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور نماز کے رکوع وسجود اور قومے، جلسے کو

اطمینان اور آرام سے پورا ادا نہیں کرتا۔ نماز پر محافظت نہ کرنے والے ایسے آدمی کے حشر کے تصور سے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ تو جو بالکل نماز پڑھتا ہی نہیں، اس کا کیا انجام ہوگا۔

پیارے بھائیو اور بہنو! اس آنی فانی اور ہنگامی دنیا میں بیٹھ نہیں رہنا۔ ایک دن خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس لئے تہیہ کرلو، کہ آئندہ کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑیں گے۔ اور تمام اولاد کو نماز سکھاؤ، پڑھاؤ اور اس کا عادی بنا دو۔ اپنی جانوں اور سب بچوں پر کڑی نگرانی رکھو کہ کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے، کہ یہی مسلمانی کی نشانی ہے۔

عیال و مال کی بربادی

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وَتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ" (متفق علیہ)

''حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا کہ اس کا اہل اور مال لٹ گیا۔''

جس طرح مال، جان، بیوی، عیال اور گھر بار کی بربادی سے (خدا سب کو محفوظ رکھے) انسان خوف کھاتا ہے، نماز عصر کے فوت ہونے سے اس سے کہیں زیادہ ڈرے۔ رسول خدا ﷺ تو عصر کی ایک نماز کے فوت ہوجانے کو اہل وعیال اور مال ومنال کے لٹ جانے سے تعبیر فرمارہے ہیں۔ لیکن افسوس! کہ ہم نے کبھی اس بات کا جائزہ نہیں لیا کہ گھر کے افراد میں سے آج کس نے عصر چھوڑ دی ہے؟

اَعمال کی بربادی

"عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" (رواہ البخاری)

''حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کے اَعمال برباد ہوگئے۔''

مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز چھوڑنے سے بندے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کے اس دن کے دوسرے اَعمال اور نمازوں وغیرہ کی خوبیوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ رسول خدا ﷺ کی اس حدیث پاک سے نماز عصر کی اہمیت بے حد اجاگر ہوگئی ہے۔ نمازوں کی پابندی اور ان کے قیام کے استقلال و استحکام کے تقاضوں سے قرآن و حدیث کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ طوالت کے خوف سے تاکید نماز کے بیان کو ہم ان ہی چند سطور پر اکتفا کرتے ہوئے گزارش کرتے ہیں کہ قارئین کرام اس بات کا عزم بالجزم کرلیں کہ وہ خدا کی توفیق سے ایمان کی سفید اور پاک چادر پر ترک نماز کا سیاہ دھبہ نہ لگنے دیں گے۔

نماز کے فضائل کا بیان

ترک نماز سے متعلق کفر و عذاب کی تہدیدی تخویفی احادیث تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب قیام نماز کی برکتوں، رحمتوں اور بشارتوں کا عسل مصطفیٰ بھی نوش جان کرلیں۔

"عَنْ أَبِیْ هَرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" (مسلم)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں ان گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جو کہ ان نمازوں کے درمیان میں ہوئے ہیں، جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا ہو۔''

مثلاً فجر کی نماز کے بعد جب ظہر پڑھیں گے تو دونوں نمازوں کے درمیانی زمانے میں جو گناہ، لغزش اور خطائیں ہوچکی ہیں۔ خدائے غفور بخش دے گا۔ اس طرح رات اور دن کے تمام گناہ سوائے کبائر کے نماز پنجگانہ سے معاف ہوجاتے ہیں۔ اور اس طرح پانچوں نمازوں کی مداومت مسلمانوں کے نامہ اَعمال کو ہر وقت صاف اور سفید رکھتی ہے اور پھر انسان نماز کی برکت سے آہستہ آہستہ صغائر سے باز رہتے ہوئے کبائر کے تصور سے ہی کانپ اٹھے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ایک اور حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے جس میں رسول خدا ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: بھلا مجھے بتاؤ! اگر تمہارے دروازے کے باہر نہر ہو اور تم ہر روز

پانچ بار اس میں نہاؤ تو کیا میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے کہا، نہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

"فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُوُ اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا"

''تو یہی حال ہے ان پانچ نمازوں کا، کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

"إِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ"

تحقیق میں حد کو پہنچا ہوں پس اس کو مجھ پر قائم کریں۔

حضور ﷺ نے اس سے حد کا حال دریافت نہ کیا (یعنی یہ نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے) اتنے میں نماز کا وقت آ گیا اور اس شخص نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ﷺ نماز پڑھ چکے، تو وہ شخص کھڑا ہوکر کہنے لگا۔ اے خدا کے رسول ﷺ! تحقیق میں حد کو پہنچا ہوں (یعنی گناہ کیا ہے) پس مجھ پر اللہ کا حکم قائم کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا۔ ہاں پڑھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ"۔ ''تحقیق اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا، یا تیری حد (معاف کردی)۔

خدائے قدوس کی رحمت اور بخشش کتنی وسیع ہے کہ نماز پڑھنے کے سبب خدا نے اس کا گناہ، جسے وہ اپنی سمجھ کے مطابق حد کو پہنچنا کہہ رہا تھا معاف کردیا۔ معلوم ہوا کہ نماز مکفّر الذّنوب ہے۔

عفو بندہ نواز

"عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَالِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَقَالَ اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّیْ الصَّلوٰةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ"

''حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جاڑے کے موسم میں (باہر) نکلے اس حال میں کہ پت جھڑ ہو رہی تھی۔ تو حضور ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں۔ راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ پھر پتے (اور زیادہ) جھڑنے لگے (جیسے ہلانے سے اور زیادہ جھڑنے لگتے ہیں) پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! میں نے کہا! اے اللہ کے رسولؐ! حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا (جب) مسلمان بندہ (صرف) اللہ (کی رضا حاصل کرنے) کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑنے لگتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (رواہ احمد)

عبادہ بن صامتؓ کی روایت سے نسائی شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے (اپنے بندوں پر) پانچ نمازیں فرض کی ہیں تو جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کرکے ان نمازوں کو (صحیح) وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا۔ تو اس سے خدا کا وعدہ ہے کہ خدا اس (کے گناہوں) کو معاف کردے گا۔ (یعنی) اخلاص سے، وقت پر، سنت کے مطابق نماز پڑھنے والے سے خدا تعالیٰ نے اس کی بخشش کا عہد کر رکھا ہے۔

عمارہ بن رویبہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے، کہ جو شخص آفتاب کے طلوع وغروب سے پہلے (یعنی فجر اور عصر کی) نماز پڑھے گا، وہ ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے (تو اس کے لئے اتنا ثواب ہے) گویا کہ اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی (تو اس کے لئے اتنا ثواب ہے کہ) گویا نے اس نے تمام رات نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم)

حضرت جندب کسریٰ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے صبح کی نماز پڑھ لی۔ "فَهُوَ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ"۔ پس وہ اللہ کے ذمہ (عہد وامان) میں ہے۔ (صحیح مسلم)

کِـرَامًا کَاتِبِیْن کی شہادت

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ رات کو اور دن کو تمہارے پاس فرشتے آتے ہیں (یعنی کراماً کاتبین تمہارے اعمال لکھنے اور لے جانے کے لئے) اور (آنے اور جانے والے فرشتے) فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اور نماز عصر میں بھی۔ پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس رہے تھے (آسمان پر) چڑھتے ہیں، تو ان سے ان کا رب اپنے بندوں کا حال دریافت کرتا ہے کہ تم نے (آتے وقت) میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ حالانکہ وہ (خدا اپنے بندوں کا حال) خوب جانتا ہے۔ تو وہ (فرشتے) کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں پہنچے تھے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضور خیر البشر ﷺ کی اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتے صبح اور عصر کی نماز کے وقت تبدیل ہوتے ہیں۔ جو فرشتے رات کو رہتے ہیں وہ صبح کی نماز کے وقت آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور صبح کے وقت آتے ہیں، وہ عصر کی نماز کے وقت صعود کرجاتے ہیں۔ اسی طرح آنے اور جانے والے فرشتوں کا میل فجر اور عصر کی نمازوں میں ہوتا ہے۔ جب فرشتے خدا کے حضور جاتے ہیں، تو وہ عَـلاَّمُ الغُیـوب (انسان کی بزرگی اور فضیلت کا اظہار فرشتوں کی زبان سے کرانے کے لئے) ان سے بندوں کا حال پوچھتا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم کبھی نماز ترک نہ کریں۔ اور ان وقتوں میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کا التزام کریں۔ تاکہ فرشتے خدا کی بارگاہ میں پہنچ کر ہمیں نیکی سے یاد کریں۔

فجر اور عشاء کا ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں ہے۔ (حالانکہ) اگر انہیں ان نمازوں کا ثواب معلوم ہوجائے تو ان (نمازوں) میں سرین کے بل چل کر بھی پہنچنے کی کوشش کریں۔ (بخاری، مسلم)

سرین پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں میں چلنے کی قوت اور طاقت نہ ہو تو ان نمازوں کے ثواب اور اجر کی کشش انہیں چوتڑوں کے بل چل کر مسجد میں پہنچنے پر مجبور کردے۔ یعنی بہرحال ضرور پہنچیں۔ فجر کی نماز کے لئے چونکہ بستر سے اٹھنا پڑتا ہے۔ اور عشاء کی نماز کے وقت کھانے کے بعد نیند کا غلبہ رہتا ہے۔ اور کسل و کاہلی کے سبب ان دونوں نمازوں کے چھوٹ جانے کا ڈر ہے۔ اس لئے حضور انور ﷺ نے ان نمازوں کے اجر کی عظمت بیان کر کے ان کے ترک کو نفاق پر محمول فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ عصر کی نماز لوگوں کو انتہائی مصروف وقت میں واقع ہوئی ہے۔ مستورات کو بھی اس وقت گھروں کے مشاغل میں سر کھجلانے کی فرصت نہیں ہوتی۔ ایسے انتہائی مصروف اوقات میں نماز عصر کا بروقت قیام مردوں اور عورتوں کے ایمان کا امتحان ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اس نماز عصر کو جو آفتاب زرد ہوجانے کے وقت پڑھی جائے مشکٰوۃ شریف میں صلوٰۃ المنافق فرمایا ہے۔ تو نماز عصر اتنی فضیلت والی ہے اور رسول خدا ﷺ کو اس قدر پیاری تھی کہ جب خندق کے دن کفار کے حملے اور تیر اندازی کے سبب یہ نماز فوت ہوگئی، تو آپ کو اس درجہ رنج پہنچا کہ حضور ﷺ نے کفار سے انتہائی تکلیف پہنچنے پر بھی کبھی بددعا نہ کی تھی۔ لیکن نماز عصر کی فضیلت کے پیش نظر اس کے فوت ہوجانے پر آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

"حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا" (بخاری، مسلم)

''کافروں نے ہم کو درمیانی نماز (یعنی) نماز عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

نمازی اور شہید کا داخلہ بہشت

نماز کی بزرگی اور فضیلت سے نصوص و اخبار کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ اختصار کے

ساتھ ہم کچھ خوبیاں اور بیان کرتے ہیں۔ تا کہ یارانِ تیز گام لیلائے نماز کی طلب میں محمل کو جالیں۔

دربار خداوندی کی حاضری، نماز کی بزرگی اور فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان میں سے ایک صاحب جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہوگئے اور دوسرے صاحب ایک سال کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ طلحہؓ نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اس شہید سے (کچھ) پہلے جنت میں داخل ہوگئے۔ انہیں بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے۔ اس لئے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہئے تھا۔ (طلحہؓ کہتے ہیں) میں نے خود ہی رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کیا (یعنی اس تقدیم و تاخیر کی وجہ پوچھی) تو حضور انور ﷺ نے فرمایا، کہ جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا، کیا تم اس شخص کی نیکیاں نہیں دیکھتے کہ کس قدر زیادہ ہوگئیں ایک رمضان المبارک کے روزے بھی (شہید سے زیادہ) رکھے گئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی بھی ایک سال میں زیادہ بڑھ گئیں۔ (رواہ احمد و ابن حبان)

ملاحظہ: اگر ایک سال کے تمام مہینوں کو انتیس دن کے حساب سے شمار کریں اور صرف فرض اور وتر کی بیس رکعتیں پانچوں نمازوں کی گنیں تو چھ ہزار نو سو ساٹھ رکعتیں سال کی ہوئیں۔ اور اگر سنن و نوافل بھی شمار کریں۔ تو غور فرمائیں کہ ثواب کہاں تک جا پہنچے گا۔ یہی قصہ ذرا تفصیل سے ابن ماجہ میں بھی آیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں کہ کس درجہ ایمان افروز اور نماز کی رغبت دلانے والا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبداللہؓ جو خواب دیکھنے والے ہیں خود بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی ایک ہی قبیلہ کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اکٹھے ہی مسلمان ہوئے۔ ایک صاحب نہایت مستعد اور ہمت والے تھے۔ وہ ایک لڑائی میں شہید ہوگئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں ہیں۔ ایک شخص اندر سے آیا اور ان صاحب کو، جن کا انتقال ایک سال بعد ہوا تھا، بہشت میں جانے کی اجازت مل گئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ وہیں کھڑے رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے ایک شخص آیا، اور ان شہید صاحب کو بھی اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ اور مجھ (طلحہؓ سے کہا گیا، کہ تیرا ابھی وقت نہیں آیا، تم واپس چلے جاؤ۔ (طلحہؓ کہتے ہیں) میں نے صبح لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا کہ شہید کو کیوں بعد میں اجازت ملی۔ حالانکہ ان کو (اجازت) پہلے ملنی چاہئے تھی۔ بالآخر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ بتاؤ! کیا بعد والے شخص نے ایک سال عبادت (زیادہ) نہیں کی؟ اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اس نے ایک سال کی نمازوں کے اتنے اتنے سجدے زیادہ نہیں کئے؟ سب نے عرض کیا۔ ہاں حضور ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر ان دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوگیا۔

مسلمان بھائیو! اپنی زندگی کو غنیمت جانو اور خوب ذوق، شوق، محبت اور اہتمام کے ساتھ نمازوں کو ادا کرو۔ خبردار، کوئی نماز فوت نہ ہو، روزے بھی رکھو اور خوب نیکیاں کرلو کہ زندگی کی گنگا بہہ رہی ہے۔ حدیث مذکور میں آپ نے غور کیا، کہ ایک شخص شہید ہوگیا۔ اور ایک شخص سال بھر کے بعد فوت ہوا۔ چونکہ سال بھر کے بعد فوت ہونے والا اس شہید سے نمازیں زیادہ پڑھ چکا تھا اور دوسری نیکیاں بھی وافر کرچکا تھا۔ اس لئے شہید سے پہلے اسے بہشت میں داخل ہونے کی اجازت ملی۔ اس سے آپ نمازوں کی برکتوں اور فضیلتوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اَعمال نامہ دُھلتا ہے

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن (نماز پنجگانہ کے سبب) وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں۔ اور وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں نے کئے ہوں، اور وہ گناہ جو اس کی آنکھوں سے صادر ہوئے ہوں، اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب

معاف کردیتا ہے۔ **(مجمع الزوائد)**

ملاحظہ: آدمی گنہگار ہے، ہونہیں سکتا کہ اس سے کم از کم صغیرہ گناہ سرزد نہ ہوں۔خطا و نسیان کے پتلے کی آنکھوں، کانوں، ہاتھوں، پاؤں اور زبان سے ضرور بھول چوک اور لغزش ہوتی رہتی ہے۔پھر جوشخص سنوار کر وضو کرکے، خلوص دل سے، مسنون طریق پر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی روزمرہ کی خطاؤں کو معاف کرتا رہتا ہے۔ گویا نمازوں سے ہر روز اعمال نامہ دھلتا رہتا ہے پس خطا کار اور گنہگار انسان کو ہر روز پانچ دفعہ خدا کے حضور سجدہ ریز رہنا چاہیئے۔

نماز کے لامثال محاسن

نماز کی خوبیوں، اچھائیوں، برکتوں اور رحمتوں اور فائدوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔صحاح ستہ سے ہم اختصار کے ساتھ اس کے مزید محاسن بیان کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین کرام کا ایمان تازہ ہو، اور نماز پر مداومت کرنے کا شوق بڑھے۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

(۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو!۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو!! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو!!!

(۳) آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔

(۴) نماز دین کا ستون ہے۔

(۵) نماز افضل جہاد ہے۔

(۶) نماز مومن کا نور ہے۔

(۷) نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

(۸) جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے، تو مسجد کو آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔

(۹) اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام کردیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھے کہ پیشانی زمین پر رگڑ رہا ہے۔

(۱۱) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس نماز کے درمیان کے پردے دور ہوجاتے ہیں۔ جب تک کہ (نمازی) کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

(۱۲) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہے، وہ (آخر) کھلتا ہی ہے۔

(۱۳) نماز جنت کی چابی ہے۔

(۱۴) نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا مرتبہ بدن پر۔

(۱۵) زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔

(۱۶) جوشخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے، جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، تو اس کو آتش جہنم سے نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔

(۱۷) جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے اور ان کے رکوع، سجدے اور وضو وغیرہ کو اچھی طرح (سنوار کر) ادا کرے، تو جنت اس کے لئے واجب ہوجاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام۔

(۱۸) سب سے اُفضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے۔

(۱۹) صبح کو جوشخص نماز کے لئے جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو شخص (بغیر نماز پڑھے) بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

(۲۰) نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔

(۲۱) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے۔

(۲۲) (حضور ﷺ فرماتے ہیں) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے، اے محمد! (ﷺ) خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں، آخر ایک دن مرنا ہے، اور جس سے چاہیں کتنی

ہی محبت کریں، آخر ایک دن جدا ہو جانا ہے، اور آپ جیسا بھی عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے، اور (یادرکھیں!) اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے، اور مومن کی عزت لوگوں سے استغناء میں ہے۔

(۲۳) تہجد صالحین کا داب (طریقہ) ہے، اللہ کے قرب کا سبب اور خطاؤں کا کفارہ ہے۔

(۲۴) (حدیث قدسی میں) خدا کا ارشاد ہے۔ اے آدم کی اولاد! تو دن کے شروع میں چار رکعتوں (اشراق) سے عاجز نہ بن۔ میں تمام دن تیرے کاموں کے لئے کافی رہوں گا۔ (انتخاب، از کتب صحاح)

(۲۵) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے پروردگار بابرکت اور بلند قدر کو اچھی صورت میں دیکھا۔ پس اس نے کہا، اے محمد! (ﷺ) میں نے کہا، اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ پروردگار نے فرمایا، ملأ اعلیٰ (مقرب فرشتے) کس بات پر جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اللہ نے تین بار یہی پوچھا۔ اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی سردی محسوس کی اپنے سینے کے درمیان۔ پھر میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوئی اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ پھر فرمایا، اے محمد! (ﷺ) میں نے کہا، اے میرے رب! میں حاضر ہوں، پروردگار نے فرمایا: مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا (اب تیرے بتادینے سے معلوم ہوگیا ہے) کہ کفارات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا۔ (نماز کی) جماعتوں کی طرف قدموں سے چلنا، اور مسجدوں میں نمازوں کی خاطر بیٹھنا۔ اور کراہت (یعنی سردی یا بیماری) کے وقت وضو کا اچھی طرح کرنا۔ اللہ نے فرمایا: پھر کس چیز کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا، درجوں کے بارے میں۔ اللہ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا، کھانا کھلانے میں اور باتوں میں نرمی کرنے میں اور رات کو جبکہ لوگ سورہے ہوں، نماز پڑھنے میں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اپنے لئے جو چاہو دعا کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر میں نے یہ دعا کی۔

"اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكِ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاَنْ تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ وَاِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ اِلَى حُبِّكِ"

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کا اور برائیوں کو چھوڑنے کا اور مسکینوں کی دوستی کا اور اس بات کا (سوال کرتا ہوں) کہ مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ اور جب تو کسی قوم میں فتنہ پیدا کرنے کا ارادہ کرتو مجھے فتنہ میں مبتلا کرنے سے پہلے ہی موت دے دے۔ اور میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے محبت رکھنے والوں کی محبت، اور ایسے عمل کی محبت (مانگتا ہوں) جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میرا) یہ خواب حق ہے۔ پس اسے یاد رکھو۔ اور اسے لوگوں تک پہنچادو۔ (مشکوٰۃ شریف، بحوالہ ترمذی، احمد)

ملاحظہ: نماز کی بزرگی اور فضیلت آپ کو معلوم ہوئی؟ یادرکھیں کہ نماز خدا تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ فرشتوں کی نہایت پیاری چیز ہے۔ تمام انبیاء کی سنت ہے۔ اس سے نور معرفت پیدا ہوتا ہے۔ دعا قبول ہوتی ہے۔ رزق میں برکت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کی جڑ ہے، بدن کی راحت ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں زبردست ہتھیار ہے۔ قبر کا چراغ اور اس کی وحشت کو دور کرنے والی ہے۔ نکیرین کے سوال کا جواب یاد دلانے والی ہے۔ قیامت کے دن کی دھوپ اور شدت کی گرمی میں سایہ اور ٹھنڈک ہوگی۔ اندھیرے میں روشنی، جہنم سے آڑ، ترازوئے اعمال کا بوجھ، اور پل صراط سے گزارنے والی ہے۔ پھر آپ فریضۂ نماز کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ خود بھی نماز کی پابندی کریں، اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا پابند بنائیں۔ غور کریں کہ خدا تعالیٰ حضرت انور ﷺ کو نماز کے متعلق قرآن میں یوں حکم دیتے ہیں:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ:۱۳۲)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو۔ اور اس پر قائم رہو۔''

نماز کے اوقات کا بیان

پانچوں نمازوں کا وقت

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ الَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ"(رواہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول خداﷺ نے فرمایا، ظہر کا وقت وہ ہے جب آفتاب ڈھل جائے۔ اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہوجائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہوجائے۔ اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے، جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو۔ اور نماز مغرب کا وقت (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک کہ شفق غائب نہ ہو۔ اور نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک۔ اور نماز فجر کا وقت ظہور فجر سے طلوع آفتاب تک۔''

نماز عصر کا وقت

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ" (مسلم)

یعنی ''رسول خدا ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ آفتاب بلند اور صاف شفاف تھا۔ (زرد نہ تھا)''

"عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ " (متفق علیہ)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جبکہ آفتاب بلند، زندہ ہوتا تھا۔ (یعنی روشن بغیر زردی کے)''

منافق کی نماز

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

"تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتْ وَ كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا" (مسلم)

''یہ منافق کی نماز عصر ہے (جو اخیر وقت پڑھی جائے) کہ بیٹھا سورج (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا ہے۔ اور جب سورج زرد، اور شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان ہوجاتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ اس میں (بھی) اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔''

گرمی میں ظہر ٹھنڈے وقت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

"إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ " (متفق علیہ)

''جب گرمی سخت ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔''

ملاحظہ: ٹھنڈے وقت کا یہ مطلب نہیں کہ چار بجا دو۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ شدت کی گرمی میں سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو، تھوڑی دیر کرلو۔ اور نسائی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے: "وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ" یعنی ''جب سردی ہوتی تو حضورﷺ ظہر پڑھنے میں جلدی کرتے۔''

نماز اول وقت پڑھنے کا بیان

فجر اندھیرے میں

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ"

(بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول خداﷺ (جب) صبح کی نماز پڑھتے تھے، تو عورتیں (آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر، مسجد سے) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتی تھیں (اور) اندھیرے کے سبب پہچانی نہیں جاتی تھیں۔''

ملاحظہ: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اندھیرے میں اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ نماز کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے لیکن اول وقت پڑھنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام زندگی میں وفات تک سب نمازیں ہمیشہ اول وقت ہی پڑھی ہیں۔ سوائے ایک بار کے۔ اور وہ جواز کے لئے۔ کہ اگر اتفاقاً نماز کا اول وقت جاتا رہا ہے اور آخر وقت آجائے تو پڑھ لی جائے، چھوڑی نہ جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں:

"مَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى" (ترمذی)

''کہ رسول خدا ﷺ نے کوئی نماز آخر وقت دوبارہ نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی (یعنی ہمیشہ اول وقت ہی پڑھتے رہے اور جواز کے لئے ساری عمر میں ایک بار آخر وقت پڑھی)''

بھائیو اور بہنو! غور کرو، کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں پانچوں نمازیں اول وقت پڑھیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ بستر سے صبح ہمیں سورج جگاتا ہے۔ اور ظہر کی نماز ایسے وقت جاکر پڑھتے ہیں کہ عصر کا شبہ ہونے لگتا ہے اور آفتاب زرد ہونے کے وقت عصر کی مریل اور دبلی نماز اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نمازوں کی رکھوالی کے ساتھ ان کے اوقات کی محافظت بھی کریں اور پوری کوشش کریں کہ نمازیں اول وقت ادا ہوں۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الصَّلٰوةُ فِيْ أَوَّلِ وَقْتِهَا"

(رواہ الترمذی والحاکم وصحاہ اصلہ فی الصحیحین)

''افضل عمل نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا ہے''

اُم فروہؓ سے ایک اور روایت اسی مضمون کی احمد، ترمذی اور نسائی میں موجود ہے، نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا، کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَلصَّلٰوةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا" یعنی ''نماز اول وقت پڑھنی۔''

اماموں کو نماز اول وقت پڑھانی چاہیئے

"عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ أَوْ يُؤَخِّرُوْنَ عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ" (مسلم)

''حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے لوگ امام ہوں گے جو نماز کو مردہ کرکے پڑھیں گے یا اسے اس کے (مختار) وقت سے دیر کرکے پڑھیں گے؟ میں نے کہا: آپ مجھے (ایسے وقت میں) کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: کہ تو اسے اس کے (اول) وقت میں پڑھ لے، پھر اگر اس نماز (جماعت) کو پائے تو اس کو بھی پڑھ لے۔ کیونکہ یہ تیرے لئے نفل ہوجائے گی۔''

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَا عَلِيُّ! ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا : الصَّلٰوةَ إِذَا اٰتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا" (ترمذی)

''اے علیؓ! تین چیزیں (ایسی ہیں) کہ ان میں دیر نہ کیا کرو (پہلی) نماز، جب اس کا وقت آجائے۔ (دوسری) جنازہ، جب تیار ہو۔ (تیسری) بن خاوند کی عورت، جب اس کے لئے کفو مل جائے۔''

حضور ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تجھ پر نماز کو دیر سے پڑھانے والے امام مسلّط ہوں گے؟ ابوذرؓ نے کہا، آپ ہی فرمائیں! تو حضورانور ﷺ نے فرمایا۔ امام

اگر اول وقت سے نماز کو مؤخر کریں، تو تم اپنی نماز اکیلے ہی اول وقت پڑھ لینا۔ بعد ازاں اگر تمہیں ان کے ساتھ جماعت کے شمول کا موقع ملے تو ان کے ساتھ نماز پھر سے پڑھ لینا۔ کیونکہ یہ نفل ہوجائے گی، معلوم ہوا کہ اول وقت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"إِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِىْ أُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوْا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُصَلِّىْ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ"(ابوداود)

"تحقیق تم پر میرے بعد ایسے امام ہوں گے جنہیں بہت سی چیزیں (خواہشات و امور دنیا اول) وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھیں گی۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت اول جا رہے گا۔ تو تم اپنی نماز (اول) وقت میں پڑھ لینا۔ (اگرچہ تنہا ہی پڑھنی پڑے۔ لیکن ایسی روش سے کہ مسجد میں فتنہ پیدا نہ ہو) پھر ایک شخص بولا، اے خدا کے رسول! ﷺ کیا میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھوں، فرمایا، ہاں! (تاکہ اجر بھی ملے اور فتنہ بھی نہ اٹھے)

ملاحظہ: ائمہ مساجد کی خدمت میں ہماری درخواست ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد پاک کے مطابق وہ نمازیں اول وقت پڑھایا کریں۔ اس سے خدا خوش ہوگا اور سنت کی پیروی کے سبب رحمۃ للعالمین ﷺ حشر میں شفاعت فرمائیں گے۔

نماز کے فوت ہوجانے کا بیان

"عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا كَفَّارَةَ إِلَّا ذَالِكَ"

"حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز (پڑھنا) بھول گیا، یا (بےخبر ہوکر) سوگیا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے نماز کا دھیان آئے (فوراً) پڑھ لے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا بدلہ اس (نماز) کے علاوہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔" (بخاری، مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے اور اس کا وقت بھی گزر جائے تو جس وقت یاد آئے، وہ اسی وقت پوری نماز پڑھ لے۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص سو جائے یا صبح ایسے وقت جاگے کہ سورج نکل چکا ہو اور اس طرح نماز کا وقت بھی گزر گیا ہو، تو جاگنے والے کو اسی وقت پوری نماز پڑھ لینی چاہئے اور اس پر کسی قسم کی تعزیر یا کفارہ نہیں ہے۔

نیند میں سورج نکل آیا پھر فجر پڑھی

حضرت نافع بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں فرمایا، دیکھو آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا، ایسا نہ ہو کہ ہم فجر کی نماز کے لئے نہ جاگ سکیں۔ بلالؓ نے کہا کہ میں خیال رکھوں گا۔ پھر انہوں نے مشرق کی طرف منہ کیا (جدھر سے سورج نکلتا ہے۔ تو "فَضُرِبَ عَلٰى اٰذَانِهِمْ" پس ان سے کان ٹھیک دیئے گئے یعنی غافل ہوکر سو رہے۔ پھر جب آفتاب گرم ہوا تو جاگے، اور کھڑے ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وضو کرو۔ پھر بلالؓ نے اذان دی۔ آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور سب لوگوں نے دو رکعتیں (دو سنتیں) پڑھیں۔ پھر فجر کی نماز پڑھی۔ (نسائی)

سفر میں اَذان دے کر نماز پڑھنا

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارا پروردگار بکریاں چرانے والے اس شخص سے تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کو دیکھو کہ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور اقامت کہتا ہے (کیونکہ) مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اس کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ (ابوداود)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سفر میں ہو، تو وہ اذان دے کر اقامت کہہ کر نماز پڑھ

سکتا ہے اس کو بڑا اجر اور ثواب ہوگا۔

نمازیں مجبوراً فوت ہوجائیں، تو کیونکر پڑھیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوۂ احزاب میں) تھے۔ تو ہم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء سے روک دیئے گئے (یعنی کافروں نے ہم کو نمازیں پڑھنے کی مہلت نہ دی اور ان نمازوں کا وقت گزر گیا) میرے دل پر یہ امر (نماز کا فوت ہوجانا) بہت سخت گزرا۔ لیکن میں نے اپنے جی میں کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں۔ پھر (جب فرصت ہوئی تو) رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا۔ تو انہوں نے اقامت کہی اور حضور ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر انہوں نے اقامت کہی اور حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی اور حضور ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی اور حضور ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: (اس وقت) روئے زمین پر کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو اللہ کو یاد کرتی ہو۔ سوائے تمہارے۔ (نسائی شریف)

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی سے سخت مجبوری کے باعث نمازیں فوت ہوجائیں تو ان سب کو بصورت مذکور پڑھ لینا چاہئے، لیکن یاد رکھیں کہ عمداً ایسا نہ کریں۔

اَذان کا بیان

"عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ ذَكَرُوْا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوْتِرَ الْإِقَامَةَ إِلَّا الْإِقَامَةَ" (متفق علیہ)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (صحابہؓ نے اَوقات نماز کے اعلام کے لئے) آگ اور ناقوس کا ذکر کیا۔ پھر یہود اور نصاریٰ کا ذکر کیا (کہ یہ اعلام ان کے ساتھ مشابہت ہوگی) پھر حضرت بلالؓ کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ) حکم ملا کہ اذان (کے کلمات) کو جفت کہیں اور تکبیر (کے کلمات) کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے علاوہ، طاق کہیں۔

تشریح: پیغمبر رحمت ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں نزول اجلاس فرما کر مسجد بنائی۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اوقات نماز کے اعلام کے لئے کیا انتظام کرنا چاہئے۔؟

بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ نماز کے وقت بلند مقام پر آگ روشن کرنی چاہئے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر مسجد میں نماز کے لئے آجائیں یا ناقوس بجایا جائے، تاکہ اس کی آواز سن کر لوگ جمع ہوجائیں، لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ آگ کا جلانا یا ناقوس کا بجانا یہود و نصاریٰ کے کاموں میں سے ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ مشابہت اچھی نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں اور فرمایا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں، اور تکبیر کے کلمات طاق۔

اَذان کے جفت کلمات

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ میں

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔ لہذا باوضو اذان دینا افضل ہے لیکن بوقت ضرورت بغیر وضو اذان دینا جائز ہے۔

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کے لئے۔ آؤ نماز کے لئے۔ آؤ تم نجات پانے کے لئے۔ آؤ تم نجات پانے کے لئے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فجر کی اَذان میں

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو بار یہ کلمات زیادہ کریں۔

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

''نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔ (ابوداود)

تکبیر کے طاق کلمات

اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ. قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر. لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰه (صحیح بخاری)

یہ تو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار (طاق) کہیں۔ اب اسی مضمون کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" (رواہ ابوداود والنسائی والدارمی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اذان کے کلمات رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں دو دو بار، اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے۔ سوائے اس کے کہ مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ (نماز کھڑی ہوگئی) دو بار کہتا تھا۔

نوٹ: یہ جو فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار تھے۔ تو یہ تغلیباً فرمایا۔ یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ شروع میں چار بار اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آخر میں ایک بار چھوڑ کر باقی کلمات دو دو بار (جفت) تھے۔ اور اسی طرح کلمات تکبیر بھی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اور اول اور آخر کے تکرار کو چھوڑ کر طاق تھے۔

ملاحظہ: تکبیر کے کلمات دو دو بار کہنے بھی ترجیع والی اذان کے ساتھ آئے ہیں۔ (ابوداود) لیکن غیر ترجیع والی اذان کے ساتھ اقامت اکہری ہے۔ تمام زندگی حضرت بلالؓ نے اقامت اکہری کہی ہے حیرت کا مقام ہے کہ بعض لوگ تکبیر میں اکہرے کلمے کہنے سے روکتے ہیں۔ حالانکہ دوپہر کے سورج کی طرح کلمات تکبیر کا ایک ایک بار کہنا واضح اور ثابت ہے۔

اَذان کا طریقہ اور مسائل

ہر نماز کے وقت اذان دینی چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ" (بلوغ المرام)

''جب نماز کا وقت آئے تو تمہارے لئے تم میں سے کوئی اذان کہے۔''

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی کہنی چاہیئے۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا:

"إِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ" (بلوغ المرام)

''جب تم اذان کہو، تو ٹھہر ٹھہر کر کہو، اور جب اقامت کہو تو جلدی جلدی کہو۔''

اذان باوضو کہنی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیءٌ" (بلوغ المرام)

''باوضو شخص ہی اذان کہے۔''(۱)

اذان شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں دے کر کہنی چاہیئے۔

حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا:

"أَنْ يَجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِیْ اُذُنَيْهِ" (ابن ماجہ)

''کہ اذان کہتے وقت اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دے لیا کریں۔''

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ کہتے وقت داہنی طرف مڑیں اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف مڑیں۔ وَلَا يَسْتَدِرُ اور گھومیں نہیں۔ یعنی داہنی اور بائیں طرف گردن موڑیں۔ گھوم نہیں جانا چاہیئے۔ (بخاری ومسلم)

اَذان میں ترجیع

اذان میں شہادت کے کلموں کو پہلے دھیمی آواز سے کہنا، اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہنا ترجیع کہلاتا ہے۔ ابومحذورہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اَلْقٰى عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ قُلْ...... الخ" (رواہ مسلم)

''رسول خدا ﷺ نے مجھے اذان کہنا بذات خود بغیر واسطے کے سکھایا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ (اذان) اس طرح کہو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

پھر دوبارہ کہو: أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوة، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر۔ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰه (صحیح مسلم)

اَذان کے فضائل

اَذان سے بہشت

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول خداﷺ نے فرمایا: جو شخص ثواب کی نیت سے (بغیر اجرت کے) سات برس تک اذان دے۔ اس کے لئے آ گ سے خلاصی لکھی جاتی ہے (یعنی بہشتی ہوجاتا ہے)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اذان کی گواہی

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: کہ مؤذن کی آواز کی انتہاء کو جو کوئی جن، آدمی اور ہر چیز سنتے ہیں قیامت میں اس کے لئے گواہی دیں گے۔ (صحیح بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جس جس کے کان میں اذان کی بھنک بھی پہنچے گی، وہ سب مؤذن کے لئے قیامت میں نیکی کی شہادت دیں گے۔ اس لئے مؤذنوں کو چاہئے کہ جتنی بلند آواز سے اذان کہہ سکیں، کہیں۔

نمازیوں کے برابر ثواب

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ حضور انورﷺ نے فرمایا:

"وَلَهٗ مِثْلُ اَجرِ مَنْ صَلّٰى" ''اور موذن کے لئے اس شخص کے برابر ثواب ہے، جس نے (اذان سن کر) نماز پڑھی۔'' (نسائی شریف)

مفہوم یہ ہوا کہ مؤذن کی آواز سن کر جتنے آدمی مسجد میں آ کر نماز پڑھیں گے، ان سب کو اپنی اپنی نماز کا تو پورا پورا ثواب ملے گا، لیکن مؤذن ان نمازوں کے ثواب کے برابر اجر

(ا) یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد، ص ۱۰۴

پائے گا۔ کیونکہ اس نے ان کو نماز کی طرف بلایا ہے۔ اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

اَذان کی اجابت

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا: جس وقت مؤذن کہے، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو تم میں سے ہر شخص کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، پھر جب مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنْ لاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ تو تم میں سے ہر شخص کہے: أَشْهَدُ أَنْ لاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ پھر جب مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو تم میں سے ہر شخص کہے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ تو تم میں ہر شخص کہے: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ۔ تو تم میں سے ہر شخص کہے: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ پھر جب مؤذن کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو تم میں سے ہر شخص کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر جب مؤذن کہے: لاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰه تو تم میں سے ہر شخص اپنے صدق دل سے لاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰه کہے۔ بہشت میں داخل ہوگا۔ (رواہ مسلم)

اَذان کے جواب پر بہشت

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اذان کو سننا چاہئے، اور حضورﷺ کے ارشاد پاک کے مطابق اذان کا جواب دینا چاہئے۔ خدا کی کس قدر رحمت ہے کہ رسول خداﷺ فرماتے ہیں کہ صدق دل سے اذان کا جواب دینے والا بہشت میں جائے گا۔

بھائیو! جب اذان کی آواز سنو تو گھر کے تمام افراد کو خاموش کرا دو، عورتیں اور مرد، بچے اور بوڑھے، سب اذان کا جواب دیں۔ محدث، جنبی، حائض اور مستحاضہ بھی جواب دیں۔

ملاحظہ: فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں بھی یہی کلمہ کہنا چاہئے یعنی: اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔

(ا) بیہقی کی روایت میں وَعَدْتَه کے بعد إِنَّكَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بھی ہے۔ (محمد صادق)

تکبیر کا جواب

روایت ہے کہ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنی شروع کی۔ جب انہوں نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) فرمایا اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا اور باقی تکبیر میں (وہی) فرمایا جس طرح اذان (کے جواب دینے) میں حدیث عمرؓ کے اندر ہے۔ (ابوداود)[1]

مطلب یہ ہے کہ جس طرح اذان کا جواب دینا ہے، بالکل اسی طرح تکبیر کا جواب دینا بھی ہے۔ صرف تکبیر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں یہ کہنا ہے:

اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا

''قائم رکھے اللہ نماز کو اور ہمیشہ رکھے اس کو''

اذان کے بعد کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز کو سنو، تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے۔ (یعنی مؤذن کو جواب دو) اور جب اذان ختم ہو جائے) پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، خدا اس پر اس کے بدلے دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)

پس سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ جب موذن اذان ختم کرے تو یہ درود شریف ایک بار پڑھیں:

"اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

"اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

''یاالٰہی! رحمت بھیج محمد پر، اور آلِ محمد پر۔ جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگ ہے۔

یاالٰہی! برکت بھیج محمد پر، اور آلِ محمد پر۔ جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بیشک تو تعریف کے لائق بزرگ ہے۔''

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سنے (جواب دے) اور پھر اذان ختم ہونے پر یہ دعا پڑھے۔ اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (رواہ البخاری) دعا یہ ہے۔

اذان کے بعد کی دعا

"اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ" [1]

''اے پروردگار! اس پوری پکار (اذان) کے پروردگار اور (قیامت تک) قائم رہنے والی نماز کے (پروردگار!) عطا کر محمد کو وسیلہ (بہشت کا بلند درجہ) اور بزرگی اور پہنچا اس کو مقام محمود میں۔ جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔''

دعوتِ تامہ

اس حدیث میں اذان کو دعوتِ تامہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو نماز اور خدا کے ذکر کی طرف بلاتی ہے۔ اور جو اس دعوتِ اذان کو قبول کرلے گا، ضرور ہے کہ وہ مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھے گا۔ اور یہ نماز اس کو بہشت میں لے جائے گی۔ پس ثابت ہوا کہ اذان دراصل بہشت کی دعوت ہے۔ اور بہشت کی دعوت یقیناً دعوتِ تامہ ہے۔

صلوٰۃ قائمہ

نماز کو صلٰوۃ قائمہ اس لئے فرمایا کہ نماز قیامت تک قائم رہنے والی ہے۔

وسیلہ کی تشریح

وسیلہ کے متعلق خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِيْ الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَئَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ" (رواہ مسلم)

''تو وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے۔ جو خدا کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کے لئے ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ تو جس نے (خدا سے) میرے لئے وسیلہ مانگا (بذریعۂ دعائے اذان) اس کے لئے (میری) شفاعت واجب ہوئی۔''

حضور ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ بہشت کے ایک بلند و بالا درجے کا نام وسیلہ ہے۔ اور وہ صرف ایک ہی بندے کو ملتا ہے۔ حضور انور ﷺ اپنی امت سے فرماتے ہیں: ''سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ" (مسلم شریف)'' کہ تم اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی درخواست کرو۔''

اس کے مانگنے کی یہ صورت ہے کہ اوپر والی دعائے اذان، اذان کے بعد پڑھا کریں۔ اس دعا کے اندر پڑھتے وقت خدا سے التجا کی جاتی ہے کہ خداوند! ہمارے پیارے محمد ﷺ کو وسیلہ، یعنی بہشت کا مخصوص بلند درجہ عطا فرما۔ اور لامثال فضیلت اور بزرگی سے نواز، اور آپ ﷺ کو (قیامت میں) مقام محمود پر کھڑا کر۔

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ جب حضور ﷺ خدا کے اِذن سے اس مقام پر کھڑے ہوں گے، تو تمام نبیوں، رسولوں اور خلق کی زبان پر حضور سید البشر ﷺ کی تعریف وستائش ہوگی۔ اسی لئے اس مقام کو مقام محمود کہا جاتا ہے۔ پس آپ ﷺ کی امت میں سے جو شخص دعائے اذان (مذکور) ہر اذان کے بعد پڑھے گا، وہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق شفاعت کا مستحق ہوگا۔ اس لئے میرے سب بہنوں اور بھائیوں کو چاہئے کہ جب مؤذن اذان ختم کرے تو درود شریف مذکور پڑھ کر ساتھ ہی دعائے اذان بھی پڑھیں۔

دعائے اذان میں اضافہ

مسنون دعائے اذان میں چند الفاظ لوگوں نے بڑھا رکھے ہیں اور وہ الفاظ مروج کتب نماز میں موجود ہیں۔ دعائے مسنون کے جملہ وَالْفَضِيْلَةَ کے بعد وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ کی زیادتی کرتے ہیں۔ اور آگے وَعَدْتَّهٗ کے خالص دودھ میں وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کا پانی ملا رکھا ہے اور پھر اخیر میں دعائے پاک عسلِ مصفیٰ میں اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ کی آمیزش کی ہے۔ افسوس! کیا حضور انور ﷺ کی فرمودہ دعا میں یہ خامی رہ گئی تھی، جو بعد کے لوگوں نے اپنے اضافے سے پوری کی ہے؟ مسلمانوں کو رسول پاک ﷺ کے فرمان پاک میں کمی یا بیشی کرنے کے تصور سے کانپ اٹھنا چاہئے۔

بخاری شریف کے باب الوضوء میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رات کو باوضو پڑھ کر سونے کے لئے ایک دعاء بتائی۔ براء بن عازب نے پڑھ کر سنائی تو نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ کی جگہ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ پڑھ دیا۔ یعنی نبی کی جگہ رسول کہا۔ قَالَ لاَ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بتائے ہوئے لفظ نبی کو رسول سے مت بدلو۔ بَلْ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ، بلکہ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ہی کہو۔

قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے کہ ایک صحابی کو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعا میں نبی کی جگہ رسول کہنے کی اجازت نہ ملی بلکہ آپ ﷺ نے ڈانٹ کر کہا کہ وہی کہو جو میں نے کہا ہے۔ اور جو شخص حضور ﷺ کی فرمودہ دعائے اذان میں اپنی طرف سے چند کلمات کا اضافہ کرتا ہے، اسے خدا کے حضور بہت جلد تائب ہو جانا چاہئے۔ اور تمام مسلمانوں کو صرف پیغمبر خدا ﷺ کی کامل دعا بغیر اضافوں کے پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ حضور ﷺ ہم کو کامل دین دے گئے ہیں۔

اَذان کی تیسری دعا

سعد بن ابی وقاص ؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مؤذن (کی اذان) کو سن کر (یہ دعا) پڑھے تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (رواہ مسلم)

دعا یہ ہے:

"أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالإِسْلاَمِ دِيْنًا" (رواہ مسلم)

''میں گواہ ہوں اس بات کا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور تحقیق محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ راضی ہوں میں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر۔''

ناظرین! اذان کے بعد درود شریف کا پڑھنا آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کے بعد جس میں وسیلے کا ذکر ہے، وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، اور یہ تیسری دعا بھی آپ کے سامنے ہے۔ اگر اذان کے بعد تینوں ہی آپ پڑھ لیا کریں۔ تو سبحان اللہ! کیا ہی اچھی بات ہے خدا کی مغفرت اور رحمت کا اتھاہ سمندر جوش میں آ جائے گا اور اگر آپ تینوں نہ پڑھ سکیں تو جو ایک یا دو چاہیں پڑھ لیا کریں۔

اَذان کے مسائل

مؤذن اَجیر نہ ہو

عثمان بن ابی العاصؓ کی ایک روایت احمد، ابوداود اور نسائی میں ہے کہ ''حضور انور ﷺ نے ان کو ان کی قوم کا اِمام مقرر کیا، اور فرمایا:

"وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا"

یعنی ''ایسے شخص کو مؤذن بناؤ، جو اذان (دینے) پر مزدودی نہ لے''

سفر میں اذان

انسان کو چاہیئے، کہ وہ سفر میں بھی اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھے۔ (صحیح بخاری)

قبول دعا

اذان اور تکبیر کے درمیان خدائے قدوس دعا قبول فرماتا ہے۔ (ترمذی شریف)

مؤذن بلند آواز

مؤذن وہ مقرر کرنا چاہیئے جو بلند آواز والا ہو، اور اذان بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کہنی چاہیئے۔ (ابوداود)

تکبیر کا حق

جو شخص اذان دے، تکبیر کا استحقاق بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ (بلوغ المرام)

مانگ! دیا جائے گا

عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا، جیسے مؤذن کہتا ہے، تو بھی کہہ (یعنی جواب دے) پھر جب تو جواب سے فارغ ہو جائے۔ پس مانگ! دیا جائے گا۔ (ابوداود)

سحری کی اذان

ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''أَنَّ بِلاَلاً يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا'' تحقیق بلالؓ اذان دیتے ہیں رات کو۔ پس تم کھاؤ اور پیو!''

یعنی حضرت بلالؓ کی اذان سن کر سحری کھانا نہ چھوڑا کرو۔ کیونکہ وہ اذان رات کو سحری کے لئے دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

وباء میں اذان نہیں

بیماریوں اور وباء کے موقع پر لوگ، گھر گھر اذانیں دیتے ہیں، یہ سنت سے ثابت نہیں۔

نوٹ: اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ فجر کی اذان کے سوا کسی اور اذان میں نہیں کہنا چاہیئے۔

---

(۱) اس روایت کی سند ابوخطاب دمشقی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

مساجد کا بیان

تعمیر مسجد کا ثواب

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ" (متفق علیہ)

''جو شخص خدا کی رضا کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ اس کے واسطے بہشت میں گھر بناتا ہے۔''

مسجدیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"أَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا"

''شہروں میں مسجدیں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہیں اور شہروں میں بازار سب سے زیادہ اللہ کو ناپسندیدہ جگہ ہیں'' (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مسجدیں دنیا کی تمام جگہوں سے زیادہ خدا کو محبوب اور پیاری ہیں۔ کیونکہ ان میں خدا کی عبادت ہوتی ہے۔اور بازار تمام جگہوں سے خدا کے نزدیک نہایت مبغوض ہیں۔ کیونکہ وہاں حرص، طمع، مکر اور لین دین میں فریب وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے یادرہے کہ بازار میں کبھی بغیر ضرورت نہ جائیں اور مسجدوں سے بہت محبت کریں۔

بہشت کی مہمانی

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ غَدَا إِلَی الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ" (متفق علیہ)

''جو کوئی اول روز مسجد کی طرف جائے، یا آخر روز، اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت میں مہمانی تیار کرتا ہے۔ جب وہ اول روز یا آخر روز جاتا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔اور جو مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی ضیافت اور مہمانی بہشت میں تیار کرتا رہتا ہے۔

تحیۃ المسجد

حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ أَنْ یَّجْلِسَ"

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (نفل تحیۃ المسجد) پڑھ لے'' (متفق علیہ)

مساجد میں نمازوں کا حساب

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ آدمی کی نماز اس کے گھر میں (ثواب میں) ایک نماز کے برابر ہے۔اور محلّہ کی مسجد میں اس کی نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے۔اور جامع مسجد میں اس کی نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔اور مسجد اقصیٰ میں اس کی نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں بھی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔اور مسجد حرام (مکہ) میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔(مشکوٰۃ، بحوالہ ابن ماجہ)[1]

پیاز، لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پیاز اور لہسن کے درختوں سے منع فرمایا۔اور فرمایا کہ جو کوئی ان دونوں کو کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے (مراد مسلمانوں کی مسجد ہے) اور فرمایا کہ اگر تم کو انہیں کھانا ہی ہے تو ان (کی بو) کو پکا کر مارلو تب کھاؤ (پیاز اور لہسن کی بو سے فرشتوں کو ایذا پہنچتی ہے، اس لئے

اس سے منع فرمایا)۔(ابودواد)

مسجد میں خرید فروخت منع ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو، کہ مسجد میں کچھ خرید یا بیچ رہا ہے، تو تم کہو کہ اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے۔ اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ کوئی گم شدہ چیز مسجد میں بلند آواز سے (اعلان کرکے) ڈھونڈ رہا ہے۔ تو تم کہو، کہ خدا کرے تیری کھوئی ہوئی چیز واپس نہ ملے۔ (رواہ الترمذی والدارمی)

مساجد بہشت کے باغ ہیں

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا گزر بہشت کے باغوں سے ہو، تو میوے کھاؤ! دریافت کیا گیا، اے خدا کے رسول ﷺ! بہشت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدیں! دریافت کیا گیا کہ اے خدا کے رسول ﷺ میوے کھانا کیا ہے؟ فرمایا (میوے یہ ہیں) "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" (رواہ الترمذی)

مسجدوں کو باغ بہشت اس لئے فرمایا کہ ان میں عبادت کرنا بہشت کے باغوں میں پہنچاتا ہے اور پھل دار درختوں والے باغوں میں جاکر میوے نہ کھانا اچھا نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ مسجد میں جاکر تسبیحات وغیرہ بکثرت پڑھو۔ یہی تسبیحیں آگے چل کر بہشت کے میوے بن جائیں گے۔

مسجد میں باوضو جانا حج کو جانا ہے

"عَنْ أَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَهِّرًا إِلَی صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ" (رواہ ابوداود)

"ابوامامہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے پاک (باوضو) ہوکر فرض نماز کی خاطر نکلا، تو اس کا ثواب، احرام باندھ کر حج کرنے والے کے ثواب کے برابر ہے۔"

گھر سے وضو کرکے مسجد کو جانا فرض نماز کے لئے، احرام کے مشابہ ہے، اور نماز فرض کا ادا کرنا حج کی مانند ہے۔ جس طرح حاجی حج کو جاتا ہے اور واپس گھر آنے تک ثواب میں رہتا ہے۔ اسی طرح نمازی باوضو جب گھر سے چلتا ہے تو واپس آنے تک ثواب میں رہتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باوضو مسجد کو جانے والا المحرم حاجی کی مانند ثواب پاتا ہے۔

مسلمان بھائیو! مسجدوں کی قدر کرو، اور گھر سے باوضو ہوکر فرائض کی ادائیگی کی نیت سے مسجدوں کی طرف قصد کیا کرو۔ ذرا غور تو کرو، ایسا کرنے میں ثواب کس قدر ہے۔

تنبیہ: جن پر بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا ہے، جب تک وہ وہاں جاکر حج نہ کریں گے، ان سے فرضیت ساقط نہ ہوگی۔ خواہ وہ ساری عمر باوضو ہوکر پانچ نمازیں مسجد میں جاکر پڑھتے رہیں۔ اس لئے خدا کی بخشش اور اجروثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

مسجد کا نمازی خدا کے سایہ میں

"عَنْ أَبِیْ هَرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّہٗ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ إِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِیْ اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ تَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّیْ أَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَایُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ" (متفق علیہ)

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

سات شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن (حشر میں) اپنے سایہ میں رکھے گا، جس دن سوائے اس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (پہلا) انصاف کرنے والا حاکم (دوسرا) وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے۔ (تیسرا) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے جس وقت (نماز پڑھ کر مسجد سے) نکلتا ہے (دوبارہ) مسجد میں داخل ہونے تک (چوتھا) وہ دو شخص جو (صرف) اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں (جب) ملتے ہیں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کی محبت میں۔ (پانچواں) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (فرط محبت یا خشیت سے) اس کی آنکھیں بہہ اٹھتی ہیں۔(چھٹا) وہ شخص جسے کسی صاحب حسب صاحب جمال عورت نے (بدی کے لئے) بلایا اور اس شخص نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (ساتواں) وہ شخص جس نے (خدا کے نام پر) کچھ دیا، پھر اس کو اس طرح چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا (یہ کنایہ ہے خیرات کو کمال مخفی رکھنے سے)۔"

مساجد میں خوشبو

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بناؤ (یعنی جہاں نیا محلّہ آباد ہو، وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انہیں پاک صاف رکھو اور خوشبو لگاؤ (ابوداود، ابن ماجہ)

مسجد کے نمازیوں کو خوشخبری

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیروں میں (نماز کے لئے) مسجد کی طرف چلنے والوں کو، قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری دو۔ (ترمذی)

مسجد کی خبر گیری کرنے والوں کو ایمان کا سرٹیفیکیٹ

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو، کہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے۔ "فَاشْهَدُوا لَهٗ بِالإِيْمَانِ" یعنی "اس کے لئے ایمان کی گواہی دو" (ترمذی)

مسلمان بھائیو، بہنو! مسجدوں کی خبر گیری کیا کرو، انہیں صاف ستھرا رکھا کرو، روشنی پانی کا انتظام کرو، مرمت کا خیال رکھو، اور سب سے بڑی خبر گیری اور مسجد کی آبادی یہ ہے کہ وہاں جا کر پانچوں وقت جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو، مساجد میں قرآن و حدیث کا درس کا بندوبست کرو۔ مسنون نماز پڑھانے والے ائمہ کا تقرر اور پانچوں وقت اذان دینے کے لئے غیر اجیر مؤذن کا انتظام کرو۔

قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت

"عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَّامُ" (رواہ ابوداود والترمذی، والدارمی)

"حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے"

ملاحظہ: جب نبی کریم ﷺ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں فرماتے تو قبرستان میں پھر مسجدوں کا بنانا بھی جائز نہ ہوا مسجد کے معنی ہیں سجدے کی جگہ۔ جب قبرستان میں سجدہ اور نماز منع ہوئی تو نماز اور سجدہ کے لئے مسجد (سجدہ کی جگہ) بھی منع ہوئی۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا

حضرت ابواسیدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو (یہ) پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

''یاالٰہی! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''(مسلم)

مسجد سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت ابواسیدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلے تو (یہ) پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" (رواہ مسلم)

''یاالٰہی! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں''

نماز کے اوصاف اور قواعد کا بیان

بارگاہِ لم یزل میں حاضری

نماز بارگاہ لَمْ یَزَلْ کی حاضری کا نام ہے۔ابن ماجہ کے اندر حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں حضور انور ﷺ نے نماز پڑھنے کو رب کے ساتھ سرگوشی کرنا فرمایا ہے۔تو گویا نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنا ہے۔ مردوں اور عورتوں کا قیام نماز، ان کا رکوع وسجود وقومہ وجلسہ اور قعدہ وغیرہ اپنے رب کے ساتھ مکالمے کے مختلف موضوع ہیں۔کبھی سینے پر ہاتھ باندھ کر سینے کی صفائی سے اظہار مدعا ہوتا ہے۔کبھی عبودیت جھک کر اقرار عجز کرتی ہے پھر انسانیت سروقد ہوکر ربوبیت کی حمد وستائش کا کلمہ پڑھتی ہے اس کے بعد پیشانی خاک و دھول پر سجدہ ریز ہوکر رب اعلیٰ کا قرب چاہنے لگتی ہے۔ پھر سر اٹھتے ہی دست حوائج باب اِجابت کو دستک دینے لگتا ہے۔ اور پھر فرطِ محبت اور ذوق تماشا ایک بار پھر بندے کو رَبُّ الْأَرباب کے حضور سربسجود کردیتے ہیں۔سر اٹھا کر پھر غلام اپنے مالک کے سامنے دوزانو بیٹھ کر تحیات سرمدی کی پاکیزہ التجاؤں سے اس کی رضا و رغبت کی تمنا کرتا ہے کہ شان کریمی اپنے مُلاقی کو فضل ورحمت کے عطایا، ہدایا کے ساتھ رخصت کرے۔

آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنے سے بڑے صاحب اَوصاف انسان کی ملاقات کو جاتا ہے تو تہذیب وشائستگی اور اَدب واحترام کو ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر کسی حاکم کے ہاں جانا ہو تو پیشی کے آداب وقواعد کی پابندی کا التزام کیا جاتا ہے۔کمرہ عدالت میں پہنچ کر بے ضابطہ کاروائی کرنا توہین عدالت کے مترادف ہے۔جب تمام اُمور دنیا کی حسین وصحیح انجام پذیرائی ان کے مقررہ قواعد وضوابط کی پابندی پر منحصر ہے تو کیا اَحکم الحاکمین کے دربار کی حاضری کے لئے نمازی کے واسطے کوئی قواعد واصول نہیں ہیں؟ کیوں نہیں۔ضرور ہیں۔اور ان کا التزام قبول نماز کے لئے شرط ہے۔

دربار الٰہی کی حاضری کے لئے صفائی ستھرائی اور طہارت کے مسائل تو آپ پڑھ چکے ہیں اور وضو کی تکمیل بھی ہوچکی ہے۔ اب بارگاہ ایزدی کی حضوری کے اصول وقواعد اور مکالمے، مخاطبے کے آداب وشرائط خدا کے سچے رسول حضرت محمد ﷺ سے سیکھنے چاہئیں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" (بخاری)

نماز (اس طرح) پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔"

پس ثابت ہوا کہ نماز حضور انور ﷺ کے طریقے اور نمونے کے مطابق ہونی چاہئے۔ ہم جس قدر نماز کو زیادہ سنوار کر، بڑے اطمینان اور آرام سے خاص محبت اور پیار سے حضور اکرم ﷺ کی تمام سنتوں سے مزین اور آراستہ کر کے پڑھیں گے، اتنی ہی زیادہ مقبول ومنظور ہوگی۔ اور خدا کو اتنا ہی زیادہ خوش کرے گی، خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مَا آتَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ (پ:۲۸)

(اور تمہارے عمل کے لئے) جو (طریقہ) تم کو رسول اللہ ﷺ بتادیں، اسی کو اختیار کرو"

اب ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بتاتے ہیں، اور تمام بھائیوں، بہنوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، کہ وہ اپنے پیارے رسول پاک ﷺ کی نماز کے طریقے کے مطابق نمازیں پڑھا کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ

نیت: بخاری، مسلم میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" (بخاری، مسلم)

"عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام اعمال میں پہلے خلوص بھری نیت کر لیا کریں۔ کیونکہ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی پھل ملے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت صحیح مسلم میں ہے، کہ ایک شہید خدا کے سامنے قیامت میں لایا جائے گا، خدا اس سے پوچھے گا کہ تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں لڑ کر

شہید ہوا۔ خدا فرمائے گا:

"كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُّقَالَ جَرِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ"

''کہ تو جھوٹا ہے بلکہ تو اس لئے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے، (یعنی بہادری کی شہرت کی نیت سے لڑا) تو تجھے بہادر کہا جاچکا (یعنی تیری نیت لوگوں میں پوری ہوئی، اب مجھ سے کیا چاہتا ہے؟) پھر (اللہ کی طرف سے) حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل کھینچ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

اسی طرح پھر ایک عالم جس نے علم کو شہرت کی نیت سے پڑھا اور پڑھایا تھا، خدا کے حضور پیش ہوکر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر ایک شہرت کی غرض سے سخاوت کرنے والے مالدار کا بھی یہی حشر ہوگا۔

بھائیو اور بہنو! یاد رکھو! جو کام بھی آپ کریں، خالص خدا کی خوشی اور صرف اس کی اطاعت کی نیت ہی سے کریں۔ خلوص نیت کے بعد اگر کسی کی شہرت بھی ہوجائے تو یہ شہرت اس کے لئے مبارک ہوگی۔ خالد بن ولیدؓ کی تلوار زنی کی شہرت بھی تو قیامت تک رہے گی۔ لیکن خالدؓ نے تلوار اعلاء کلمۃ الحق کی نیت سے اٹھائی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر کارِ خیر میں ہماری نیت میں اخلاص ہو، اور خدا ہی کی رضا صرف مقصود ہو، اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھیں، کہ کوئی عمل بغیر نیت کے نہ کریں۔ یعنی ہر عمل کے ساتھ نیت ضرور ہو، اس لئے کہ نیت بنیاد ہے تعمیر عمل کی۔

اسی طرح وضو کرتے وقت بھی دل میں یہ نیت کریں کہ خدا کے حضور (نماز میں) حاضر ہونے کے لئے طہارت (وضو) کرنے لگا ہوں اور پھر جب نماز پڑھنے لگیں، تو دل میں یہ قصد اور نیت کریں، کہ صرف اپنے اللہ کی خوشی کے لئے اس کا حکم بجالاتا ہوں۔ اور نیت چونکہ دل سے تعلق رکھتی ہے، اس لئے زبان سے ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نیت کو زبان سے ادا کرنا نہ تو رسول پاک ﷺ کی سنت سے ثابت ہے، اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے۔

نماز رسول ﷺ کے اس طریقے پر گیارہ صحابیوںؓ کی شہادت

"عَنْ أَبِىْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ فِىْ عَشْرَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ وَلَا يُصَبِّىْ رَأْسَهٗ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِىْ إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا فَيُجَافِىْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيُثْنِىْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِىْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ يَصْنَعُ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذَالِكَ فِىْ بَقِيَّةِ صَلٰوتِهٖ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِىْ فِيْهَا التَّسْلِيْمُ أَخْرَجَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شَقِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّىْ"

(رواه ابوداود، والدارمی وروی الترمذی وابن ماجة معناه وقال الترمذی، هذا حديث حسن صحيح)

''حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہؓ

---

(۱) مالک بن حویرث کی روایت میں صحیحین کے اندر حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ یعنی ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھانا بھی آیا ہے۔

(کی جماعت) میں کہا کہ میں تم (سب) سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے طریقے کو جانتا ہوں۔صحابہؓ نے کہا کہ پھر (ہمارے روبرو نماز رسول ﷺ کو) بیان کرو۔ ابوحمیدؓ نے کہا کہ (سنو!) جب رسول خدا ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔(تو) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ ان کو اپنے مونڈھوں کے برابر کرتے پھر تکبیر کہتے، پھر قرآن پڑھتے، پھر تکبیر کہتے (رکوع کے لئے) اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ ان کو اپنے مونڈھوں کے برابر کرتے۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے، پھر کمر سیدھی کرتے۔ تو اپنا سر نہ جھکاتے اور نہ بلند کرتے (یعنی پیٹھ اور سر ہموار رکھتے) پھر اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے پھر (قومہ میں) سیدھے کھڑے ہوکر اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاتے اور (سجدے کی حالت میں) اپنے دونوں ہاتھ پہلوؤں سے جدا رکھتے، اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں کھلی رکھتے۔(اس طرح کہ انگلیوں کے سر قبلہ رخ ہوتے) پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور بایاں پاؤں موڑ کر (یعنی بچھا کر) اس پر بیٹھتے اور پورے اطمینان کے ساتھ (جلسہ میں) بیٹھتے کہ ہر ہڈی اپنے جگہ پر آجاتی۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جاتے۔پھر (دوسرے سجدے سے) اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ کر (جلسۂ استراحت کے لئے) بیٹھتے اور خوب اطمینان سے بیٹھتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی۔پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوتے۔اور اسی طرح دوسری رکعت میں کرتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے بالکل اسی طرح جیسا کہ نماز شروع کرتے وقت (تکبیر اولیٰ میں) کرتے تھے۔ پھر باقی نماز میں اسی طرح کرتے۔ یہاں تک کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس کے بعد سلام ہے (یعنی آخری رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد بیٹھ کر تشہد، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں) تو اپنا بایاں پاؤں باہر نکال لیتے اور بائیں کولھے پر بیٹھتے، پھر سلام پھیرتے۔(یہ سن کر) ان دس صحابہؓ نے کہا (اے حمید!) تم نے سچ کہا، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداود، دارمی) اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کے معنی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور ابوداود کی ایک روایت میں ابوحمیدؓ کی حدیث میں یہ بھی ہے:

"وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَكَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِاَصْبَعِهِ يَعْنِى السَّبَّابَةَ"

اور (آخری رکعت کے قعدہ میں) اپنا داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا، اور اپنی انگلی یعنی سبابہ سے اشارہ کیا۔"

قابل غور باتیں

اس حدیث کو ابوحمید ساعدیؓ نے روایت کرکے رسول خدا ﷺ کی نماز کی ہیئت بیان کی اور حضور انور ﷺ کے دس صحابہؓ نے اس کی تصدیق اور تائید کی۔گویا نماز رسول ﷺ کی یہ شکل و صورت گیارہ صحابہؓ کی مصدقہ ہوئی۔ اس صورت و ہیئت سے موٹی موٹی چند باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) حضور انور ﷺ نے شروع میں رفع یدین فرمایا۔یعنی دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں [1] کے برابر اٹھایا۔

(۳) رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے وقت پھر رفع یدین فرمایا۔

(۴) رکوع میں نہ سر جھکاتے اور نہ اونچا کرتے۔ پیٹھ سیدھی رکھتے اور رکوع اطمینان سے کرتے۔

(۵) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے وقت رفع یدین فرماتے اور قومہ میں پہنچ جاتے۔

(۶) قومہ میں سیدھے کھڑے ہوجاتے اور پورا اطمینان حاصل کرکے سجدے میں آتے۔

(۷) سجدہ کرنے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بڑے اطمینان اور دلجمعی سے بیٹھتے، کہ ہر ہڈی اپنے اپنے مقام اور موضع پر آجاتی یہاں بیٹھنا جلسہ کہلاتا ہے۔

(۸) دوسرا سجدہ کرکے پھر اٹھ کر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر پہنچتی۔ یہ جلسۂ استراحت ہے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

(۹) جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کرکے اٹھتے تو قعدہ میں اس طرح بیٹھتے کہ بایاں پاؤں ایک طرف نکال دیتے اور بائیں جانب کولھے پر بیٹھ کر پھر سلام پھیرتے۔

(۱۰) آخری رکعت کے قعدہ میں تشہد کے وقت انگشت شہادت اٹھاتے۔

(۱۱) اور چوتھی بار رفع الیدین دوسری رکعت میں تشہد پڑھ کر اٹھتے وقت کرتے۔

مسنون نماز کی مفصل ترکیب

تکبیر اولیٰ

(۱) نیت کے ساتھ باوضو قبلہ کی جانب منہ کرکے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں، یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں (بخاری)

(۲) ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔(مجمع الزوائد)

(۳) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں کشادہ اور کھلی رکھیں۔(ترمذی)

(۴) دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائیں یا کانوں تک۔(بخاری، مسلم)

(۵) پھر بائیں ہاتھ پر داہنا ہاتھ رکھ کر سینے پر باندھ لیں۔(بلوغ المرام بحوالہ ابن خزیمہ)

سینے پر ہاتھ

"عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ" (صحیح ابن خزیمہ)

''حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھا۔

"عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ"

''حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔ گویا یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن دوسری مستند احادیث سے مل کر قوی ہوگئی ہے۔ (مراسیل ابوداود)

"عَنْ هُلْبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ" (مسند احمد)

''ہلب صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔''

طبرانی کی حدیث میں حضرت وائلؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

"ثُمَّ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ"

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا''

ابن ابی حاتم اور بیہقی میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"ضَعُ يَدَكَ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ عِنْدَ النَّحْرِ"

یعنی ''اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ''

ملاحظہ: ہم نے سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق یہ احادیث اس لئے تحریر کی ہیں کہ جو بھائی سینے پر ہاتھ باندھنے والوں کو روکتے ٹوکتے ہیں وہ آئندہ روکیں ٹوکیں نہیں اور اس فعل کو بُرا نہ مانیں اور غور کریں کہ وہ ایسا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حضور ﷺ کے فعل پر معترض ہوتے ہیں۔ بلکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والوں کو چاہیے کہ وہ سینہ پر ہاتھ باندھنے والوں کو محبت بھری نظر سے دیکھیں، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ صحیح حدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ پر تو مسلمان کو جان چھڑکنی چاہئے، کہ یہی محبت رسول ﷺ کی سند ہے۔ آپ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کی پیاری ذات آپ سب کو یکساں محبوب اور واجب الاطاعت ہے۔ پھر حضور ﷺ کی صحیح سند سے ثابت شدہ حدیثیں سب کو سرآنکھوں پر رکھنی چاہئیں۔ تعصب اور ضد کی بناء پر جھگڑے پیدا کرکے قوم

---

(۱) اس دعا کی سند منقطع ہے۔ اس لئے بہ نسبت اس دعا کے اوپر والی صحیحین کی دعا اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ.. الخ، افضل ہے

میں تفریق اور پھوٹ ڈالنا بہت بُری بات ہے۔ آپس میں محبت کرو، سنت کی فضا میں شیر وشکر ہوکر رہو، رحمت عالم ﷺ کی احادیث کو جان سے زیادہ عزیز رکھو اور سنت کی اتباع میں سب سینے پر ہاتھ باندھو۔

دیکھو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مذکورہ حدیثوں کی تائید میں فرماتے ہیں:

"وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فَوْقَ السُّرَّةِ" (غنیۃ الطالبین)

''(میرے مریدو!) داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے اوپر (سینے پر) باندھو!''

خلوص نیت سے آپ نے اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر یعنی رفع الیدین کر کے پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ان کو سینے کے اوپر باندھ لیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے:

"عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ نَاسٌ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِيْ الصَّلٰوةِ" (صحیح بخاری)

''سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔''

عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں

صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے:

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ" (بخاری)

---

(۱) رسول خدا ﷺ نے نماز میں اعوذ اس طرح بھی پڑھا ہے "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ" (بلوغ المرام) پناہ مانگتا ہوں سننے، جاننے والے خدا کی، شیطان مردود سے اور اس کے پھونکنے سے اور اس کے وسوسے سے۔

(۲) نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت بلوغ المرام میں ہے کہ نعیم مجمر نے حضرت ابوہریرہؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی، (یعنی جہر سے) پس اگر جہری نمازوں میں کوئی امام بسم اللہ پکار کر پڑھے، تو انکار نہ کریں۔ اور نہ ہی اس چیز کو بحث کا موضوع بنائیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھنے کی بھی کئی صحیح حدیثیں ہیں۔ تو دونوں طرح جائز ہو، آہستہ بھی اور پکار کر بھی۔ (محمد صادق)

''(اے میری امت! اسی طرح) نماز پڑھو، جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف، اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں، اور مرد کوئی اور۔ یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں! کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لئے ایک ہیئت اور شکل کی نماز ہے۔ سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسۂ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ذکور و اناث کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔

عورت کی امامت

عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے، صف کے وسط میں کھڑی ہو کر۔

"عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا"

''رسول اللہ ﷺ نے اُم ورقہ کو حکم دیا، کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔'' (ابوداود)

"عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا تَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ" (مستدرک حاکم)

''حضرت عائشہؓ عورتوں کی امامت کرتی تھیں، اور صف کے بیچ میں کھڑی ہوتی تھیں۔''

سینے پر ہاتھ باندھ کر یہ دعا پڑھیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر (اولیٰ) اور قراءت کے درمیان تھوڑا سا چپ رہتے۔ تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان چپ رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا، میں یہ پڑھتا ہوں:

"اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

''یاالٰہی! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کردے جیسے دوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھی ہے۔ یاالٰہی! مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک کردے، جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ یاالٰہی! میرے گناہ (اپنی بخشش کے) پانی اور برف اور اولوں سے دھودے۔'' (بخاری ومسلم)

یا یہ دعا پڑھیں

"سُبْحَانَكَ(۱) اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" پھر پڑھیں:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۱) ......اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "(۲)

''پاک ہے تو یاالٰہی! اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری بزرگی۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم: بسند منقطع)

پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا مہربانی ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِيْنَ﴾......(مسلم) پھر آمِیْنَ کہیں! (بخاری)

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے، بخشش کرنے والا، مہربان ہے، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں. ہم کو سیدھا راستہ دکھا! ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (اور) ان لوگوں کا راستہ نہ (دکھا) جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ گمراہوں کا راستہ'' ......قبول کر!

آمین کا مسئلہ

جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں، تو آمین آہستہ کہیں۔ جب ظہر اور عصر امام کے پیچھے پڑھیں، تو پھر بھی آہستہ ہی کہنی چاہئے، لیکن آپ جہری نماز میں امام کے پیچھے ہوں، تو جس وقت امام وَلاَ الضَّآلِّيْنَ کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہئے، بلکہ امام بھی سنت کی پیروی میں آمین پکار کر کہے۔

رسول اللہ ﷺ نے آمین پکار کر کہی

"عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ" (ترمذی، ابوداود، دارمی، ابن ماجہ)

''وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے سنا، کہ رسول اللہ ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْن پڑھا۔ اور آمین کہا اور اس میں اپنی آواز دراز کی۔''

صفِ اول نے آمین سنی

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ" (ابوداود، ابن ماجہ)

''حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْن پڑھتے تو آپ کہتے آمین (اس قدر اونچی آواز سے) کہ پہلی صف کے آپ کے اردگرد کے لوگ سن لیتے۔''

حضرت علیؓ کا آمین سننا

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ إِذَا قَرَءَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن" (مستدرک حاکم، اعلام الموقعین)

''حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْن پڑھ کر آمین کہنا میں نے سنا۔''

عورتوں کی صف میں آمین کی آواز

"عَنِ ابْنِ اُمِّ الْحُصَیْنِ عَنْ اُمِّہٖ أَنَّھَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ فَسَمِعْتُہٗ وَھِیَ فِیْ صَفِّ النِّسَاءِ" ''حضرت ام حصینؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے جب وَلاَ الضَّآلِّیْنَ پڑھی تو آمین کہی، جسے مائی صاحبہ (ام حصین) نے سنا حالانکہ مائی صاحبہؓ عورتوں کی صف میں تھیں۔''

یہ حدیث امام زیلعیؒ اپنی تخریج میں لائے ہیں اور اسناد پر کوئی جرح نہیں کی۔ اور حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک بھی غیر مجروح ہے اور طبرانی کبیر میں بھی مروی ہے۔ جب آمین بالجہر کا مسئلہ دوپہر کے دن کی طرح ثابت اور روشن ہے۔ افسوس! پھر بھی اونچی آمین سے نفرت کی جاتی ہے۔ بھائیو! غور کرو، کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک سے نفرت!

آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھی

صحیح بخاری میں ہے:

"اَمَّنَ ابْنُ زُبَیْرٍ وَمَنْ وَرَاءَ ہٗ حَتّٰی أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً"

یعنی ''حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔''

نوٹ: اس روز سے لے کر آج تک مسجدِ نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے۔ حاجیوں سے پوچھ لیں۔ جب مسجدِ نبوی پونے چودہ سو سال سے اونچی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے، تو برادران اَحناف کی مساجد کیوں خاموش ہیں؟ بھائیو! زندہ کرو اس سنت کو۔

امام اعظمؒ کے استاد کی شہادت

دو سو صحابہؓ کا اونچی آواز سے آمین کہنا، امام اعظمؒ اپنے استاد گرامی کے متعلق فرماتے ہیں: "مَا رَأَیْتُ مِثْلَہٗ" یعنی ''میں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔'' (میزان ذہبی)

حضرت عطاء بن رباح تابعیؒ فرماتے ہیں:

"أَدْرَکْتُ مِأْتَیْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ یَعْنِیْ مَسْجِدَ الْحَرَامِ إِذَا قَالَ الإِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ رَفَعُوْا أَصْوَاتَھُمْ بِاٰمِیْنَ" (بیہقی، ابن حبان)

''میں نے دو سو صحابہ کرامؓ کو پایا کہ وہ اس مسجد حرام (یعنی بیت اللہ) میں جب امام وَلاَ الضَّآلِّیْنَ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔''

بھائیو! غور تو کرو، کہ دو سو صحابہ کرامؓ کی اونچی آمین سے حرم پاک تو گونجے۔ لیکن ہم نے اپنی مسجدوں میں اس سنت کو ختم کر دیا۔ خدا ہمیں اپنے پیارے رسول ﷺ کی محبوب سنت کو زندہ کرنے کی توفیق دے۔ یاد رہے کہ آج بھی بیت اللہ آمین کی آواز سے گونجتا ہے۔

مولانا عبدالحیؒ کا فتویٰ

مولانا عبدالحیؒ حنفی فرماتے ہیں: "وَالإِنْصَافُ أَنَّ الْجَهْرَ قَوِیٌّ مِنْ حَیْثُ الدَّلِیْلِ" ( ) خدا لگتی یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنے کا ثبوت بہت پختہ ہے۔ حنفی بھائیو! آپ بھی اونچی آمین کہا کرو کہ سنت ہے۔

یہودیوں کا آمین سے چڑنا

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْکُمُ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ مَا حَسَدَ تُکُمْ عَلٰی اٰمِیْنَ فَاَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِیْنَ (ابن ماجہ)

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود جس قدر (اونچی) آمین سے چڑتے ہیں۔ اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے تو تم

بہت آمین کہنا۔

ملاحظہ:اگر کوئی اونچی آمین کہے،تو رسول اللہ ﷺ کی اس سنت پاک سے ہرگز نہ چڑنا اور نہ نفرت کرنا۔کیونکہ اُونچی آمین سے یہودیوں کو چڑ تھی۔اور وہ نفرت کرتے تھے۔ اور ہمیں یہود کی مخالفت کرنی چاہئے۔

پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ

حضرت پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جو بہت بڑے عالم اور ولی اللہ ہوئے ہیں، اپنی کتاب "**غنیۃ الطالبین**" میں فرماتے ہیں۔**وَالْجَھْرُ بِالْقِرَأۃِ وَاٰمِیْنَ**۔(مغرب،عشاء، فجر کی نماز میں)اونچی آواز سے قراءت پڑھنا اور اونچی آواز سے آمین کہنا چاہیے(غنیۃ الطالبین)

نوٹ:ہم نے اس مسئلہ آمین بالجہر کو اس لئے یہاں مدلل بیان کیا ہے کہ بعض لوگ جو اونچی آمین کہنے والوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں، وہ سمجھ لیں کہ یہ کام رسول پاک ﷺ کی سنت ہے اور پیر جیلانیؒ بھی اونچی آمین کہا کرتے تھے۔اور وہ آمین سے نفرت نہ کریں، بلکہ شافع روز جزا ﷺ کی سنت کے عامل بنیں۔

سورہ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ

سورۂ فاتحہ چونکہ نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس لئے اس مسئلہ کو بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ بخاری، مسلم اور قریباً تمام کتب اَحادیث میں یہ حدیث بہ اختلاف الفاظ مروی ہے:

"لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" (متفق علیہ)
یعنی "الحمد شریف پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی"

خواہ وہ نماز فرض ہو، نفل ہو، نمازی امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد اور اس حدیث کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔

مقتدیوں کو الحمد شریف پڑھنے کا حکم

"عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ اِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا" (رواہ ابوداود، والترمذی، والنسائی معناہ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ وَأَنَا أَقُوْلُ مَالِيَ يُنَازِعُنِيَ الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ"

"عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں حضور ﷺ کے پیچھے تھے۔ پس حضور ﷺ نے قرآن پڑھا تو آپ ﷺ پر بھاری ہوا۔ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا کہ شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو؟ ہم نے کہا، ہاں اے خدا کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے۔ (یعنی سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو) کیونکہ جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی"

اور ابوداود کی ایک روایت میں (یہ بھی) ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (جب نماز میں قراءت مجھ پر بھاری ہوئی، تو میں دل میں) کہتا تھا، کیا وجہ ہے کہ قرآن مجھ سے نزاع کرتا ہے (یعنی مجھ پر اس کا پڑھنا دشوار ہوتا ہے پھر میں نے جان لیا کہ تمہارے پڑھنے کے سبب سے دشوار ہوا) تو جب میں پکار کر (جہر سے قرآن) پڑھوں، تو تم سورۂ فاتحہ کے علاوہ قرآن سے اور کچھ نہ پڑھا کرو۔

رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صحابہؓ نے سورۂ فاتحہ کے سوا قرآن کا اور حصہ پڑھا۔ یعنی حضور انور ﷺ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر، جب دوسری سورتوں سے قراءت شروع فرمائی، تو صحابہؓ نے وہ سورتیں بھی پیچھے پڑھ دیں۔ تو نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے حکم دیا، کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھو، بلکہ سنو اور سورۂ فاتحہ کے متعلق سخت تاکید فرمائی، کہ یہ ضرور پڑھنا۔ کیونکہ اس کے پڑھے بغیر تمہاری نماز نہیں ہوگی۔ اس لئے سب بھائیوں کو چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کے تاکیدی ارشاد پاک کے مطابق امام کے پیچھے ضرور آہستہ **الحمد شریف** پڑھا کریں۔

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا لازمی ہے

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَيْرَتَمَامٍ فَقِيْلَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ إِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ" (رواہ مسلم)

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص نے نماز پڑھی، اور اس میں **الحمد** شریف نہ پڑھی، تو وہ (نماز) ناقص ہے۔ اس کو تین بار کہا کہ (بغیر فاتحہ کے) وہ نماز پوری نہیں ہوتی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں (جب بھی نماز پڑھتے ہیں) تو ابوہریرہؓ نے کہا (ایسی حالت میں) اسے آہستہ پڑھو۔"

بھائیو! غور کیا آپ نے کہ الحمد شریف پڑھنے کی کس قدر تاکید ہے، جب کہ اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے پہلی حدیث کی رو سے بالکل ہوتی ہی نہیں۔ تو اس کا امام کے

(۱) سورۃ پڑھتے وقت امام جہاں جہاں ٹھہرتا ہے، اس کو سکتہ کہتے ہیں۔ منہ

پیچھے پڑھنا ہمارے لئے لازمی ہوا۔ سب بھائیوں کو چاہئے کہ آہستہ آہستہ ضرور پڑھ لیا کریں۔

"عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ أَتَقْرَءُونَ فِيْ صَلٰوتِكُمْ وَالِاَمَامُ يَقْرَءُ فَسَكَتُوْا فَقَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُوْنَ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَءْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهٖ" (جزء القراءة للبخاری)

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت کے دوران پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے، تین بار آپ ﷺ نے پوچھا۔ پھر جواب دیا۔ ہاں حضور! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ صرف سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرے۔ یعنی سورۂ فاتحہ ضرور پڑھا کرو، اور پھر خاموشی سے قراءت سنا کرو۔''

اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ طبرانی اور ابویعلیٰ میں بھی موجود ہے اور اس کی صحت کے متعلق **مجمع الزوائد** میں امام ھیثمیؒ فرماتے ہیں:

''رجالہ ثقات یعنی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس سورج کی طرح روشن حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے **الحمد** شریف ضرور پڑھنی چاہئے۔''

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

''عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، پس چاہئے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے۔

اس حدیث کے متعلق بھی **مجمع الزوائد** میں ''رجالہ ثقات'' یعنی ''اس کے سب راوی ثقہ ہیں'' مذکور ہے۔

طوالت مضمون کے ڈر سے ہم اتنے ہی دلائل قارئین کرام کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا صرف ایک حکم ہی جو صحیح سند سے ثابت ہو، اُمت کے لئے واجب العمل ہو جاتا ہے۔ اور آپ تو متعدد صحیح الاسناد احادیث قراءت فاتحہ خلف الامام کے وجوب کے متعلق ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ کی تائید

اب آپ کی مزید تسلی وتشفی کے لئے ہم نے جو دلائل پیش کئے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ مہر نیم روز کی طرح روشن اور صحیح ہیں۔ ایک جلیل القدر شخصیت کی تائید پیش کرتے ہیں۔ اور وہ شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"فَإِنْ جَهَرَ الإِمَامُ لَمْ يَقْرَءْ اِلَّا عِنْدَ الِاسْكَاتَةِ وَإِنْ خَافَتَ فَلَهُ الْخِيَرَةُ" (حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم)

''اگر امام بلند آواز سے قراءت پڑھتا ہے، تو مقتدی امام کے سکتہ[1] کے وقت پیچھے پیچھے **الحمد** شریف پڑھتا جائے، اور اگر وہ پوشیدہ پڑھتا ہے تو مقتدی کو اختیار ہے۔ (جس طرح چاہے پڑھ لے)''

ھدایہ کی تائید

ہدایہ حنفیوں کی بہت مقبول اور بلند پایہ کتاب ہے۔ اس کی پہلی جلد، **فصل فی القراءت**، میں فاتحہ خلف الامام کے متعلق یہ فتویٰ ہے:

(۱) مفصل سے قرآن مجید کی آخیر سورتیں مراد ہیں۔ حجرات سے سورۂ الناس تک۔ مفصل فصل سے مشتق ہے اور فصل کے معنی جدا ہونا ہے۔ چونکہ اس جگہ سے چھوٹی چھوٹی سورتیں شروع ہوتی ہیں، جو درمیان میں بسم اللہ آنے کے سبب ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اس لئے مفصل کہلاتی ہیں۔ مفصل کی تین قسمیں ہیں۔ طوال مفصل، اَوساط مفصل، قصار مفصل۔ حجرات سے لے کر بروج تک طوال مفصل ہیں۔ بروج سے لے کر سورۂ بینۃ تک اوساط مفصل ہیں اور بینۃ سے لے کر آخر تک قصار مفصل ہیں۔ کل تعداد مفصل سورتوں کی ٦٦ ہے جن میں طوال ٣٧۔ اوساط ١٣۔ اور قصار ١٦ ہیں۔ (محمد صادق)

"وَيُسْتَحَسَنُ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِحْتِيَاطِ" (ہدایہ)
یعنی ''احتیاطاً سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھ لینا ہی بہتر ہے۔''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ایمان افروز اِرشاد

امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھنے کے متعلق آپ کی زبان محبت رسول ﷺ کی یوں ترجمانی کرتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"فَإِنَّ قِرَاءَ تَهَا فَرِيْضَةٌ وَهِيَ رُكْنٌ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِتَرْكِهَا" (غنیۃ الطالبین)
''سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور یہ (سورہ) نماز کا رکن ہے اس کے نہ پڑھنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔''

بھائیو! بتاؤ، اس سے بڑھ کر مزید اطمینان کی صورت آپ کے لئے اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضرت پیران پیر نے (خدا کی آپ پر لاکھوں رحمتیں ہوں) حضور انور ﷺ کی احادیث کی تصدیق و تائید میں کیسا دوٹوک فیصلہ کیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔

اب نماز کی قراءت شروع ہوتی ہے

پیارے بھائیو، اور بہنو! آپ نیت کے ساتھ، باوضو ہوکر، قبلہ کی طرف منہ کرکے، اللہ اکبر کہہ کر، ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف کرکے، مونڈھوں تک رفع الیدین کرتے ہوئے، بائیں پر داہنا ہاتھ رکھ کر، دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھ کر، دعا، أعوذ، بسم الله، اورسورۃ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ چکے ہیں۔

ملاحظہ: ''پیش رس'' میں چونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ کتاب ان شاء اللہ مکمل اور مدلل ہوگی۔ اس لئے آمین بالجہر اور قراءت فاتحہ خلف الامام کے ضروری مسائل اور دلائل، نماز کا طریقہ بیان کرنے کے درمیان میں آگئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے اب آمین سے آگے چلئے۔

آمین کہہ کر تھوڑی سی دیر ٹھہریں۔ (ترمذی)
پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو اس سے کچھ پڑھیں۔ (بخاری)

ملاحظہ: جن لوگوں کو صرف قُل شریف ہی آتا ہو، وہ قُل شریف سے ہی نماز پڑھ لیا کریں۔ اللہ کے نزدیک بلاشبہ مقبول ہے۔

نماز کی مسنون قراءت

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ إِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِيْ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ" (رواہ مالک)
''عمرو بن شعیب سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ان کے دادا سے نقل کی۔ کہا کہ مفصّل[1] کی کوئی چھوٹی یا بڑی سورت ایسی نہیں ہے میں نے جسے رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کی امامت کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔ آپ فرض نماز میں اسے پڑھتے تھے۔''

مطلب یہ ہے کہ آپ نے نماز میں ہر سورت پڑھی۔ تاکہ لوگوں کی نماز میں قرآن کے ہر جگہ سے پڑھ لینے کا جواز معلوم ہوجائے۔ پس امام اور منفرد نمازوں میں جہاں سے چاہیں قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کے احوال و کوائف کے پیش نظر ضرور اختصار سے کام لینا چاہئے۔ امامت کے فرائض میں ہم اس کو ذرا تشریح سے بیان کریں گے۔

نماز میں اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن یہاں ہم رسول خدا ﷺ کی قراءت کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کون کون سی سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے۔ تاکہ ہم بھی محبت رسول ﷺ میں اور پیروی سنت پاک کے جذبے کے ماتحت مسنون قراءت پڑھ کر اپنی نمازوں کو زیادہ سے زیادہ حسین اور مقبول بنا سکیں۔ نمازوں کے اندر پڑھنے کے لئے اوقات و ایام اور احوال وظروف کے پیش نظر حضور ﷺ کا قرآن کے بعض حصوں اور سورتوں کا منتخب کرنا موتیوں اور ہیروں کی مینا کاری ہے۔

جمعہ کے دن نماز فجر میں

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ"

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں الٓم تنزیل اور دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ، پڑھتے تھے۔'' (متفق علیہ)

نماز جمعہ اور عیدین میں

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَهَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَةُ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِی الصَّلٰوتَیْنِ" (رواہ مسلم)

''نعمان بن بشیر روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ (کی نمازوں) میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاعْلٰی اور وَهَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَة پڑھتے تھے۔ نعمان بن بشیر نے کہا۔ اور جب کبھی عید اور جمعہ ایک ہی دن ہوتی تو بھی آپ ﷺ دونوں نمازوں میں ان ہی دونوں (سورتوں) کو پڑھتے۔''

معلوم ہوا کہ ان دونوں سورتوں کا ان نمازوں میں پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔ اگرچہ جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ اِذَا جَاءَ کَ الْمُنَافِقُوْنَ کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبید اللہ بن ابی رافع سے ایک روایت ہے کہ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو مدینے کا خلیفہ مقرر کیا اور خود مکہ کی طرف گیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھی۔ اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا۔ (مسلم)

معلوم ہوا کہ ان سورتوں کا نماز جمعہ میں پڑھنا بھی مستحب ہے۔

عیدین میں

عبیداللہ کی ایک روایت کے الفاظ صحیح مسلم میں یہ ہیں:

"کَانَ یَقْرَأُ فِیْهَا بِـ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ" (رواہ مسلم)

یعنی ''حضور ﷺ عید قرباں اور عید فطر میں سورہ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھتے تھے'' (مسلم)

معلوم ہوا کہ عیدین میں یہ سورتیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

جمعرات کی نماز مغرب میں

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" (رواہ فی شرح السنۃ)

''جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔''

نوٹ: یہ حدیث ابن حبان میں بھی ہے۔ ابن حبان میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کے آگے یہ الفاظ ہیں:

"وَفِی الْعِشَاءِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقُوْنَ"

یعنی ''جمعرات کو عشاء کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھتے تھے۔''

نماز مغرب میں

جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

اُم الفضل کی بیٹی حارثہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ مغرب میں وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں سورۂ اَعراف پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔ (رواہ نسائی)

عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں سورۂ حٰم دخان پڑھی۔ (نسائی)

حضرت ابن عمرؓ سے ابن ماجہؒ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب میں قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔

نماز فجر میں

حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر میں سورۂ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اور اسی جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن سائبؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے بعد) مکہ میں ہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو سورۂ (قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) شروع فرمائی۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا، یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا۔ تو حضور ﷺ کو کھانسی آ گئی۔ لہذا آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے۔ (رواہ مسلم)

مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام وغیرہ کے ذکر سے روئے اور کھانسی نے غلبہ کیا اس لئے سورت کو تمام نہ کر سکے اور رکوع کر لیا۔

حضرت عمرو بن حریثؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ (یعنی اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) پڑھتے تھے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کھینچتا تھا۔ آپ (سفر میں) نماز صبح کے لئے اترے۔ تو آپ ﷺ نے صبح کو نماز میں قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی۔ (احمد، ابوداود، نسائی)

(۱) اس کی سند ضعیف ہے۔

معاذ بن عبداللہ جہنی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح کی دونوں رکعتوں میں إِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی۔ (ابوداود)

نماز عشاء میں

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنُ صَوْتًا مِنْهُ" (متفق علیہ)

''حضرت براءؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ عشاء میں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنَ پڑھتے تھے۔ اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔''

معاذ بن جبلؓ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ مقتدیوں میں سے ایک کھیتی باڑی کا کام کرنے والے دن کے تھکے ماندے نے لمبی قراءت کی تاب نہ لا کر سلام پھیر دیا۔ پھر اس نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور ﷺ! ہم لوگ اونٹ والے ہیں۔ دن بھر محنت مشقت کرتے ہیں۔ معاذؓ نے نماز عشاء میں سورۂ بقرہ شروع کر دی (مجھ دن کے تھکے ہوئے کو لمبی قرأت سے ملال ہوا) ہادئ عالم ﷺ نے معاذؓ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا۔ يَامُعَاذُ اَفَتَّانٌ أَنْتَ.

اے معاذ! کیا تم، لوگوں کو فتنے میں ڈال دو گے؟ (یعنی لوگوں کو نفرت دلاؤ گے اور فتنہ کھڑا کرو گے؟)

اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (متفق علیہ)

(عشاء میں) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھا کرو۔

ملاحظہ: اس حدیث میں عشاء کی نماز کی قراءت بھی معلوم ہوئی۔ اور ساتھ ہی اس حدیث نے نماز کے اماموں کو بھی متنبہ کر دیا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خاص طور

(۱) نماز میں یہ جواب امام یا قاری کو دینا چاہئے نہ کہ مقتدی کو۔

پر خیال رکھیں اور خوب سمجھیں کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر تخفیف کرنی رسول پاک ﷺ کی سنت ہے۔

عصر وظہر کی نماز میں

جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاَعْلٰى پڑھتے تھے۔ اور عصر میں بھی اسی طرح کی سورتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

جابر بن سمرہؓ کی ایک روایت ابوداود میں بھی ہے، جس میں حضور انور ﷺ کا ظہر اور عصر میں وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ پڑھنا آیا ہے۔

ان آیات کے جواب دینے چاہئیں

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَءَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاَعْلٰى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى" (ابوداود)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاَعْلٰى (یعنی اپنے بلند مرتبہ رب کی پاکی بیان کرو) پڑھتے، تو (تعمیل حکم کرتے ہوئے فرماتے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰى۔ (میں اپنے بلند مرتبہ رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔)

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَانْتَهٰى إِلَى أَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ، فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَمَنْ قَرَأَ لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَانْتَهٰى إِلٰى أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى فَلْيَقُلْ بَلٰى۔ وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَقُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ" (رواه ابوداود)[1]

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھے۔ پس جب أَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ پر پہنچے (یعنی کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟) تو چاہئے کہ یہ کہے: بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ (کیوں نہیں! اور میں اس پر گواہ ہوں۔) اور جو شخص لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، پڑھے، پس جب اس آیت پر پہنچے: أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى (یعنی، کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے؟) تو اسے چاہئے کہ یہ کہے: بلٰی (کیوں نہیں؟ ضرور قادر ہے) اور جو کوئی وَالْمُرْسَلَاتِ پڑھے۔ پس جب اس آیت پر پہنچے: فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۔ (یعنی یہ لوگ اس قرآن کے بعد اب کس بات پر ایمان لائیں گے؟) تو چاہئے کہ یہ کہے: اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (ہم اللہ پر ایمان لائے)

حضرت جابرؓ سے ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہؓ کے سامنے پوری سورۂ الرحمن پڑھی اور صحابہؓ خاموش رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے جنوں پر پڑھی۔ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ تو وہ جواب دینے میں تم سے اچھے تھے۔ ہر بار جب میں اس آیت پر پہنچتا تھا۔ فَبِاَيِّ اٰلاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (سوائے جن و انس! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟) تو وہ جواب میں کہتے: لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے۔ پس سب تعریف تیرے ہی واسطے ہے۔) (ترمذی)

نوٹ: حضور انور ﷺ نے صحابہؓ کو توجہ دلائی، کہ وہ بھی اس آیت کو سن کر جواب دیا کریں۔

سورۂ غاشیہ میں حِسَابَهُمْ کے بعد کہیں۔ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا. مشکوٰۃ باب الحساب میں ہے کہ حضور ﷺ اپنی بعض نمازوں میں اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ کہتے تھے۔[1]

رکوع کا شروع

اب آپ قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کریں اور پورا مسنون رکوع یہ ہے:

(۱) رکوع میں آتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مونڈھوں (یا کانوں) تک اٹھائیں۔(مشکوٰۃ، باب صفـة الصلٰوۃ)

(۲) رکوع میں پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر۔ سر نہ تو اونچا ہو اور نہ نیچا۔ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔(بخاری ومسلم)

(۳) ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں پر کشادہ رکھیں۔(حاکم)

(۴) دونوں ہاتھوں کو کھینچ کر رکھیں ذرا خم نہ ہو۔ ہاتھوں کو کروٹوں سے الگ رکھیں اور گھٹنوں کو مضبوط تھامیں۔(ابوداود)

رکوع کی دعائیں

ذیل کی دعاؤں میں سے کوئی ایک دس مرتبہ تک پڑھیں۔(نسائی)
لیکن تین بار سے کم ہرگز نہ پڑھیں۔(ترمذی)

پہلی دعا

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ .قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِىْ رُكُوْعِكُمْ"(ابوداود، ابن ماجہ)

''عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب یہ آیت **فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم** (اپنے بڑے رب کے نام کی پاکی بیان کرو) اتری۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس آیت (حکم) کی تعمیل اپنے رکوع میں کرو۔ یعنی رکوع میں یہ دعا پڑھو۔
"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" ''پاک ہے میرا بڑا رب''

دوسری دعا

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ فِىْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ"

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں: کہ نبی ﷺ اکثر اپنے رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھتے تھے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ" (بخاری، مسلم)

''پاک ہے تو یا الٰہی! اے ہمارے پروردگار اور ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ۔ یا الٰہی! مجھ کو بخش دے۔''

تیسری دعا

"عَنْ عَائِشَةَؓ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ"

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدوں میں (یہ) کہتے تھے، دعا یہ ہے:۔

"سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ" (صحیح مسلم)

''بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے پروردگار فرشتوں کا، اور روح (جبرئیلؑ) کا''

چوتھی دعا

حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں (یہ) کہتے تھے:

"سُبْحَانَ ذِى الْجَبْرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ"

''قہر اور بادشاہی اور بڑائی اور بزرگی کا صاحب پاک ہے۔'' (بخاری، مسلم)

پانچویں دعا

"رَكَعَ لَكَ سَوَادِىْ وَخَيَالِىْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِىْ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ هٰذِهٖ يَدَاىَ وَمَا جَنَيْتَ عَلٰى نَفْسِىْ" (حصن حصین)

''جھک گیا تیرے آگے میرا ظاہر اور میرا باطن اور میرا دل تجھ پر ایمان لے آیا۔ میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں، جو مجھ پر ہیں۔ یہ ہیں (تیرے حضور) میرے دونوں

ہاتھ اور وہ گناہ جو میں نے اپنی جان پر کئے ہیں''

چھٹی دعا

"اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ" (مسلم)

''یاالٰہی! میں تیرے آگے جھک گیا ہوں اور تجھ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور تیرا فرمانبردار ہوا ہوں۔ عاجز ہوگیا تیرے آگے میرا کان اور میری آنکھ اور میرا مغز اور میری ہڈی اور میرے پٹھے''

ملاحظہ: ان دعاؤں میں سے جو چاہیں رکوع میں مزے لے لے کر پڑھیں۔ فرط محبت سے اپنے پیارے اللہ کے ساتھ باتیں کریں۔ یہ دعائیں خدائے قدوس کے رسول پاک ﷺ نے بتائی ہیں۔ چھ مختلف رنگ، مہک کے پھول ہیں، جن کی عنبر فشانی فردوس ایمان کی بہار ہے۔ جو پھول چاہیں چن لیں۔

رکوع سے متعلق ضروری ہدایات

حضرت ابومسعود انصاریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ"

(ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

''نہیں کفایت کرتی (یعنی نہیں قبول ہوتی) کسی شخص کی نماز جب تک کہ رکوع اور سجدوں میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔''

بھائیو اور بہنو! توجہ سے سنو! رکوع میں اتنا ٹھہرنا کہ تمام اعضا اور جوڑ اپنے مواضع اور ٹھکانوں پر آجائیں، فرض ہے۔ پیٹھ بالکل سیدھی کردو۔ سر نہ اونچا ہو، نہ نیچے ہو۔ بلکہ سر اور پیٹھ دونوں برابر ہوں۔ بڑے اطمینان سے تسبیحیں پڑھو، جس طرح قومے جلسے اور سجدے میں طمانینت فرض ہے اسی طرح رکوع میں بھی فرض ہے۔ اور فرض کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے ارکان نماز کو بڑی توجہ اور اطمینان سے پورا کرنا چاہئے۔

مزید تاکید

مزید تاکید کے لئے ایک اور حدیث سنیں۔ حضرت نعمان بن مرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟ (یعنی ان کا گناہ کتنا ہے؟) صحابہؓ نے کہا کہ خدا بہتر جانتا ہے اور (خدا کے بتانے سے) اس کا رسول ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان میں سزا بہت ہے۔ اور (کان کھول کر) سن لو! بہت بُری چوری اس آدمی کی چوری ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا کس طرح؟ حضور ﷺ نے بتایا "لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا" کہ وہ نماز کے رکوع اور سجدوں کو پوری طرح ادا نہیں کرتا۔'' (مالک، دارمی)

ناظرین کرام! ہوش کے ساتھ نماز پڑھا کریں، غور فرمائیں کہ اللہ کے پاک رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ نماز کا رکوع اور سجدہ اطمینان اور آرام سے پورا نہ کرنا شراب نوشی، زنا اور چوری سے بدتر ہے۔

اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے۔ آہ! ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا؟

پیارے بھائیو اور بہنو! نماز کو تکبیر اولیٰ سے لے کر سلام پھیرنے تک سلیقے سے پڑھا کرنا۔ مسنون طریقے سے ادا کرنا۔

قومے کا عروج

آپ رکوع کے مقام عظیم میں پہنچ کر ملکوتی تسبیحوں کے پھول بارگاہ لَمْ يَزَلْ کے حضور پیش کر چکے ہیں۔ اب قومے کا عروج حاصل کریں۔ اس طرح کہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہوجائیں۔ (بخاری، مسلم)

اگر آپ امام ہیں تو رکوع سے قومہ میں جاتے وقت یہ پڑھیں:

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ"

جس نے اللہ کی تعریف کی، اس کی اللہ نے سن لی'' (صحیح بخاری)

مقتدی یہ کہیں:

"رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ" (صحیح بخاری)
''اے ہمارے رب! تیرے ہی لئے تمام بے شمار تعریفیں ہیں۔ جو (شرک و ریا سے) پاک اور برکت والی ہیں۔''

بشارت

حضرت رفاعہؓ بن رافع روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ تو فرمایا۔ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' پس ایک شخص جو آپؐ کے پیچھے (مقتدی) تھا۔ اس نے کہا ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ'' پھر جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ابھی بولنے والا کون تھا؟ (یعنی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟) (مقتدیوں میں سے) ایک شخص نے کہا حضور ﷺ! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے چند اور تیس فرشتے دیکھے، جو جلدی کر رہے تھے کہ ان کلموں کا ثواب کون پہلے لکھے۔ (صحیح بخاری)

پیارے بھائیو اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو مقتدی اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں۔ لیکن اگر آپ اس کے ساتھ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ بھی پڑھ لیں۔ اور آپ کے یہ کلمات پڑھنے پر کچھ اوپر تیس فرشتے ثواب لکھنے کو دوڑیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہئے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے؟

قومے کی دوسری دعا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے پیٹھ اٹھاتے تو (یہ) فرماتے یعنی قومہ میں یہ دعا پڑھتے:

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ" (رواہ مسلم)

''اللہ نے اس کی سن لی، جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، آسمانوں بھر، اور زمین بھر اور اس چیز بھر جو تو اس کے بعد چاہے''

ملاحظہ: اگر آپ امام ہوں، تو اس دعا کے الفاظ کے ساتھ قومے میں خدائے ذوالجلال کی تعریف کریں، اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں۔ فرض، سنن، نوافل (تہجد) کی نیت سے قدوس لازوال کے حضور حاضر ہوں، تو رقتِ قلب، تر آنکھوں اور فرطِ محبت سے قومے کی منزل میں اس دعا سے اپنے مالک کو راضی کریں۔ حضور انور ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے الفاظ سے اپنی زبان کو شرف مکالمہ بخشیں۔

قومے کی تیسری مبارک دعا

خدا کی بارگاہ کی حاضری کے مدارج ہیں۔ ان میں سے قومہ بھی ایک درجہ ہے، منزل ہے۔ اس منزل پر پہنچ کو ہادئ عالم ﷺ نے ہم کو خدا کے ساتھ مکالمہ کرنے کے لئے موزوں جملے، خوبصورت الفاظ اور اعلیٰ معانی بتائے ہیں، تاکہ ہم اپنی فرصت، خدا کی الفت اور دیگر حالات کے پیش نظر جو جملہ یا دعا چاہیں قومے کی منزل میں حاضر ہو کر اللہ کے حضور پیش کریں۔ اسی سلسلے میں قومہ کے اندر کھڑے ہو کر خدا کو بہت بہت راضی کرنے کے لئے رسول پاک ﷺ نے ہمیں ایک نہایت حسین اور پیاری دعا سکھائی ہے۔ اور قومے میں آپ ﷺ خود بھی اس دعا سے اللہ کو راضی کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے تو (یہ) کہتے۔ (یعنی یہ دعا قومے میں پڑھتے):

"اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (رواہ مسلم)

''اے ہمارے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور اس چیز بھر جو تو اس کے بعد چاہے اے تعریف اور بندگی کے لائق! جو بندے نے کہا اس سے بھی لائق تر! اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔

یاالٰہی! (جسے) جو چیز تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور (جسے) تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔''

خدا کی توفیق سے جس عورت یا مرد کو یہ دعا قومہ میں پڑھنی نصیب ہو، وہ خدا کا جتنا بھی شکر کرے تھوڑا ہے۔ زہے نصیب جسے خدا قومے کی طمانینت میں اپنے رسول پاک ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے ساتھ مناجات کی توفیق دے۔

تنبیہ: بہت سے لوگوں کو قومے کا پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھے کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو کر بڑے اطمینان سے قومے کی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت انسؓ کی ایک روایت مسلم شریف میں ہے:

"إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ"

جب نبی ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے (تو پھر قومہ میں) کھڑے رہتے۔ یہاں تک ہم کہتے کہ وہ رکعت چھوڑ دی۔ پھر سجدہ کرتے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ قومہ میں خوب اطمینان فرماتے تھے۔ لیکن وہ لوگ جو رکوع سے سر اٹھاتے ہی جھٹ سجدے میں چلے جاتے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ وہ قومہ کے تارک ہیں۔ اور چونکہ قومہ فرض ہے اس لئے قومے کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔ آپ اس کتاب کے ''پیش رس'' میں حدیث پڑھ چکے ہیں کہ ایک شخص نے تین یا چار بار نماز پڑھی، تو حضور ﷺ نے ہر بار اس سے فرمایا کہ "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ"(بخاری، مسلم)

پھر سے جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس پر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! مجھے نماز (پڑھنا) سکھا دیجئے! پھر حضور ﷺ نے اس کو اس کی نماز کے وہ بڑے اَغلاط بتائے جن کے سبب اس کی نماز ہوتی ہی نہیں تھی۔ یعنی رکوع اور سجدہ، قومہ اور جلسہ پورے اطمینان اور چین سے بجا لانے کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ وہ نمازی اپنی نماز میں ان ارکان اَربعہ کو طمانینت سے ادا نہیں کرتا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کی نماز کو باطل قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اَرکان اربعہ

"عَنِ الْبَرَاءِ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدِهٖ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ"(متفق علیہ)

''حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع اور سجدہ، اور آپ ﷺ کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (یعنی جلسہ) اور رکوع کے بعد اٹھنا (یعنی قومہ) کھڑے رہنے اور بیٹھنے کو چھوڑ کر (یہ چاروں چیزیں، یعنی رکوع، سجدہ، جلسہ، قومہ) تقریباً برابر ہوتی تھیں۔''

حضرات! آپ نے غور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جتنی دیر رکوع اور سجدے میں ٹھہرتے تھے، قریباً اتنا ہی وقت قومہ اور جلسہ میں گزارتے۔ لیکن افسوس! رکوع اور سجدے کے سوا قومے اور جلسے کا عام نمازیوں کو پتہ ہی نہیں ہے۔ حالانکہ جس قدر رکوع اور سجدہ نماز کے لئے لازمی ہیں، اسی قدر قومہ اور جلسہ بھی ضروری ہیں۔ اس لئے ہم اپنے پیارے ناظرین کی خدمت میں تاکیداً عرض کرتے ہیں، کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم اور سنت کے مطابق رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر اطمینان سے قومے کی دعا پڑھ کر پھر سجدے میں آیا کریں۔ چونکہ نمازیوں کی اکثریت قومے سے غافل ہے، اس لئے ہم ایک بار پھر اپنے بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مزید تاکید کرتے ہیں کہ وہ نماز میں قومے کو پھر سنیں۔ قومے کو جو نماز میں فرض ہے، ہرگز نہ بھولیں، پھر نہ بھولیں۔

مسئلہ رفع الیدین

اس سے پہلے آپ ابوحمید ساعدیؓ کی حدیث پڑھ چکے ہیں، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابیوں کے سامنے حضور انور ﷺ کی نماز بیان کی اور نماز بیان کرتے ہوئے ابوحمید ساعدیؓ نے کہا، کہ رسول اللہ ﷺ شروع میں تکبیر (اولیٰ) کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر تشہد کے بعد کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (ابوداود، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ)

جب ابوحمید ساعدیؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کر چکے تو دس صحابہؓ نے کہا:

"صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّىْ" تم نے سچ کہا، واقعی اسی طرح حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ لہذا صحابہؓ کی ایک جماعت اس حدیث کی رو سے اس بات پر گواہ ہے کہ حضور انور ﷺ چار بار رفع الیدین کرتے تھے۔ تکبیر اولیٰ کے وقت، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے، اور تشہد پڑھ کر اٹھتے وقت، معلوم ہوا کہ رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت برحق ہے۔

رفع الیدین سے چڑ

بعض لوگ جو خود تو اس سنت پر عامل نہیں ہیں، لیکن وہ رفع الیدین کے فعل رسول ﷺ کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں بڑے اخلاص سے گزارش کرتے ہیں کہ جس طرح ہر مسلمان کے نزدیک حضور سید البشر ﷺ جان، مال، اولاد اور دنیا ومافیہا سے زیادہ پیارے ہیں، اسی طرح آپ کا ہر قول اور فعل بھی ہر مسلمان کو آپ ﷺ کی ذات کی طرح محبوب اور پیارا ہونا چاہئے۔ شروع میں تو ہر شخص رفع یدین کرتا ہی ہے۔ لیکن یہی فعل نبی کریم ﷺ کی سنت جان کر باقی تین جگہوں میں کرنے پر نفرت یا چڑ کیوں؟

رفع الیدین رسولِ خدا ﷺ کی سنت ہے

رفع الیدین سے جو محروم ہیں، وہ ہیں ہی۔ لیکن جو لوگ اپنی نماز کو رفع الیدین کی سنت کے زیور سے زیادہ خوبصورت، زیادہ حسین اور زیادہ پیاری بنانا چاہتے ہیں، رفع یدین نہ کرنے والے انہیں کیوں روکتے ہیں۔ رفع یدین کے متعلق ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث پاک اور بزرگان دین کی تائید یہاں بیان کرتے ہیں، تا کہ مسلمان بھائی اور بہنیں اس سنت پاک پر شوق سے عمل کریں۔ اور تنافر برتنے والے اصحاب آئندہ اس سنت رسولؐ کو محبت بھری نظر سے دیکھا کریں، کیونکہ فعل رسول ﷺ سے محبت کرنا خود حضور انور ﷺ سے محبت کرنا ہے۔

اب آپ احادیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَإِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ" (متفق علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا ﷺ اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاتے تھے، اس وقت جب نماز شروع فرماتے، اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، (ان تینوں جگہوں پر) اسی طرح ہاتھ اٹھاتے تھے۔"

"وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِىْ الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَالِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (رواہ البخاری)

"نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پوری کر کے اٹھتے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور اس (فعل) کو ابن عمرؓ نے رسول اللہ

ﷺ تک مرفوع کیا ہے۔ (یعنی یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے)''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز میں چاروں جگہ رفع یدین کر کے اس فعل کو حضور انور ﷺ تک مرفوع کیا یعنی کہا کہ حضور پرنور ﷺ نے بھی چاروں جگہ رفع یدین کیا تھا۔

ابوداود، باب رفع الیدین میں حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھا کہ آپ کس طرح پڑھتے ہیں۔ آپ قبلہ رخ کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے رکوع کا ارادہ کرتے وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھائے، جب آپ نے رکوع سے سر مبارک اٹھایا، تو اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھائے۔ (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے

"عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُوْدِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى" (تلخیص الحبیر العسقلانی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے (تو بھی رفع یدین کرتے) اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے (اور آپ ﷺ کا یہی معمول) اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک رہا۔ (یعنی حضور ﷺ اپنی وفات تک رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے رہے۔)''

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فتویٰ

"فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَمَنْكَبَيْهِ اَوْ اُذُنَيْهِ وَكَذَالِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالَّذِيْ يَرْفَعُ أَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّنْ لَا يَرْفَعُ فَإِنَّ أَحَادِيْثَ الرَّفْعِ اَكْثَرُ وَاَثْبَتُ" (حجۃ اللہ البالغہ، جلد۲)

''حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرے، تو رفع یدین کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے، اس وقت بھی رفع یدین کرے۔ میں رفع یدین کرنے والوں کو رفع یدین نہ کرنے والوں سے اچھا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ رفع یدین کرنے کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور بہت صحیح ہیں۔''

مولانا عبدالحیٔ حنفیؒ کا فتویٰ

"إِنَّ ثُبُوْتَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ وَاَرْجَحُ وَاَمَّا دَعْوٰى نَسْخِهٖ فَلَيْسَتْ بِمُبَرْهَنٍ عَلَيْهَا بِمَا يُشْفِي الْعَلِيْلَ وَيَرْوِي الْغَلِيْلَ" (تعلیق الممجد)

''یعنی حضور انور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ ان کا قول بے دلیل ہے۔''

درمختار کا فتویٰ

"فَلَا تَفْسُدُ بِرَفْعِ يَدَيْهِ فِيْ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ عَلَى الْمَذْهَبِ وَمَا رُوِيَ عَنِ الْفَسَادِ فَشَاذٌّ" (درمختار، جلد اول)

''حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب درمختار میں ہے، کہ جس نے کہا کہ رفع یدین سے نماز میں نقصان آتا ہے اس کا قول مردود ہے اور رکوع میں جانے سے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔''

ذخیرہ میں ہے

"رَفْعُ الْيَدَيْنِ لَا تُفْسِدُ الصَّلٰوةَ"

یعنی ''رفع یدین سے نماز میں کچھ فساد نہیں پڑتا''

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تینوں کے نزدیک رفع یدین کرنا سنت ہے۔ گویا مذاہب اربعہ میں سے تین مذہب رفع یدین کے حامی ہیں۔

رفع یدین کے متعلق چارسو (۴۰۰) روایتیں

علامہ مجدالدین فیروز آبادی مصنف قاموس **سفر السعادت** میں لکھتے ہیں:

''کثرت این معنی بہ تواتر ماندہ است و چہارصد اثر وخبر دریں باب صحیح شدہ، وعشرۂ مبشرہ روایت کردہ اند۔ لایزالی بریں کیفیت بود تا ازیں جہاں رحلت کردہ، غیر ازیں چیزے ثابت نہ شدہ'' (سفر السعادت)

ترجمہ: ''کثرت روایات کی وجہ سے (تین مواقع پر ثابت شدہ رفع یدین) متواتر حدیث کے مشابہ ہے۔ اس مسئلہ میں چارسو حدیثیں اور آثار آئے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ صحابہ (جنہیں حضور ﷺ نے ان کی زندگی میں جنتی کہا تھا) نے ان کو روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اس کے سوا کچھ ثابت نہیں۔''

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ

"رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ" (غنیۃ الطالبین)

''(حضرت پیر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ) نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے۔''

ملاحظہ: مسئلہ رفع یدین دوپہر کے دن کی طرح واضح اور روشن ہو چکا ہے کہ یہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی پیاری سنت ہے اور اس سنت پر حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ بھی عمل کرتے رہے ہیں اور اپنے مریدوں کو عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، ہم نے اس مسئلہ کو اتنی وضاحت سے اس لئے بیان کیا ہے کہ میرے پیارے مسلمان بھائی اور بہنیں اپنی نماز کے حسین چہرے کو سنت رفع الیدین کے غازے سے زیادہ خوبصورت، زیادہ پیارا اور زیادہ دلکش بنا لیں۔ اور جو پھر بھی محروم رہیں وہ رفع الیدین کو اپنے پیارے رسول ﷺ کی سنت جانتے ہوئے اسے حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھیں، اور رفع الیدین کرنے والوں پر اعتراض نہ کریں، بلکہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ارشاد "اَحَبُّ اِلَیَّ" (رفع یدین کرنے والا مجھے محبوب ہے) کے مطابق ان سے محبت کریں، اور خود بھی رفع یدین شروع کر دیں، کہ سنت مؤکدہ ہے۔

لڑو جھگڑو نہیں

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلٰوةِ الَّتِیْ لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا" (بیہقی)

''اس نماز کی فضیلت جس کے واسطے (وضو میں) مسواک کی گئی ہے اس نماز کے اوپر جس کے واسطے (وضو میں) مسواک نہیں کی گئی ستر درجے ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ مسواک والی نماز غیر مسواک والی نماز سے ستر گناہ زیادہ فضیلت اور ثواب رکھتی ہے۔ اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر ایک شخص اپنی نماز کو ستر درجے فضیلت والی بنانے کے لئے وضو میں مسواک بھی کرتا ہے۔ تو کیا آپ اس کو مسواک کرنے سے منع کریں گے؟ لڑیں جھگڑیں گے؟ کہ یہ شخص اپنی نماز کو فضیلت اور درجے والی کیوں بناتا ہے؟ آپ یقیناً اس کے مسواک کرنے پر معترض نہیں ہوں گے اسی طرح یہ بات بھی خوب سمجھ لیں کہ جو شخص نماز میں رفع یدین کرتا ہے، اس کی نماز کی فضیلت اور ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اگر آپ فعل مسواک پر (جو فضیلت نماز پر دال ہے) اعتراض نہیں کرتے، تو رفع یدین پر (جو سنت رسول ﷺ ہونے کے سبب فضیلت نماز کا موجب ہے) کیوں معترض ہوتے ہیں۔؟

دیکھئے! حضور انور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے میری سنت (پر عمل کر کے اس) کو دوست رکھا، اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے مجھ کو دوست رکھا، وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

ہر مسلمان رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھے

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

﴿مَاۤ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾

''یعنی رسول ﷺ تم کو جو بھی دیں، اسے لے لو''

حضور انور ﷺ نے خدائی حکم "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" پر عمل کر کے نماز کی صورت اور ہیئت

ہم کو بتا دی اور فرمایا:

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ"

''اس طرح نماز پڑھو، جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ شروع سے آخر تک، یعنی تکبیر اولیٰ سے سلام پھیرنے تک پوری کی پوری نماز حضور ﷺ کی طرح پڑھنی چاہیئے، ہر ہر حرکت پاک اپنانی اور عمل میں لانی چاہیئے، اُمت میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ رحمت عالم ﷺ کے صحیح سند سے ثابت شدہ طریقے میں سے کچھ لے لے، اور کچھ دانستہ چھوڑ دے، یا ان پر قدغن لگا دے۔ ایسا کرنے کے خیال سے بھی لرز جانا چاہیئے۔

کسی سول ہسپتال کا چیف میڈیکل آفیسر مرض کی تشخیص کر کے مریض کے لئے نسخہ تجویز کرے۔ اور نسخہ بنواتے وقت اگر مریض کمپونڈر سے کہے کہ نسخے میں آخر کی تین دوائیں نہ ڈالو، باقی دواؤں سے نسخہ تیار کردو۔ ظاہر ہے کہ اس نسخے کے استعمال سے مریض اصولاً شفا کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ اور جب نسخہ تجویز کرنے والے ڈاکٹر کو مریض کی اس حرکت کا علم ہوگا، تو وہ اس پر سخت ناراض ہوگا اور اس کے معالجہ سے دست کش ہوجائے گا۔

حضرت رحمت عالم ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾ "وہ اللہ کی وحی سے بولتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں'' پھر آپ جو نسخہ اپنی مریض امت کے لئے تجویز کرتے ہیں وہ وحی سے ہی کرتے ہیں۔ امت میں سے اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے مرکب نسخہ میں سے کچھ حصہ کاٹ دے اور باقی کو استعمال کرے تو وہ ایمان کی شفا کہاں تک پائے گا؟ اور اس کی یہ جسارت کیا کہلائے گی؟

دیکھیئے! یہ ہے ہمارے سامنے حدیث کی چوٹی کی کتاب صحیح مسلم شریف۔

اس کے اندر

پہلی حدیث: ترجمہ۔ زہری حضرت سالم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اسی طرح رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اور سجدوں کے درمیان ایسا نہ کرتے۔ (صحیح مسلم)

دوسری حدیث: ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب جماعت کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے۔ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو ایسا ہی کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کرتے۔ (صحیح مسلم)

تیسری حدیث: ترجمہ۔ ابوقلابہؒ سے روایت ہے، انہوں نے مالک بن حویرثؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز پڑھی تو تکبیر کہی پھر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر رکوع کا قصد کیا تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

چوتھی حدیث: ترجمہ۔ مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، تو ایسا ہی کرتے۔ یعنی دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (صحیح مسلم)

یہ چاروں حدیثیں دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہیں۔ بڑی صحیح ہیں۔ کسی پر کوئی حرف نہیں آیا۔ کوئی جرح نہیں ہوئی۔

ان میں سے دو حدیثیں بروایت عبداللہ بن عمرؓ اور ابوقلابہؒ لفظ بہ لفظ صحیح بخاری میں بھی ہیں اور صحیح بخاری کے متعلق ساری امت کا فیصلہ ہے کہ اس کی صحت بعد قرآن مجید مسلم ہے۔ تو رفع یدین کے مسئلہ کی صحت بھی بعد کلام اللہ مسلم ہوئی۔ ع

دم اعجاز سے ویرانے بھی آباد ہوئے

پانچویں حدیث: ابوحمید ساعدیؓ کی مشہور حدیث جس میں انہوں نے حضور انور ﷺ کی نماز دس صحابہؓ کے روبرو بیان کی اور بتایا کہ حضور ﷺ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ پھر (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع

یدین کرتے تھے۔ ابوحمید ساعدیؓ جب نماز رسول ﷺ بیان کر چکے تو دس صحابہؓ نے کہا "صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ" تم نے سچ کہا، حضور ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث ابوداود، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ میں ہے اور صحیح ہے۔

اس حدیث سے بھی روز روشن کی طرح رفع یدین کا کرنا ثابت ہو گیا۔ اور كَانَ يُصَلِّي استمرار کے لئے آتا ہے جس کے معنی کہ حضور ﷺ ہمیشہ کرتے تھے۔ كَانَ يَرْفَعُ کے الفاظ میں استمرار یعنی ہمیشگی پائی جاتی ہے کہ حضور ﷺ ساری عمر رفع یدین کرتے رہے ہیں۔ زادالمعاد اور تلخیص میں ہے:

"فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى"

کہ "حضور ﷺ تا وفات رفع یدین کرتے رہے"

الحاصل اور بہت سے دلائل اثبات رفع یدین کے متعلق موجود ہیں۔ پھر اس بات پر کس قدر افسوس ہے کہ صرف پہلی بار کا رفع یدین مذکورہ احادیث سے لے لیا گیا ہے اور باقی تین جگہوں کا چھوڑ دیا گیا ہے کیا یہ بے انصافی نہیں ہے؟ دین میں دخل نہیں ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے "مرکب نسخہ" سے ایک جزء لے لیا اور تین اجزاء ترک کر دیئے۔ اور پھر یہ مرکب نسخہ (چار جگہوں پر رفع یدین کرنا) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے جس کے تجویز کرنے والے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ کی خدائی سند رکھتے ہیں۔ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ سے تکلم زا ہیں۔ اس ہستئ پاک سید ولد آدم ﷺ کے نسخہ میں کاٹ چھانٹ، آبِ حیات کے چار جرعوں میں سے ایک نوش کرنا اور باقی تینوں کا جواز محل نظر ٹھہرانا دنیائے ضمیر میں اس روش کا کیا مقام ہے۔؟

ہم رفع یدین سے محروم بھائی کی خدمت میں بڑے خلوص اور محبت سے عرض کرتے ہیں کہ وہ جناب رحمت عالمیاں ﷺ کی اس پیاری سنت کو ضرور اپنا لیں، عمل میں لائیں اور کسی کے کہے کہائے اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ یاد رہے کہ جتنی عظمت اور عزت حضور ﷺ کی ذات اقدس کی ہے بالکل اتنی ہی آپ ﷺ کی سنت کی ہونی چاہئے۔

سرتاج اَحناف حضرت امام محمدؒ کا نعرۂ حق

رفع الیدین برحق

حضرت امام محمدؒ جو احناف کے مسلمہ امام ہیں سارا ذخیرہ حنفی مذہب کا ان ہی کی محنت شاقہ اور مساعی کا نتیجہ ہے۔ آپ امام ابوحنیفہؒ کے قابل فخر شاگرد ہیں۔ آپ اپنی مشہور کتاب موطأ امام محمد رفع یدین کی صحیح حدیث لائے ہیں۔ باب افتتاح الصلوٰۃ ملاحظہ ہو:

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" (مؤطا امام محمدؒ)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے، تو رفع یدین کرتے۔ اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو رفع یدین کر کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے۔"

دیکھا آپ نے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مایۂ ناز شاگرد حضرت امام محمدؒ نے حضور ﷺ کی صحیح حدیث اپنی کتاب مؤطا میں لا کر تسلیم کر لیا کہ رفع یدین ان کے نزدیک سنت صحیحہ ثابتہ ہے۔ اب تو برادران احناف کو بھی یہ سنت اپنا لینی چاہئے۔

آخر میں متذکرہ الصدر دلائل کے زور سے ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہر مسلمان رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھے۔ کیونکہ اس کے بغیر نماز کا یقیناً نقصان ہے۔

سجدے کی معراج

---

(۱) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۲) یہ حدیث صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث وائل بن حجرؓ جو اس کے معارض ہے وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا صحیح طریقہ یہی ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت ہاتھ پہلے رکھے جائیں۔

جب آپ قومے میں اطمینان سے دعا پڑھ چکیں تو پھر ربُّ الارباب کے حضور اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں گریں۔ گرنے کی صورت یہ ہے:

"عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ"(ابوداود، نسائی)[1]

''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، کہ جب آپ سجدہ کرتے، تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنے سے پہلے اٹھاتے''

معلوم ہوا کہ قومہ سے سجدہ میں گرتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے چاہئیں، پھر ہاتھ۔ جمہور ائمہ حنفی، شافعی اور احمد کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو گھٹنوں سے ابتدا کرتے۔

ایک حدیث اس طرح بھی آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ" (ابوداود)[2]

''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔''

اس حدیث میں اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت ہے اور اونٹ بیٹھتے وقت پہلے ہاتھ رکھتا ہے۔ اور اس حدیث میں پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم ہے۔ آخر حدیث اول کے مخالف ہوئی۔ اور اس حدیث کو بیکار بھی نہیں چھوڑا جاسکتا۔ اسی لئے امام مالکؒ اور اوزاعیؒ اور ایک جماعت علماء کی اس حدیث پر عامل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس حدیث پر عمل کی صورت اس طرح بتائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حدیث کا مقصود تخصیص اور استثناء ہے۔ کیونکہ اونٹ کے بیٹھنے میں کئی باتیں ہیں۔ (۱) دونوں ہاتھوں کا پہلے رکھنا (۲) دونوں ہاتھوں پر زور دینا (۳) دونوں پاؤں کھڑے رکھنا۔ تو ممانعت ان سب اَوصاف سے ہے۔ باستثناء امر اول کے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ جب زمین کے قریب ہو جائیں اور گھٹنے مڑ جائیں تو ہاتھ پہلے رکھ لیں۔ پھر گھٹنے۔

الحاصل: ترجیح پہلی حدیث کو ہے۔ ابوسلیمان خطابی نے فرمایا ہے کہ وائل بن حجرؓ کی حدیث اس حدیث سے زیادہ ثابت ہے۔ پس اکثر عمل حدیث وائلؓ پر چاہئے۔ اور اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طریقہ کے مطابق زمین سے قریب ہوکر گھٹنے موڑ کر ہاتھ پہلے اور گھٹنے پیچھے رکھ لے، تو درست ہے ہم قدغن نہیں لگا سکتے۔ حضرت مولانا محمد جونا گڑھیؒ نے ''صلوٰۃ محمدی'' میں دونوں طریقوں کو درست لکھا ہے:

(۱) سجدے میں پیشانی اور ناک زمین پر ٹکائیں۔ (صحیح بخاری)

(۲) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھیں۔ (ترمذی)

(۳) سجدے میں دونوں ہاتھوں کا کندھوں کے برابر رکھنا بھی آیا ہے۔ (مسلم)

(۴) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری سے ملا کر رکھیں۔ (حاکم)

(۵) سجدے میں دونوں ہتھیلیاں اور گھٹنے خوب زمین پر ٹکائیں۔

(۶) پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے رکھیں اور قدم بھی دونوں کھڑے رہیں۔ (صحیح بخاری)

(۷) بیہقی میں ایڑیوں کا ملانا بھی آیا ہے۔

(۸) سجدے میں سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھیں۔ پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھیں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسری سے الگ الگ رکھیں۔ (ابوداود)

(۹) سجدے میں کہنیوں کو نہ تو زمین پر ٹکائیں، نہ کروٹوں سے ملائیں بلکہ زمین سے اونچی کروٹوں سے الگ کشادہ رکھیں۔ (صحیح بخاری)

انتباہ: سجدہ کرتے وقت تمام عورتوں اور مردوں کو ہدایات مذکورہ کی پوری پوری پابندی کرنی چاہئے تاکہ سجدہ مسنون ہو۔

سجدہ سات اَعضاء پر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ" (متفق علیہ)

''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی پر، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے پنجوں پر''

ہر بہن بھائی کو ضروری ہے کہ وہ سجدے میں ان سات اعضاء کو خوب زمین پر ٹکا کر رکھیں اور اطمینان سے سجدے کو پورا کریں۔

عورتیں بازو نہ بچھائیں

بہت عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتی ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں۔ اور دونوں قدموں کو بھی زمین پر کھڑا نہیں کرتیں۔ واضح ہو کہ یہ طریق رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت پاک کے خلاف ہے۔ سنئے! حضرت انسؓ کی روایت سے بخاری، مسلم میں حضور انور ﷺ فرماتے ہیں:

"لَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ" (بخاری، مسلم)

یعنی ''تم میں سے کوئی (مرد ہو یا عورت) اپنے بازوؤں کو (سجدے میں) کتے کی طرح نہ بچھا دے''

حضور ﷺ کے اس فرمان سے صاف صاف عیاں ہے، کہ نمازی کو (خواہ مرد ہو یا عورت) اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہنیاں یعنی بازو زمین سے اٹھا کر رکھنے چاہئیں اور پیٹ بھی رانوں سے جدا رہے اور سینہ زمین سے اونچا ہو۔

میری معزز مسلمانو بہنو! توجہ سے سنو! اپنے پیارے رسول پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز پڑھو، ایک روایت اسی مضمون کی صحیح مسلم میں ہے۔ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں اور مسلمان مردوں عورتوں کو یکساں سناتے ہیں:

"فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ" (مسلم)

''یعنی سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو، اور اپنی کہنیاں بلند کرو''

امید ہے کہ فرمان رسول ﷺ سن کر آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔ اس لئے میری بہنوں کو چاہئے کہ وہ سجدے میں اپنے پیارے نبی ﷺ کے کہنے پر اپنے بازوؤں کو اونچا رکھا کریں، اور انہیں پہلوؤں سے بھی جدا رکھیں۔ پیٹ بھی رانوں سے علیحدہ رہے۔ سجدے میں پاؤں بھی زمین پر کھڑے ہوں۔ اور انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف مڑے ہوئے۔

نہایت درجہ قربِ خدا

"عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ" (مسلم)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: دراصل بندہ اپنے رب سے بہت نزدیک اس حال میں ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے پس (سجدے میں) بہت دعا کرو۔''

ملاحظہ: اللہ تعالیٰ تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے میں سب سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ سجدے میں خدا کا انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے۔ خدائے قدوس کی خوشی اور رضامندی کا دریا موجیں مارتا ہے۔ قبولیت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔ خاک آلودہ پیشانی کو خدا کی رحمت سجدے میں چومتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے سجدے میں کثرت دعا کا حکم دیا۔ پس سب بھائیوں اور بہنوں کو چاہئے کہ سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے نہایت خضوع اور خشوع سے بڑے شوق اور حضور سے تسبیحیں پڑھیں کہ سجدے کی معراج ہی مومن کو مدارج اعلیٰ تک پہنچاتی ہے۔

مومن کو سجدے میں دیکھ کر شیطان روتا ہے

سجدے میں بہشت

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت صحیح مسلم میں ہے۔حضور انور ﷺ فرماتے ہیں ۔ جب آدم کا بیٹا (مومن) سجدے کی آیت پڑھتا ہے۔ پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہوکر کہتا ہے۔اے مصیبت مجھے! آدم کا بیٹا سجدے کا حکم کیا گیا اس نے سجدہ کیا، پس اس کے لئے بہشت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لئے آگ ہے۔(مسلم)

ملاحظہ: شیطان خدا کے حکم سجدہ سے نافرمان ہوکر جہنمی ہوا۔ہمیں بھی پانچوں نمازوں میں سجدے کا حکم ہے۔اس سجدے کے حکم کی بجاآوری سے ہم اس وقت عہدہ برآ ہوں گے جب ہم باقاعدہ پانچوں نمازیں وقت پر پڑھیں گے۔اگر ہم نے کوئی نماز ترک کی تو سجدے کے نافرمان ہوں گے۔

بہشت میں رسولِ خدا ﷺ کا ساتھ

ربیعہ بن کعبؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں رات گزارتا تھا۔ آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور آپ ﷺ کی (دیگر) ضرورت (مسواک وغیرہ) لاتا تھا۔حضور ﷺ نے مجھ سے (ایک رات خوش ہوکر) فرمایا۔ (کچھ دین و دنیا کی

(۱) اس دعا میں حضور ﷺ نے خدا کے ایک حکم کی تعمیل کی ہے۔خدا نے فرمایا ہے: ”فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (پس پاکی بیان کریں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگیں!) آپ ﷺ نے خدا کے اس حکم کو نماز میں جھک کر (رکوع اور سجدے میں) بجا لائے۔ اللہ کے امر کے مطابق آپ ﷺ نے اس دعا میں اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بھی کی ہے اور بخشش بھی مانگی ہے۔ ہماری جانیں اور ماں باپ آپ پر قربان۔ خدا کے اسرار و اوامر کو سمجھنے اور عمل کرنے میں آپ ﷺ کا مقام کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔ (محمد صادق)

بھلائی سے) مانگو! (تاکہ خدا کی جناب میں تمہارے لئے عرض کروں) میں کہا۔آپ سے آپ کی رفاقت بہشت میں چاہتا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا۔کچھ اس کے سوا؟ میں نے کہا۔بس وہی! پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

”فَأَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ“ (مسلم)

”پس اپنے لئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔“

جس طرح معالج مریض سے کہے کہ حصولِ شفا کے لئے میں تیرے لئے کوشش کرتا ہوں اور تو میری ہدایات کے مطابق دوا کے استعمال اور پرہیز کے ساتھ میری مدد کر۔اسی طرح حضور انور ﷺ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہ میں تیرے حصول مدعا کے لئے دعا سے کوشش کرتا ہوں، اور تو سجدوں کی کثرت سے میری کوشش میں میری مدد کر اس طرح تجھے بہشت میں میری رفاقت حاصل ہوگی۔

معزز ناظرین! اگر ہم چاہتے ہیں کہ آخرت میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔تو ہمیں پوری پانچوں نمازیں ادا کرتے رہنا چاہئے۔تاکہ ہمیں سجدوں کی کثرت حاصل ہو۔ بلکہ تحیۃ الوضوء، تہجد اور نماز تسبیح کے پڑھنے سے سجدوں کی کثرت میں اضافہ کرنا چاہئے اور ہر نماز کے ہر سجدے میں خلوص، حضور اور اطمینان کو سجدے کی جان سمجھیں۔

سجدوں سے درجات کی بلندی

حضرت ثوبانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بہشت میں لے جانے والا عمل پوچھا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

”عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ سَجْدَةً لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً“ (رواہ مسلم)

”اپنے اوپر (خالص) اللہ کے لئے سجدوں کی کثرت کو لازم کرلو کیونکہ جب بھی تم (خالص) اللہ کے لئے سجدہ کروگے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تمہارے درجے کو بلند کرے گا، اور اس کے ذریعہ تمہارے گناہوں کو مٹادے گا۔“

ملاحظہ: جو شخص پانچوں نمازوں کے سجدوں کو بڑے خلوص، اطمینان اور آرام سے پورا کرتا ہے، وہ کثرت سجود کا عامل بن جاتا ہے اور نماز تسبیح، تہجد، اشراق، شکرالوضوء کے سجدے فرض نمازوں کے سجدوں کے ساتھ مل کر لیلائے مقاصد کے حسن و جمال کو دوبالا کردیتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ عورتیں اور نیک بخت ہیں وہ مرد جنہیں دنیا میں یہ دولتِ عمل حاصل ہے۔

سجدے کی دعائیں

مندرجہ ذیل دعائیں نبیٔ رحمت ﷺ سجدے میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ بھی انہیں یاد کرلیں اور اپنے اَوقات واَحوال اور قلب کی واردات کے پیشِ نظر جو چاہیں پڑھ لیا کریں۔ کم ازکم تین بار پڑھیں جو ادنیٰ درجہ ہے۔ دس بار تک بھی پڑھ سکتے ہیں۔

پہلی دعا

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی سجدہ کرے تو یہ دعا تین بار پڑھے۔ اور یہ (تین بار پڑھنا) سب سے کم درجہ ہے۔ (ترمذی)

"سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی" ......"پاک ہے میرا بلند پروردگار"

دوسری دعا

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے۔

"سُبۡحٰنَكَ (1) اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِكَ اللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ" (بخاری، مسلم)

"پاک ہے تو یاالٰہی! اے ہمارے پروردگار! اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم تیری تعریف کے ساتھ۔ یاالٰہی! بخش دے مجھ کو"

تیسری دعا

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

"سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّ الۡمَلٰئِكَةِ وَالرُّوۡحِ" (مسلم)

"بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے فرشتوں کا پروردگار اور روح کا (جبرئیلؑ کا پروردگار)"

چوتھی دعا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ اپنے سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

"اللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذَنۡبِیۡ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ" (مسلم)

"یاالٰہی! میرے سب گناہ بخش دے، چھوٹے اور بڑے، اگلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ"

انتباہ: رکوع اور قومے کی طرح سجدے کی طمانیت بھی فرض ہے بڑے اطمینان، چین، خضوع اور حضور سے مزے مزے تسبیحیں پڑھیں۔ سجدے میں سر رکھتے ہی کتر کتر کر تسبیحیں پڑھ کر فوراً اٹھنے کی کرنا طمانیت ناآشنائی ہے۔

پانچویں دعا

"اللّٰهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِیۡ وَخَيَالِیۡ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِیۡ اَبُوۡءُ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَهٰذَا مَا جَنَيۡتُ عَلٰی نَفۡسِیۡ يَا عَظِيۡمُ يَا عَظِيۡمُ اِغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّهٗ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ الۡعَظِيۡمَةَ اِلَّا الرَّبُّ الۡعَظِيۡمُ"

"یاالٰہی! تیرے لئے سجدہ کیا میرے ظاہر نے اور میرے باطن نے اور میرا دل تجھ پر ایمان لے آیا۔ میں تیری نعمتوں کا جو مجھ پر ہیں اقرار کرتا ہوں اور یہ (تیرے آگے) میرے وہ گناہ ہیں جو میں نے اپنی ذات پر کئے ہیں۔ اے عظمت والے!

اے سب سے بڑے! تو مجھے بخش دے۔ کیونکہ بڑے گناہوں کو بڑے پروردگار کے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔'' (حصن حصین)

چھٹی دعا

"اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا" (حصن حصین)

''اے اللہ! تو میرے دل میں (اپنا) نور بھردے اور میرے کان میں روشنی کر اور میری آنکھ میں روشنی کر اور میرے سامنے (بھی) روشنی کر اور میرے پیچھے (بھی) روشنی کر اور میرے نیچے روشنی کر۔ اور میری (ہدایت) روشنی کو بڑھا دے۔''

ساتویں دعا

"سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبْرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ أَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ"

''پاک ہے اللہ (شرک سے) جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا بادشاہ ہے۔ بڑی عزت اور قدرت والا ہے۔ پاک ہے (شرک سے) وہ زندہ معبود جو کبھی نہیں مرے گا (اللہ!) میں پناہ مانگتا ہوں تیرے عفو کے ذریعے تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعے تجھ سے برتر ہے تیری ذات'' (حصن حصین)

آٹھویں دعا

"رَبِّ اَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ" (حصن حصین)

''اے میرے رب! میری جان کو اس کی پرہیزگاری عطا کر اور اس کو پاک کر! تو بہتر پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا مالک اور مولیٰ ہے۔ الٰہی! میرے پوشیدہ اور ظاہر (تمام) گناہوں کو بخش دے۔''

نوویں دعا

"اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا اثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" (مسلم)

''اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں تیری رضا مندی کے ذریعے تیرے غصے سے اور تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے میں تیری تعریف گن نہیں سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف (خود) فرمائی ہے۔''

دسویں دعا

"اللّٰهُمَ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ فَاَحْسَنَ صُوَرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ" (مسلم)

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی فرمانبردار ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی تو کیا ہی اچھی صورت بنائی۔ اور اس کے کان اور آنکھ کو کھولا۔ اللہ بہت برکت والا أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ہے۔''

رکوع اور سجدے میں پیٹھ سیدھی کرنے کا حکم

رکوع میں بندہ اپنے مالک کے آگے جھکتا ہے۔ کمر دوہری کرکے اپنی عبودیت اور غلامی کی شہادت دیتا ہے۔ اسی طرح سجدے میں اپنی پیشانی خاک پر رکھ کر معبود برحق کے حضور اپنی

عاجزی، ناتوانی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ رکوع اور سجدہ نماز کی روح رواں ہونے کے سبب بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔اس لئے انہیں پورے قاعدے،ضابطے سے پایۂ تکمیل کو پہنچانا چاہیئے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے آگے رکوع اور سجدہ میں کمر کو بالکل سیدھی کریں۔ تا کہ عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے زیادہ ہونے کے سبب غلامی کے حسن کو چار چاند لگیں۔ بندے کو مالک کے آگے انتہائی عاجز بنانے کے لئے رحمت دو عالم ﷺ نے اس بارے میں تاکیدی حکم دیا ہے:

"يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ" (ابن ماجہ)

''اے مسلمانو! (سنو!) جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھی نہیں کرتا، اس کی نماز نہیں ہوتی''

حضور ﷺ کے اس تاکیدی حکم کے پیش نظر ہر مسلمان بھائی اور بہن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنی کمر کو پوری طرح سیدھی کرے۔ اتنی سیدھی کہ اس سے زیادہ سیدھی نہ ہو سکے۔ اپنے مالک کو دکھادے کہ اس کا غلام انتہائی عاجزی سے بخشش مانگ رہا ہے۔ یاد رہے کہ جو دانستہ اِن مقامات میں اپنی کمر کو سیدھی نہیں کرتا، وہ لَا صَلٰوةَ کے فرمان نبوی ﷺ کی رو سے اپنی نماز ضائع کرنے والا ہے۔''

جلسے کا مقام

ابوحمید ساعدیؓ کی روایت میں ہے:

"ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيُثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَسْجُدُ" (ابوداود، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ)

''پھر رسول اللہ ﷺ (سجدے سے) اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر (یعنی بچھا کر) اس پر بیٹھتے۔ پھر سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے کی طرف پھر آتی اور برابر ہو جاتی۔ (پہلے سجدے سے سر اٹھا کر نہایت آرام و اطمینان سے بیٹھ کر، اور دعا جو آگے آتی ہے پڑھ کر) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے''

غور فرمایا آپ نے؟ کہ رسول خدا ﷺ سجدے سے سر اٹھا کر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر آرام سے بیٹھتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر پہنچتی۔اس بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ یہ جلسہ بھی رکوع، قومے اور سجدے کی طرح فرض ہے۔ ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے نماز پڑھی، اور اس نے جلسے کی رعایت ملحوظ رکھی پورے آرام اور اطمینان سے نہ بیٹھا۔تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" (متفق علیہ) ''پھر سے جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی''

اس نے تین یا چار بار پڑھی اور حضور ﷺ نے ہر بار اس سے یہی فرمایا کہ پھر سے جا کر نماز پڑھ۔ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ آخر اس نے کہا کہ حضور ﷺ! مجھے سکھا دیجئے! پھر حضور ﷺ نے جہاں اس کے رکوع، قومے اور سجدے کو بغیر طمانینت کے ظاہر کیا، اسی طرح جلسے کے متعلق فرمایا:

"ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ" (متفق علیہ)

''پھر سجدے سے اپنا سر اس قدر اٹھا کہ اطمینان خاطر سے بیٹھ جاوے۔ پھر (دوسرا) سجدہ کر''

جلسے کی تاکید شدید

حضور انور ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسہ میں بیٹھے اور نہ بیٹھنے والے کی نماز کی نفی فرمائی۔لیکن افسوس! کہ عام لوگوں کو جلسہ کا پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ از بسکہ جلسہ نماز میں فرض ہے اور اس میں طمانینت بھی فرض ہے اور نماز کے لئے دوسرے ارکان ثلثہ کی طرح ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے ہم معزز بھائیوں اور بہنوں کو سخت تاکید کرتے ہیں کہ وہ قومے کی طرح جلسے کا بھی خاص طور پر دھیان رکھیں۔ خبردار! جلسہ ترک نہ ہونے پائے، بلکہ پورے اطمینان سے بیٹھ کر رسول خدا ﷺ کے ارشاد پاک کے مطابق دعائے ذیل مزے مزے سے پڑھیں۔

جلسہ میں پڑھنے کی مسنون دعا

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ"

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان (یہ) کہتے تھے:''

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" (ابوداود، ترمذی)

''اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو ہدایت دے اور مجھ کو عافیت کے ساتھ رکھ اور مجھ کو روزی عطا فرما۔''

''حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان (یہ) کہتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ'' (نسائی، دارمی) ''اے پروردگار! مجھ کو بخش دے''

ابن ماجہ کی روایت میں رَبِّ اغْفِرْلِيْ جلسہ میں تین مرتبہ کہنا آیا ہے اور حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ کی غُنیۃُ الطَّالِبِیْن میں اس کلمہ کو جلسے میں تین بار پڑھنا آیا ہے۔

ملاحظہ: جس کو جلسے کی پہلی دعا یاد نہ ہو، تو وہ جلسے میں تین مرتبہ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ہی پورے اطمینان سے پڑھ لیا کرے۔

دوسرا سجدہ

جب آپ پورے اطمینان سے جلسے کے فرائض سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خضوع و خشوع اور کامل اطمینان سے دعا پڑھیں، اور پھر اٹھیں۔

جلسۂ استراحت

دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے اب دوسری رکعت کے لئے آپ کو اٹھنا ہے، لیکن اٹھنے سے پہلے اور دوسرے سجدے کے بعد جلسۂ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں۔ اس کی صورت یہ ہے:

"ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْهَضُ" (ابوداود، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ)

''پھر حضور ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے (دوسرے سجدے سے) اٹھتے اور بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھتے۔ پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوتے۔''

نوٹ: جلسۂ استراحت سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھیں۔ (صحیح بخاری)

دوسری رکعت

اب آپ کو دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر دعائے افتتاح (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وغیرہ) نہیں پڑھنی ہے۔ سورہ فاتحہ اور قرآن سے کچھ پڑھ کر بدستور رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ، دوسرا سجدہ کر کے پھر اٹھ کر اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جائیں اور داہنا پاؤں کھڑا رکھیں۔

تشہد میں بیٹھنا

اس کو قعدۂ نماز بھی کہتے ہیں۔ دوسرا سجدہ کر کے اٹھ کر بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور داہنا پاؤں کھڑا رکھیں اور داہنے ہاتھ کو اپنے داہنے گھٹنے پر رکھیں اور بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھیں۔ (بلوغ المرام)

اور عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت کے اندر صحیح مسلم میں ہے کہ داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھے۔ معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے چاہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، چاہے رانوں پر۔ اب آپ قعدہ نماز میں تشہد پڑھیں۔ شہادت کے معنی ہیں صحیح اور سچی خبر کو ظاہر کرنا، جس میں دل زبان کی تصدیق کرنے والا ہو اور تشہد گواہ ہونے کو کہتے ہیں۔ چونکہ اَلتَّحِيَّاتُ کی خوبیوں بھری دعا کے اخیر میں کلمۂ شہادتین بھی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول اللہ ﷺ ہونے پر دل کی

تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ گواہ ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے اَلتَّحِیَّاتُ کو تشہد کہتے ہیں۔ اور قعدہ کے معنی بیٹھنا۔ قعدہ تشہد کے معنی ہوئے نماز کے اندر توحید و رسالت پر دل کی سچائی اور خلوص کے ساتھ گواہی دینے کے لئے بیٹھنا۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِيْ الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ“ ”تم میں سے کوئی جب (قعدہ) نماز میں بیٹھے تو اسے چاہئے کہ (یہ) کہے:

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامَ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" (متفق علیہ)

”زبان کی عبادت، بدن کی عبادت، اور مال کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اے نبی! تم پر سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔“

مسئلہ رفع سبابہ

قعدۂ تشہد میں بیٹھ کر جب آپ التحیات پڑھتے ہوئے کلمۂ شہادت پر پہنچیں، تو انگشت شہادت سے اشارہ کریں۔ نماز میں انگلی کا اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے۔ تشہد میں اللہ کے حضور دو زانو بیٹھ کر کلمۂ شہادت پڑھنا خدا کی وحدانیت کا قولی اقرار ہے، اور قولی اقرار کے ساتھ ہی انگلی کا اٹھانا توحید الٰہی کا فعلی اقرار ہے۔ سنت رفع سبابہ کی عظمت اور جلالت شان کا آپ اس امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں:

"هِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ يَعْنِى السَّبَابَةَ"

(تشہد میں) شہادت کی انگلی کا اٹھانا شیطان پر لوہے (کے نیزہ مارنے) سے زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد)

اب اس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے ملاحظہ فرمائیں:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِاَصْبَعِهٖ إِذَا دَعَا"

”عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد پڑھتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔“ (ابوداود، نسائی)

"وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِيْ الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِيْ الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا"

”حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں قعدہ کے لئے بیٹھتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے قریب ہے، اٹھاتے، اس سے دعا مانگتے۔ (مسلم)

"وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى"

”عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے۔ اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی کے بیچ میں رکھتے۔“ (مسلم)

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ثُمَّ جَلَسَ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ" (ابوداود)

”پھر رسول خدا ﷺ (سجدے کے بعد التحیات پڑھنے کے لئے) بیٹھے اور (انگوٹھے کو بیچ کی انگلی کے وسط میں رکھ کر) حلقہ بنایا پھر اپنی (شہادت کی) انگلی اٹھائی۔“

رسول اللہ ﷺ کی سنت رفع سبابہ کو ناظرین اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ آپ ﷺ

نے تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھائی ہے اس لئے میرے تمام بھائیوں اور بہنوں کو ضرور چاہئے کہ اپنے پیارے رسول پاک ﷺ کی پیاری سنت پر عمل کرتے ہوئے اَلتَّحِیَّات میں انگلی اٹھائیں۔اس طرح کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچیں تو اپنے انگوٹھے کو درمیانی انگلی کے بیچ میں رکھ کر حلقہ بنا کر انگشت شہادت کو اَشْھَدُ کہتے ہی اٹھائیں (کہ زبان کے ساتھ انگلی بھی توحید کی شہادت دینے لگے) اور اِلاَّ اللّٰہُ ختم کرکے گرادیں۔گویا بارگاہ ربُّ الاَرباب میں غلام دوزانو بیٹھ کر اپنے قول و فعل سے اس کی وحدانیت کی صدق دل سے گواہی دے، تاکہ دل کی تصدیق سے زبان کی شہادت علاّم الغیوب کی رضا کا موجب ہو۔اور شہادت کی نیت سے انگلی کی تلوار بے نیام (یعنی کھڑی) ہو کر شیطان کو مجروح و مایوس کردے۔

انگلی اٹھانے کی کیفیت

تشہد میں انگلی کا اٹھانا تو یقیناً ثابت ہوا۔اب اس بات کی مزید تحقیق کرتے ہیں کہ انگلی اٹھانے کی صورت اور کیفیت کیا ہے۔گزارش ہے کہ تشہد کے معنی ہیں، گواہ ہونا اور اَلتَّحِیَّات میں دو گواہیاں دی جاتی ہیں۔"أشْھَدُ أنْ لاَاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَأشْھَدُ أنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اس لئے اَلتَّحِیَّات کو تشہد کہا جاتا ہے۔اس لحاظ سے امام شافعیؒ کے نزدیک اِلاَّ اللّٰہُ کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرنا آیا ہے، کہ زبان جب توحید کی گواہی دے تو انگلی فعلی گواہی دے کہ اللہ ایک ہے۔ایسے ہی حنفیہ کے نزدیک بھی تہلیل کے وقت انگلیاں بند کرکے اشارہ کرے۔

لیکن جب ہم احادیث صحیحہ پر غور کرتے ہیں، تو کسی حدیث سے لاَاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کے وقت اشارہ کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ایسے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو انگشت شہادت سے اشارہ کئے ہوتے۔یعنی شروع اَلتَّحِیَّات سے آخر تک اشارہ کئے رہتے۔

صحیح مسلم میں ہے:

"كَانَ إذَا جَلَسَ فِیْ الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْیُمْنٰی الَّتِیْ تَلِیْ الاِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا"

"جب حضور ﷺ نماز میں بیٹھتے، تو دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے۔اور داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے۔اس سے دعا کرتے"

یہ عبارت بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں بیٹھ کر دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے، اور اس وقت ہی انگلی کا اشارہ بھی شروع کردیتے فَدَعَا بِهَا دعا کرتے انگلی کے ساتھ۔یعنی جب تک انگلی کھڑی رکھتے دعا پڑھتے رہتے۔اور ساری اَلتَّحِیَّات دعا ہی ہے۔تو بہتر طریق انگلی اٹھانے کا یہ ہوا کہ اَلتَّحِیَّات میں بیٹھتے ہی انگوٹھے کو درمیان کی انگلی کی جڑ میں رکھ کر باقی انگلیاں بند کرکے انگشت شہادت کو کھڑی کردیں، اس طرح کہ ذرا خم رہے۔کہ ابوداود میں قَدْ حَنَّاهَا شَیْئًا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔کہ حضور ﷺ انگلی کو تھوڑا سا جھکائے ہوئے تھے۔لَا یُجَاوِزُ بَصَرَهٗ اِشَارَةً۔ اپنی نگاہ اشارہ کے مقام پر رکھتے۔تو خمیدہ انگشت کے اشارے سے ساری التحیات پڑھیں۔جب التحیات ختم کرلیں تو پھر انگلی رکھ دیں۔

اسی طرح وائل بن حجرؓ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا اَلتَّحِیَّات میں بیٹھنا اور انگلی سے اشارہ کرنا بیان کیا گیا ہے۔

حضرت وائلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (دوسرے سجدہ سے اٹھ کر) بیٹھتے اور (چھنگلیا اور اس کے پاس والی دو انگلیوں کو بند کرتے اور (انگوٹھے اور بیچ والی انگلی سے) حلقہ بناتے اور کلمے والی انگلی سے اشارہ کرتے۔(ابوداود)

اس حدیث سے بھی اور جتنی حدیثیں اشارہ کے متعلق آئی ہیں سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اَلتَّحِیَّات میں بیٹھتے ہی آپ حلقہ بنا لیتے اور انگلی سے اشارہ کرنے لگتے۔اور اَلتَّحِیَّات پڑھتے جاتے، جو دعا، ذکر اور تشہد پر مشتمل ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ابوداود اور دارمی کے حوالے سے حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں یُحَرِّكُهَا بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلی اٹھائی، اور اس کو ہلاتے تھے اور اس حدیث کے آگے ہی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت میں ہے کہ تشہد پڑھتے وقت حضور ﷺ انگلی سے اشارہ کرتے۔وَلاَ یُحَرِّكُهَا۔اور اسے ہلاتے نہ تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انگلی کو رفع کے دوران ہلانا بھی درست ہے اور نہ ہلانا بھی درست

ہے۔جس نے انگلی کبھی نہیں ہلائی اس کو کبھی ہلانی بھی چاہئے۔ تا کہ حضور پرنور ﷺ کی انگلی ہلانے کی سنت پاک پر بھی عمل ہوتا رہے۔اور سنت زندہ رہے۔

انگلی کے ہلانے کا فلسفہ یہ ہے کہ جب انگلی کو کھڑا کیا، تو اس نے توحید کی گواہی دی کہ اللہ ایک ہے۔ وَحْدَهٗ۔ پھر جب انگلی کو بار بار ہلانا شروع کیا۔ تو اس نے بار بار ایک۔ایک ہونے کا اعلان کیا۔مثلاً دوران تشہد اگر انگلی کو سات یا آٹھ بار ہلایا تو اتنی مرتبہ ہی انگلی نے توحید کا اعلان کیا۔گویا انگلی کھڑی ہوئی اور بول بول کر ایک اللہ، ایک اللہ، کہتی رہی۔ اور نمازی کے کیف کا یہ عالم ہو کہ نظر انگلی کے رفع اور حرکت پر رکھے۔ دماغ وحدانیت کی آبشار دل پر گرائے، اور قلب عطشاں پر آبِ حیات پیتا جائے۔

رفع سبابہ مختلف فیہ نہیں

رفع سبابہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔تمام محدثین اور فقہاء تشہد میں انگلی اٹھانے پر متفق ہیں۔فقہ کی کتابوں جیسے **هدایه** ، **شرح وقایة** اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں بھی انگلی کا اٹھانا لکھا ہوا ہے۔حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ، سب کا رفع سبابہ کی سنت پر پورا پورا اتفاق ہے۔رسول خدا ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک اُمت رسول ﷺ میں سے کوئی امام یا فقیہ رفع سباب کا مخالف نہیں ہوا۔ بلکہ سب نے اس سنت پاک پر عمل کیا ہے۔لیکن افسوس نہایت افسوس! ان مولویوں پر جو مسلمانوں کو انگلی کے ساتھ توحید کی شہادت دینے کے فعل رسول سے روکتے ہیں۔ بلکہ انگلی اٹھانے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور عوام کو ان سے نفرت دلاتے ہیں اور ان کے مخالف سنت پروپیگنڈا سے رفع سبابہ کرنے پر مسجدوں میں لڑائیاں تک ہو چکی ہیں۔سنت رسول ﷺ کو مٹانے والو! شافع روز جزا کو کل کون سا منہ دکھاؤ گے؟

ناظرین! خدا آپ کو علماء ربانی کے مواعظ سے مستفید اور مشائخ حقانی کے نصائح سے مستفیض فرمائے۔عقل کی روشنی اور نور بصیرت عام کرے۔ اور آپ کو اَلتَّحِیَّات میں انگلی اٹھانے کی سنت پاک پر تا زیست عمل کی توفیق دے۔ کہ اس عمل سے آپ کی نماز کے حسن کو چار چاند لگیں گے۔اللہ بہت راضی ہوگا اور سنت کی محبت کے سبب قیامت میں نبیٔ رحمت ﷺ کی معیت حاصل ہوگی۔ امید ہے ہر نماز کے تشہد میں آپ رفع سبابہ کو مدنظر رکھیں گے!

اب قعدۂ تشہد سے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں، تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع یدین کریں۔ابوحمید ساعدیؓ کی روایت میں ہے:

"إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ" (ابوداود)

یعنی ''جب حضور ﷺ دو رکعت پڑھ کر (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔''

اب آپ تیسری اور چوتھی رکعت بدستور پڑھ کر بیٹھ جائیں۔اس آخری قعدہ میں رسول خدا ﷺ یوں بیٹھتے تھے:

"إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِىْ فِيهَا التَّسْلِيمُ اَخْرَجَ رِجْلَهٗ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شَقِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ"

---

(۱) ابوطلحہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا ﷺ صحابہؓ میں تشریف لائے، اور آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ! کیا یہ بات تمہیں خوش نہیں کرتی کہ تمہاری امت میں سے جو شخص تم پر ایک بار درود بھیجتا ہے (یعنی تمہارے لئے مجھ سے ایک بار رحمت طلب کرتا ہے) تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہوں۔اور تمہاری امت میں سے جو شخص تم پر ایک بار سلام بھیجتا ہے (یعنی تمہارے لئے مجھ سے ایک بار سلامتی طلب کرتا ہے) تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں (نسائی، دارمی)

ناظرین ! غور کریں، کہ جب وہ آخری قعدہ میں نہایت خشوع اور حضور قلب سے درود شریف پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی دس گنا رحمتوں اور سلامتیوں سے نوازتے ہوئے اور گناہوں کی گٹھری کا بوجھ دور کر کے ان کے سر پر مغفرت کا تاج رکھ کر اپنے دربار (نماز) سے رخصت کرتا ہے۔اور نماز میں ان کی دعاؤں کو قبول فرما کر دین و دنیا کی فلاح و بہبود عطا فرماتا ہے۔پس مبارک ہو نمازیوں کو مسنون نماز۔ (محمد صادق)

(ابوداود وغیرہ)

(بروایت ابوحمید ساعدیؓ جب حضور ﷺ کا وہ سجدہ ہوتا، کہ اس کے بعد سلام ہے (یعنی جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کرکے فارغ ہوتے اور تشہد وغیرہ کے لئے بیٹھتے) تو اپنا بایاں پاؤں (داہنی طرف) نکالتے اور اپنی بائیں جانب کولھے پر بیٹھتے۔ پھر (تشہد، درود اور دعا پڑھ کر) سلام پھیرتے''

نوٹ: بائیں جانب کولھے پر بیٹھنا تورک کہلاتا ہے، یہ سنت ہے ہر مسلمان کو آخری قعدہ میں ضرور تورک کرنا چاہئے۔

آخری قعدہ

آخری رکعت کے قعدے میں بیٹھنے کا مسنون طریق بھی آپ کو معلوم ہوگیا۔ جب آپ اس قعدے میں بیٹھیں، تو پہلے اَلتَّحِیَّات پڑھیں، جس طرح دوسری رکعت پڑھ کر آپ نے قعدہ میں پڑھا تھا۔ اور رفع سبابہ بھی بدستور کریں۔ اَلتَّحِیَّات ختم کرکے درود شریف ذیل پڑھیں۔ یہ درود شریف صحابہؓ کے پوچھنے پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں بتایا تھا۔ جو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی روایت سے صحیح بخاری میں موجود ہے:

"اَللّٰهُمَّ[1] صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

یاالٰہی! برکت بھیج محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف کے قابل بزرگی والا ہے۔''

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (صحیح بخاری)

''یاالٰہی! رحمت بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے تو نے رحمت بھیجی ابراہیم پر، اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف کے قابل بزرگی والا ہے۔

درود شریف کے بعد یہ پڑھیں

"عَنْ أَبِىْ بَكْرِ الصَّدِّيْقِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِىْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِىْ صَلٰوتِىْ قَالَ قُلْ:"

''حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں اپنی نماز میں (اَلتَّحِيَّات اور درود کے بعد) پڑھا کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا (یہ) پڑھا کرو:

پہلی دعا

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ"

''یاالٰہی! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی جانب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر دے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۱) دجال کے معنی ہیں، جھوٹا فریبی۔ یہ ایک بڑے فتنہ انگیز یہودی کا لقب ہے۔ جو اپنے کمال دجل سے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ چونکہ وہ گمراہی اور بے دینی کا ایک زبردست فتنہ کھڑے کرے گا۔ اس لئے اس کے فتنے سے بھی پناہ مانگی ہے۔ اس کو مسیح دجال اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ایک آنکھ ملی ہوئی ہوگی۔ یعنی کانا ہوگا۔ مسیح کے معنی یہاں کانا کے ہیں۔ اور صرف اسی صورت میں اس کے معنی کانا کے ہوں گے۔ جبکہ یہ لفظ (مسیح) دجال کے ساتھ مقید ہو۔ یعنی مسیح دجال کہیں۔ اور جب یہ لفظ (مسیح) اکیلا بولا جائے، تو پھر اس کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوں گے۔ مسیح کے معنی سیر کرنے والا۔ اور آپؑ نے تبلیغ دین کی خاطر بہت سفر کئے ہیں۔ اس لئے مسیح ہوئے۔ اور مسیح مسیحا سے بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں مبارک۔ اور مسیح مسح سے بھی ہے۔ مسح کے معنی ہاتھ پھیرنا اور آپؑ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ خدا کے حکم سے تندرست ہوجاتے تھے۔ اس لئے بھی آپ کا لقب مسیح ہوا۔ (محمد صادق)

دوسری دعا

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِىْ الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ"

''حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (آخری قعدہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد) دعا مانگتے ہوئے یہ فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعَوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْ ثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ" (بخاری،مسلم)

''یا اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور کانے دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور موت کے فتنے سے۔ یااللہ! بے شک میں گناہوں سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

ملاحظہ: دونوں دعاؤں میں سے آپ جو چاہیں پڑھ لیا کریں اور اگر دونوں ہی پڑھا کریں، تو سُبْحَانَ اللّٰهِ! دین و دنیا کی فلاح و خیر اور مقاصد و مطالب حاصل ہوں۔

دعا کی تشریح

عذابِ قبر

نماز کے قعدے میں جیسے قبولیت دعا کے مقام میں عذابِ قبر سے بچنے کی دعا کی گئی ہے معلوم ہوا کہ قبر میں کوئی اہم اَمر درپیش آنے والا ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہر شخص کو قبر میں جانا ہے۔ اور فرمودہ رسول ﷺ کے مطابق خدا کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو اس کی زندگی کے تمام اَعمال کا جائزہ لینا ہے سوال ہوگا۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ جو کوئی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے گا اس کے لئے قبر بڑے جیل (دوزخ) میں

(ا) اگر جوانی خدا کی مرضی کے مطابق گزرے تو رحمت الٰہی ہے۔ پھر تو اس پر فرشتے بھی رشک کریں گے۔ اور اگر جوانی کی نیلم پری نفس کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ تو پھر زندگی سراسر فتنہ ہی فتنہ بن جاتی ہے۔ (محمد صادق)

جانے سے پہلے حوالات کی صورت میں چھوٹا سا عذاب گھر بنا دیا جائے گا۔ اور قیامت میں پھر اس کا مقدمہ آخری فیصلے کے لئے خدا کے حضور پیش ہوگا۔

فرمایئے! عذاب قبر کس قدر خوفناک چیز ہے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ نے قعدے میں عذابِ قبر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور اُمت کو تعلیم دی ہے۔ خدا ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے۔ آمین

ملاحظہ: قبر میں سوالوں کا جواب یہ ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث کے الفاظ مجموعی طور پر بڑا موزوں جواب ہے۔

"رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا" (دارمی شریف)

''ہم اللہ سے رب ہونے پر راضی ہیں، اور اسلام سے دین ہونے پر (راضی ہیں) اور محمد ﷺ سے نبی ہونے پر (راضی ہیں)''

نوٹ: اذان کے جواب میں تیسری دعا کے اندر مندرجہ بالا الفاظ پیچھے اذان کے باب میں آپ پڑھ آئے ہیں۔ اذان کے بعد وہ دعا بھی پڑھا کریں۔ تاکہ خدا قبر میں جواب آسان کردے۔

مسیح دجال

قعدے کی دعا میں مسیح[ا] دجال کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ دجال، قیامت کے قریب زمانے میں پیدا ہوگا۔ خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ وہ اپنے دجل وفریب کے کمالات سے خدا کے بڑے بڑے نیک بندوں کے ایمان کو مبتلائے فتنہ کردے گا۔ اس لئے حضور انور ﷺ نے اس ملعون کے فتنے سے بچنے کے لئے بھی خدائے قدوس کی پناہ مانگی ہے۔ کیونکہ اس کی پناہ کے بغیر فتنوں سے کہیں بچاؤ نہیں ہے۔

جو لوگ اپنی زندگی میں دجال نہیں پائیں گے، تو ان کے لئے اس دعا کو مانگنے کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ خدائے تعالیٰ اس دعا کی برکت سے ان کو دجال صفت لوگوں کے شر اور فتنے سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ ہر زمانے میں دجال صفت لوگ ضرور ہوتے ہیں۔ نہ صرف دجال صفت ہی،

بلکہ دجال کے کان کتر لینے والے۔

فتنۂ زندگی

رسول اللہ ﷺ نے اُمت کو فتنۂ زندگی سے بھی اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے دعا تعلیم فرمائی ہے۔معلوم ہوا کہ فتنۂ زندگی بھی کوئی بُری بلا ہے۔جس سے بچاؤ مانگنا ہمیں ضروری ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی زندگی سن رشد سے لے کر تادم واپسیں دنیا کے اندر ایک امتحان ہے۔عورت اور مرد کی جوانی ہی کو لیجئے، کہ یہ جوان (دیوانی جوانی) کیا زندگی کے لئے کم فتنہ[1] ہے۔کوئی ہوش سنبھالتے ہی رومانی فتنوں کے ماحول میں ایسا گھر جاتا ہے کہ اس کے لئے شباب فتنۂ زندگی بن جاتا ہے کئی کرّ وبین خصال انسانوں کی تعمیر عبادت کو چشم و عارض کا طوفان بہا لے جاتا ہے۔بہتیروں کا شاہین ایمان زلف عنبریں کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔بعض قدِ یار کی عالم کے فتنے میں پڑھ کر فتنۂ محشر برپا کر لیتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک تو قیامت کا فتنہ، فتنہ سروسہی قداں سے کم ہے۔گلیوں اور محلوں میں، کوچوں اور بازاروں میں، گزرگاہوں اور شاہراہوں میں نظر فریب فتنہائے حیات کی تزئین و آرائش غارت گر جنس دین و ایمان ہیں۔غرض انسان زندگی کا رخشِ عمر اگر دین کے ہاتھوں بے لگام ہوجائے تو سرتا پا فتنہ ہی فتنہ بن جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے قعدہ جیسے قرب الٰہی کے مقام میں فتنہائے زندگی (فِتْنَةُ الْمَحْيَا) کے جور وستم سے **الغیاث والامان** کی دہائی دینے کو کہا ہے۔کیونکہ فتنوں سے بچنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے، جب تک ہادیٔ مطلق کی توفیق اور مدد شامل حال نہ ہو، کوئی شخص نہ بدی سے بچ سکتا ہے اور نہ نیکی کرسکتا ہے۔ لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إلاَّ بِاللّٰهِ (جو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے) اس کا مطلب یہی تو ہے کہ ہم اللہ کی توفیق و مدد کے بغیر نہ بدی سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔اس لئے فتنہ زندگی سے بچنے کا نماز کے اندر خدا سے دعا کرنے کو کہا ہے۔پھر انسان اگر بیوی کو کسبِ حلال سے روٹی کپڑا دے گا۔اپنے بچوں کی ضروریات حلال کی کمائی سے پوری کرے گا۔تو یہ کام اس کے لئے خدا کی خوشی کا موجب ہوگا۔اور اس کا یہ خرچ انفاق **فی سبیل اللہ** قرار پائے گا۔اور اگر اس کی آمدنی کم ہے اور بیوی اور عیال کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ناجائز مال حاصل کرتا ہے، دھوکے اور فریب سے مال بڑھاتا ہے اور ایسی کمائی بیوی اور بچوں کو کھلاتا ہے، تو اس صورت میں اس کی بیوی اور بچے بھی اس کے لئے فتنہ بن جاتے ہیں۔

الحاصل: زندگی اگر خدا کی مرضی کے مطابق بسر ہو، تو سراسر رحمت الٰہی ہے اور اگر شتر بے مہار گزرے، تو سر سے پاؤں تک فتنہ ہی فتنہ ہے۔اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ نبی رحمت ﷺ نے نماز کے اندر زندگی کے فتنوں سے بچنے کے لئے کیوں دعا کرنے کو فرمایا ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ایسی دعا مانگنا ہمارے لئے کس قدر ضروری ہے۔جب کہ ہم کشتیٔ حیات میں بے اختیار بیٹھے ہیں۔اور فتنوں کا طوفان بلا کشتی کو گھیرے ہوئے ہے۔

فتنۂ موت

روح کا جسم سے جدا ہونا موت کہلاتا ہے۔موت انسانی زندگی کے خاتمہ کا وقت ہوتا ہے۔جس شخص کا خاتمہ اچھا ہوا اس کی زندگی کے تمام اَعمال صالح لگ گئے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلاَمِهِ لاَ اِلٰهَ إلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" (ابوداود)

''جس کا آخری کلام (مرنے کے وقت) لاَ اِلٰهَ إلاَّ اللّٰهُ، ہو، وہ بہشت میں داخل ہوگا''

چونکہ وہ وقت نہایت بے کسی اور بے بسی کا ہوتا ہے۔کرب و اضطراب کا غلبہ ہوتا ہے۔اس لئے شیطان اس وقت مرنے والے کو گمراہ کرنے کے لئے بہت زور لگاتا ہے۔پس عالم نزع میں شیطانی حملہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔قعدہ وتشہد میں فتنۂ موت سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند! ہمیں عالمِ نزع میں شیطانی حملوں سے بچانا اور خاتمہ ایمان پر کرنا، پھر نزع کی سختیاں اور بیہوشیاں بھی فتنۂ موت ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىۡ عَلٰى غَمَرَاتِ الۡمَوۡتِ وَسَكَرَاتِ الۡمَوۡتِ" (حزب الاعظم)

''یاالٰہی! موت کی بیہوشیوں اور موت کی سختیوں پر میری مدد کر۔''

تو قعدہ میں فتنۂ موت سے بچنے کی دعا کرنے کا مطلب یہ ہوا، کہ یاالٰہی! نزع کے وقت موت کی سختیوں اور بیہوشیوں میں ثابت قدم رہ کر ایمان سلامت لے جانے میں اعانت اور دستگیری کرنا اور جس قسم کے فتنے بھی موت کے وقت خرابی ایمان کا باعث ہو سکتے ہیں، ان سے بچانا۔ ناظرین غور کریں کہ نبی رحمت ﷺ نے کیسی جامع دعا قعدہ میں پڑھنے کے لئے امت کو سکھائی ہے۔

گناہ سے پناہ

پانچویں چیز جس سے قعدہ میں پناہ مانگنے کی دعا کی گئی ہے۔ وہ مأثم یعنی گناہ ہے۔ناظرین! غور کریں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ گناہ سے پناہ میں رکھے اس سے بڑھ کر خوش قسمت انسان اور کون ہوسکتا ہے۔ اس کی زندگی نہ صرف اس کی اپنی ذات کے لئے ہی مبارک ہوگی۔ بلکہ غیروں کے لئے بھی مشعل راہ بن جائے گی۔

قرض سے عافیت

قعدۂ تشہد کے مقام قبول میں نبی کریم ﷺ نے چھٹی چیز جس سے پناہ چاہی ہے وہ مغرم یعنی قرض ہے۔ یہ بات سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرض بُری بلا ہے۔قرض دار کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔قرض ایک تپ دق اور سوکھے کی شکل میں قرض دار کی ہڈیوں کو کھائے جاتا ہے اور مزید برآں قرض دار ذلت کی زندگی گزارتا ہے۔ رسول خدا ﷺ جب جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، تو پہلے یہ دریافت کرتے تھے کہ میت مقروض تو نہیں؟ اگر جواب میں کہا جاتا کہ نہیں حضور! تو آپ جنازہ پڑھتے اور اگر میت مقروض ہوتی تو آپ جنازہ نہ پڑھتے اور فرماتے: جاؤ تم پڑھو۔

صحیح حدیث میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض کے۔حشر

(۱) یعنی بُری خواہشوں اور شرکیہ عقیدوں اور شیطانی عمل دخل سے پاک مبرا سلامتی والا دل۔ (محمد صادق)

کے میدان میں قرض خواہ دامن گیر ہوگا۔معلوم ہوا کہ قرض ایک بلا ہے جو دنیا اور آخرت میں پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اسی لئے رسول خدا ﷺ نے نماز کے اندر قرض کا بلائے جان اور آفت ایمان سے خدا کی پناہ چاہی ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا۔آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں (یعنی یہ کون سی بڑی بات ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخۡلَفَ" (بخاری،مسلم)

''آدمی جب قرض دار ہوتا ہے (اور قرض کی ادائیگی کے بارے میں) بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔اور وعدہ کرتا ہے (کہ فلاں تاریخ کو دوں گا) پھر خلاف کرتا ہے۔''

ہمارے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان، جنہوں نے ہم کو ایسی جامع، مکمل اور ہمہ گیر دعا سکھائی ہے کہ ہم اسے نماز کے اندر پڑھ کر اپنے دین اور دنیا کو آسودہ بنالیں۔ پس سب بھائیوں اور بہنوں کو چاہئے کہ وہ نماز کے آخری قعدہ میں اوپر لکھی ہوئی دونوں دعائیں بڑی عاجزی اور زاری سے پڑھا کریں۔تاکہ خدا دین و دنیا کی بھلائی عطا فرمائے۔

حضرت انور ﷺ نے ذیل کی نورانی دعائیں بھی قعدہ میں پڑھی ہیں۔ ناظرین انہیں بھی یاد کرکے ایمان کی بہار دیکھیں۔

تیسری دعا

"اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِىۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ وَمَا اَسۡرَفۡتُ وَمَا أَنۡتَ أَعۡلَمُ بِهٖ مِنِّىۡ أَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَأَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنۡتَ" (مسلم)

''اے اللہ! تو میرے گناہوں کو معاف کردے جو میں نے آگے کئے اور جو پیچھے کئے اور جو پوشیدہ کئے، اور جو ظاہر کئے اور جو میں نے زیادتی کی، اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔تو ہی (اپنی درگاہ عزت میں) آگے کرنے والا ہے اور (اپنی بارگاہ جلال سے) پیچھے کرنے والا ہے، معبود صرف تو ہی ہے۔''

(۱) سلام ہو تم پر اور اللہ کی مہربانی۔

ملاحظہ: رحمت للعالمین ﷺ سے بڑھ کر اور کون دعائیں سکھانے والا ہوسکتا ہے؟

اس دعا کا اندازِ گدائی کتنا جامع اور ہمہ گیر ہے۔ خدا سے درخواست ہے کہ میرے اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ گناہ اور میری زیادتیاں سب بخش دے۔اور وہ گناہ، خطائیں، زیادتیاں بھی معاف کردے جن کا علم مجھ سے تجھے زیادہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میرے علم میں میرے معاصی اور بدیاں نہ رہی ہوں۔لیکن تیرے علم میں سب کچھ موجود ہے۔میرے گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس میرے وہ گناہ بھی بخش دے جو میں کرکے بھول گیا ہوں اور تو جانتا ہے۔''

چوتھی دعا

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِیْ الْأَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَأَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرٍ مَّا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ" (نسائی)

''خداوند! میں تجھ سے نیک کاموں میں ثابت قدمی مانگتا ہوں اور بھلائی پر مضبوطی کا طلبگار ہوں۔ اور تیری نعمتوں پر شکر اور تیری اچھی (پرخلوص) عبادت کرنے کی توفیق چاہتا ہوں اور تجھ سے قلب سلیم [۱] اور سچی زبان کی درخواست کرتا ہوں اور تیری جناب سے اس بھلائی کا جویا ہوں جس کو تو جانتا ہے اور اس بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔''

پانچویں دعا

"اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ إِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ" (حصن حصین)

''اے اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے۔نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر اپنے مقدور بھر قائم ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل کی بُرائی سے۔ میں اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پھر تو مجھ کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔''

سید الاستغفار

اس دعا کو سید الاستغفار کہتے ہیں۔ یہ گناہوں کی آگ کے لئے برفانی پانی ہے۔اس سے معاصی کی تاریک رات سے بخشش کا سپیدۂ سحر پھوٹتا ہے۔ گناہوں کی ظلمتیں کافور ہوکر انسان سراپا نور ہوجاتا ہے۔ حضرت انور ﷺ اس دعا کو قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

بھائیو اور بہنو! آپ بھی اسے پڑھ کر سینے میں نور کی قندیل روشن کریں۔

---

(۱) سلام کی نیت۔ "عَنْ سَمُرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَرُدَّ عَلَی الْإِمَامِ وَنَتَحَابَّ وَأَنْ یُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ" (رواہ ابوداود)

حضرت سمرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم (مقتدی سلام پھیرتے وقت) امام کو جواب دینے کی اور آپس میں محبت کرنے کی نیت کریں۔اور یہ حکم دیا کہ ہم میں سے بعض،بعض کو سلام کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو سلام پھیرتے وقت نیت کرنی چاہئے کہ ہم امام کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور داہنی طرف کے نمازیوں کو سلام کرتے ہیں۔ اور بائیں طرف منہ پھیرتے وقت بائیں طرف کے نمازیوں کو سلام کرتے ہیں۔ نیز سلام سے آپس میں محبت کرنا بھی مقصود ہے۔بعض روایتوں میں سلام کرتے وقت فرشتوں کی نیت کرنی بھی آئی ہے۔اور امام کو بھی سلام پھیرتے وقت مقتدیوں کی نیت کرنی چاہئے۔(محمد صادق)

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے سلام پھیرتے اور کہتے (ابوداود)

اَلسَّلَامُ [1] عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ......اور بائیں سلام پھیرتے (اور) کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه.

تسلیم بابرکات

" عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَعَنْ شِمَالِهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ "(رواہ ابوداود، باسناد صحیح)

''وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ ﷺ اپنی داہنی طرف سلام بھیجتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اور اپنی بائیں طرف سلام بھیجتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی (اے نمازیو [1] اور فرشتو!) تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔''

(۱) **ناظرین!** ہم اللہ کا ذکر، شکر اور عبادت ہر قسم کی قولی، بدنی، مالی بغیر اس کی توفیق کے ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس دعا میں اللہ سے التجا کی ہے کہ خداوند! اپنے ذکر، شکر اور عبادت کی آپ ہی ہمیں مدد اور توفیق عطا فرمانا۔ تاکہ تیری دستگیری اور مدد سے آئندہ بھی اسی طرح نماز پڑھتے رہیں اور تیرا ذکر اور شکر بھی جاری رکھ سکیں۔ سبحان اللہ! نبی رحمت ﷺ کے سوا اور کون ایسے وظیفے بتا سکتا ہے۔ (محمد صادق)

امام اور سب مقتدیوں کو مندرجہ ذیل اَذکار اور اَوراد جو رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے ہیں، فرض نمازوں کے بعد پڑھنے چاہئیں۔ اور رسمی عبادت کے طریقوں سے دست بردار ہو کر مسنون طریقوں پر عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ مسنون اَعمال ہی موجب رضائے الٰہی ہیں۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوة رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِیْرِ" (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ میں رسولِ خدا ﷺ کی نماز کا تمام ہونا تکبیر کے ساتھ پہچان لیتا تھا۔''

یعنی حضور انور ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر اونچی آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا چاہئے۔

"وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ عَنْ صَلٰوتِهِ اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ"

''حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز سے پھرتے تو تین بار أَسْتَغْفِرُ اللّٰه فرماتے اور (یہ) پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" (مسلم)

''یاالٰہی! تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلام ہے، برکت والا ہے۔ اے بزرگی اور بخشش والے!''

دعائے رسول ﷺ میں زیادتی

جس طرح دعائے اَذان میں لوگوں نے اضافہ کر رکھا ہے۔ اسی طرح اس دعا میں بھی لوگوں نے زیادتی کر رکھی ہے۔ اور وہ زیادتی ملاحظہ ہو:

"اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ" الفاظ رسول ﷺ ہیں۔ آگے یہ زیادتی ہے: "وَإِلَيْکَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ" پھر "تَبَارَكْتَ" فرمودہ رسولؐ کے آگے "رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ" کا اضافہ ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شروع اور اٰخیر میں رسول خدا ﷺ کے الفاظ اور درمیان میں خود اپنی طرف سے دعائیہ جملے بڑھا کر حدیث رسول ﷺ میں زیادتی کی گئی ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور ﷺ یہ جملے بھول گئے تھے، یا دعا ناقص چھوڑ گئے تھے؟ جس کی تکمیل امتیوں نے کی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ان بڑھائے ہوئے جملوں میں کیا خرابی ہے۔ ان کا ترجمہ بہت اچھا ہے۔ یہ بھی تو آخر دعا ہی ہے اور خدا ہی کے آگے ہے؟ گزارش ہے کہ انسان اپنی مادری زبان میں یا عربی زبان وغیرہ میں جو دعا چاہے اپنے مالک کے آگے کرے۔ جس طرح کے جملے چاہے دعا میں استعمال کرے، کوئی حرج نہیں۔ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ أُدْعُوْنِىْ پکارو مجھے۔ لیکن جس طرح قرآن مجید کی آیت میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ بڑھانا منع ہے۔ اسی طرح حدیث رسول ﷺ میں بھی اپنی طرف سے الفاظ یا جملے زیادہ کرنے ناجائز ہیں۔ ایسا کرنے سے دین کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔ اور دعائے مذکور کتب اَحادیث میں ایک حدیث فرمان رسول ﷺ اور دین کی ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں زیادتی یا کمی کرنا دین میں دخل دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسند امام اعظم میں بھی اس دعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا گیا ہے۔ دین کے معاملے میں ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے۔ اور بڑی تحقیق سے کام لینا چاہئے۔ تمام ائمہ مساجد اور نمازیوں کو زیادتی کے الفاظ حدیث رسول ﷺ (دعائے مذکور) سے خارج کر کے صرف رسول پاک ﷺ کی ہی اصل دعا فرضوں کے بعد پڑھنی چاہئے۔

ذکر دوم

معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے معاذ! میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں بھی آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھے دوست رکھتا ہے تو (میں تیرا دوست تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز (فرض) کے بعد یہ (ذکر) پڑھنا نہ چھوڑنا:

"رَبِّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" [1] (نسائی)

''اے میرے رب! اپنا ذکر اور اپنا شکر اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما!''

ملاحظہ: اس ذکر میں حضور انور ﷺ نے خدا سے حسن عبادت کی مدد مانگی ہے۔ یعنی اچھی اور حسین عبادت کی توفیق خدا سے چاہی ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم نمازوں کو بہت اچھی اور حسین بنا کر خدا کے حضور پیش کریں۔ نمازوں کا حسن یہ ہے کہ ہم ان کو نہایت خضوع وخشوع اور حضورِ قلب کے ساتھ، اَرکان اَربعہ کی پوری تعدیل اور رعایت کو مدنظر رکھ کر پڑھیں۔ اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی تمام سنتوں کے زیور سے آراستہ کریں۔ اسی طرح ہر قسم کی عبادت کو خلوص اور پورے پورے مسنون طریقے سے اَدا کرنا حسن عبادت کہلاتا ہے۔

ذکر سوم

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے تھے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (بخاری، مسلم)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت اور اسی کے لئے سب تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یاالٰہی! جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے، اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی دولت مند کو اس کی دولت مندی تیرے عذاب سے نجات نہیں دلا سکتی''

ذکر چہارم

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز سے سلام پھیرنے کے بعد (یہ) پڑھتے ہیں:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَـهُ الْفَضْـلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَـرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (مسلم)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت اور اس کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے بازگشت اور عبادت پر قدرت (صرف) اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ وہی نعمت کا مالک ہے اور فضل (اور نعمتیں) صرف اسی کی طرف سے ہیں اور اسی کے لئے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر چہ کافر لوگ بُرا مانیں''

ذکر پنجم

حضرت سعدؓ یہ کلمات اپنی اَولاد کو سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتے تھے۔ (یعنی پڑھتے تھے:)

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَـةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْـرِ" (رواہ البخاری)

''یاالٰہی! میں کم ہمتی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور بخیلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بڑھاپے میں سترا بہترا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دنیا کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

جبن سے پناہ

اس دعا میں حضور ﷺ نے جبن سے خدا کی پناہ مانگی ہے۔ جبن کے معنی بزدلی اور کم ہمتی کے ہیں۔ یعنی طاعت الٰہی پر ہمت ہارنا، بزدلی دکھانا، جب خدا کی عبادت اور فرماں برداری پر انسان کی جرأت ماری جائے تو ایسا بزدل شخص نہ دین کا رہتا ہے، نہ دنیا کا۔ اس لئے جبن جیسی بدخصلت سے حضور ﷺ نے پناہ مانگی اور امت کو ہر نماز کے بعد پناہ مانگنے کا سبق دیا۔

بخل سے پناہ

بخل سے اس لئے پناہ مانگنے کو کہا ہے، کہ بخل کے سبب علمی اور مالی منافع متعدی نہیں ہونے پاتے۔ بخیل دوسروں کو مال، علم اور خیر خواہی سے فائدہ نہیں پہنچانا چاہتا۔ بخل کے باعث مال، علم، ہنر اور خیر خواہی محدود ہوتے ہوتے گم ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اس بدعادت سے بھی خدا کی پناہ لینی چاہئے۔ غور کریں کہ یورپ بخل شکن ہوکر دنیا میں کہکشاں گیر ترقیاں کر گیا ہے اور ہم بخیل بن کر اپنے اَسلاف کا نام بھی گم کر بیٹھے ہیں۔

اَرذل عُمر سے پناہ

اَرذل عمر ناکارہ عمر کو کہتے ہیں۔ جبکہ انسان بوڑھا پھوس ہوکر عقل وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ تمام اَعضاء ضعیف ہوجاتے ہیں۔ سترا بہترا ہوکر وبال جان بن جاتا ہے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر بجا لانے اور عبادت کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے ایسی بے سود، نکمی اور ناکارہ عمر سے حضور انور ﷺ نے خدا کی جناب میں پناہ مانگنے کو کہا ہے۔ یعنی ایسی عمر سے خدا بچائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا بوڑھا نہ کرے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا بڑھاپے میں سترا بہترا نہ کرے۔ بلکہ اپنے فضل سے تادم واپسیں عبادت اور شکر کی توفیق اور عقل وحواس کی صحت بحال رکھے۔

فتنۂ دنیا

فتنہ دنیا اور فتنۂ زندگی دونوں کا مفہوم قریباً ایک ہی ہے اور فتنۂ زندگی کی مختصر تشریح پہلے گزر چکی ہے۔

عذاب قبر

عذاب قبر کی تفہیم بھی دعائے قعدہ میں بیان ہوچکی ہے۔

---

(۱) قرآن کی آخری دوسورتوں میں مخلوق کی ہر قسم کی برائیوں سے خدا کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس لئے ان کو معوذات کہتے ہیں۔ (محمد صادق)

ذکر ششم

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد (یہ) پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ (۳۳ بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳۳ بار) اَللّٰهُ أَكْبَرُ (۳۳ بار)۔ تو یہ ننانوے ہوئے اور سو پورا کرنے کے لئے (یہ) پڑھے: "لاَ اِلٰهَ إلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں، اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ مسلم)

ملاحظہ: کعب بن عجرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ (۳۳بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳۳بار) اَللّٰهُ أَكْبَرُ (۳۴بار) کہے گا، وہ ثواب سے ناامید نہیں ہوگا۔

ذکر ہفتم

عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَءَ بِالْمُعَوَّذَاتِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ" (رواہ ابوداود احمد والنسائی)

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات[1] پڑھا کروں۔"

ملاحظہ: معوذات ان سورتوں کو کہتے ہیں کہ جن کے شروع میں أعُوْذُ کا لفظ ہے۔ یعنی قرآن کی آخری دو سورتیں۔ قُلْ أعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

نوٹ: معوذات لفظ جمع ہے اور سورتیں دو ہیں۔ معوذات اس لئے لائے ہیں کہ دو بھی أقَلُّ جمع ہے۔ اور بعض سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کو معوذات میں شامل کرتے ہیں

(۱) یہ روایت بہت ہی ضعیف ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن الترمذی، رقم ۵۶۰ اور ضعیف الجامع الصغیر حدیث نمبر ۵۷۷۰۔

تغلیباً یعنی آخری دو سورتوں کو غالب کر کے چاروں کو معوذات سے تعبیر کر لیتے ہیں۔

ناظرین! خواہ آخری دو پڑھیں یا چاروں کو پڑھا کریں۔ دونوں طرح معوذات پر عمل ہو جائے گا۔

ذکر ہشتم

حضرت علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اس منبر کے اوپر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ قَرَءَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إلاَّ الْمَوْتُ" (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

"جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے (تو) اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روک سکتی"

مطلب یہ ہے کہ **آیۃ الکرسی** پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا بہشت کو جائے گا۔ یعنی وقت مقررہ پر صرف موت آنے کی دیر ہے جب دنیا کی زندگی موت نے ختم کی تو یہ بہشت میں پہنچ گیا۔

ملاحظہ: **آیۃ الکرسی** قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ جو تیسرے پارے کے دوسرے رکوع میں ہے۔ جن کو زبانی نہیں آتی وہ یاد کرلیں۔ نمازوں کے بعد دوسرے اذکار کے ساتھ اسے بھی پڑھا کریں۔ **آیۃ الکرسی** کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَرَءَ حِيْنَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى دَارِهِ وَدَارَ جَارِهِ وَاَهْلَ دُوَيْرَاتٍ حَوْلِهِ" (شعب الایمان)

یعنی "جو کوئی اسے سوتے وقت پڑھے گا، تو خدا تعالیٰ اس کے گھر کو، اس کے ہمسایہ کے گھر کو اور اس کے ہمسایہ کے ارد گرد کے گھروں کو (آفتوں اور بلاؤں سے) امن و امان دیتا ہے۔"

ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں لینے کا وظیفہ

ذکر نہم

حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص صبح کے وقت تین بار یہ کہے:

"أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

اس کے بعد سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے۔ "هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" سے آخر سورہ تک تو:

"وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ...... الخ"

''تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کے ساتھ ستر ہزار فرشتے متعین کردیتا ہے۔ جو اس کے لئے (صبح سے) شام تک (خدا کی جناب میں اس کے گناہوں کی بخشش، نیکیوں کی توفیق اور بدیوں سے بچنے کے لئے) دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر اس دن مرجائے، تو شہید مرتا ہے، اور جوشخص اس کو شام کے وقت (اسی طرح تین بار أعوذ اور ایک بار سورۂ حشر کی تین آیتیں) پڑھے، تو وہی مرتبہ پاتا ہے (یعنی ستر ہزار فرشتے شام سے صبح تک اس کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔'' (رواہ الترمذی والدارمی)[1]

ناظرین! سورۂ حشر پارہ ۲۸ کی آخری تین آیتیں زبانی یاد کرلیں اور یہ وظیفہ بھی دوسرے اَذکار کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد اور شام کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ تاکہ صبح سے شام اور شام سے صبح تک ستر ہزار فرشتے آپ کے لئے دین اور دنیا کی بھلائیوں کی خدا کے حضور دعا کرتے رہیں۔ اور جس کے لئے فرشتے دعا کریں اسے اور کیا چاہئے۔

ذکر دہم

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّكَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَّ الْعِبَادَ كُلُّهُمْ اِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ الْاَكْبَرُ"

''اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو تنہا اکیلا رب ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب (میں گواہی دیتا ہوں کہ) تمام بندے آپس میں (دینی) بھائی ہیں۔ اے اللہ، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! (میری دعا ہے کہ) مجھ کو اور میرے اہل کو ہر گھڑی دنیا اور آخرت میں اپنا مخلص بنالے۔ اے بزرگی اور بخشش والے! تو میری دعا سن اور قبول کر! خدا بہت بڑا ہے، خدا مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ (ابوداود، نسائی)

ذکر یازدہم

"اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ عِصْمَةَ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ'' (نسائی)

''خداوندا! میرے لئے میرا دین سنوار دے جس کو تو نے میرے کام کی حفاظت کا سبب بنایا ہے۔ اور میرے لئے میری دنیا کو سنوار دے۔ جس میں تو نے میری زندگانی ٹھہرائی ہے۔ اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعہ تیرے غصہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیری معافی کے ذریعہ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری سزا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جس چیز کو تو عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور جس بات کا تو فیصلہ کردے اسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور کسی دولت والے کو اس کی دولت تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔''

ذکر دوازدہم

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَذُنُوْبِیْ کُلَّھَا اَللّٰھُمَّ انْعَشْنِیْ وَاَحْیِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّہٗ لَا یَھْدِیْ لِصَالِحِھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ" (حصن حصین)

''اے اللہ! تو میری تمام (چھوٹی) خطاؤں اور (بڑے) گناہوں کو معاف کردے۔ اے اللہ! میرا مرتبہ بلند کر اور مجھ کو زندہ رکھ اور مجھ کو غنی کر، اور مجھ کو رزق دے۔ اور مجھ کو نیک اعمال اور اچھی عادتوں کی ہدایت کر۔ کیونکہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والا اور بُرائیوں سے پھیرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔''

ذکر سیزدہم

"رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاھْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْھُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا لَکَ ذَاکِرًا لَکَ رَاھِبًا لَکَ مِطْوَاعًا لَکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُّنِیْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاھْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَۃَ صَدْرِیْ"

''اے رب! میری مدد کر اور میرے خلاف (کسی کی) مدد نہ کر اور مجھ کو غالب کر اور مجھ پر (کسی کو) غالب نہ کر اور مجھ کو تدبیر بتا اور میرے خلاف (دشمنوں کو) تدبیر نہ بتا اور مجھ کو ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان کردے، اور میرے ظالموں پر میری مدد کر۔ اے میرے رب! مجھے اپنا شکرگزار بنا۔ اپنا ذکر کرنے والا، ڈرنے والا، حکم ماننے والا، گڑگڑانے والا، اپنی طرف عاجزی سے رجوع کرنے والا بنالے! اے میرے رب! میری توبہ قبول کرلے اور میرے گناہ دھو ڈال۔ اور میری دعا کو قبول کر اور ثابت رکھ میری دلیل اور میری زبان کو سیدھی کر اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینہ سے کینہ کو نکال دے۔'' (ترمذی)

بھائیو اور بہنو! رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے یہ اَذکار اور وظائف زبانی یاد کرلو، اور پانچوں نمازوں کے بعد ضرور پڑھا کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام اولیاء اللہ اگر اکٹھے ہوکر آپ کو کوئی وظیفہ بتائیں، تو ان کا بتایا ہوا وظیفہ رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے اذکار کے مرتبے کو حاشا و کلا ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ نبیٔ رحمت ﷺ کے اَذکار پاک تمام انبیاء الٰہی کے کلمات طیبات کا نچوڑ ہیں۔ اس لئے نمازوں کے بعد ان وظائف کو پڑھنا اپنے روح کی غذا بنالو۔ تمام مقاصد پورے ہوتے رہیں گے۔ رحمت کی ہوائیں مطلع حوائج سے پریشانی کے بادلوں کو چھٹاتی رہیں گی۔ دنیا کی بھلائیاں اور آخرت کی خوبیاں آپ کے گرد جمع ہوں گی۔

---

(۱) رسول خدا ﷺ کو سہو و نسیان اَقوال میں جو اخبار و احکام کی تبلیغ سے متعلق ہیں ہرگز جائز نہیں اور افعال میں سہو ہوتا تھا۔ تاکہ لوگ مسائل سیکھیں۔ سبحان اللہ! رسول خدا ﷺ کے سہو سے بھی تکمیل دین ہوتی ہے۔ (محمد صادق)

سجدۂ سہو کا بیان

تین یا چار رکعت کے شک پر سجدہ

عطاء بن یسار ابوسعید سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيُبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ"

''تم میں سے کوئی جب اپنی نماز میں شک کرے اور وہ نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ تین رکعت یا چار رکعت؟ تو اسے چاہئے کہ شک کو دور کرے اور یقین (یعنی گمان غالب) کے مطابق اپنی نماز پوری کرے۔ پھر سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کرے۔'' (رواہ مسلم)

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ آخری میں تشہد، درود شریف اور دعا پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں۔ پھر اٹھ کر جلسے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔ حدیث مذکور میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کا حکم ہے۔ اس لئے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے سے قبل کرنے چاہئیں۔

قعدۂ اولیٰ کے ترک پر سجدہ

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِیْ الرَّكْعَتَيْنِ الْاَوَّلَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى إِذَا قَضٰى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ" (بخاری، مسلم)

''عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور پہلی دو رکعتوں کے بعد (یعنی قعدۂ اولیٰ میں بیٹھے نہیں، بلکہ سہواً)[1] کھڑے ہوگئے، تو صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے (اور آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے (تو) رسول اللہ ﷺ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیرا۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ کے فعل مبارک سے ثابت ہوا کہ سجدۂ سہو سلام پھیرنے سے قبل کرنا چاہئے۔

نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکنے کے بعد سجدہ

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت میں سلام پھیرا۔ پھر آپ گھر میں داخل ہوئے۔ پھر ایک شخص خرباق نامی نے آپ ﷺ سے (سہو کا) ذکر کیا۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کے پاس پہنچے اور خرباق کے قول کی تصدیق چاہی لوگوں نے کہا خرباق سچ کہتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیرا۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پھر جب اس کو معلوم ہوجائے کہ میں نے تین ہی رکعت پڑھی ہے۔ تو وہ خواہ گھر بھی چلا جائے اور باتیں بھی کرلے۔ پھر بھی وہ ایک ہی رکعت جو رہ گئی ہے پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔ اس کو ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور ایک یہ اَمر بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اگر سجدۂ سہو پڑ جائے اور کسی وجہ سے نمازی سجدۂ سہو نہ کر سکے اور سلام پھیر کر باتیں وغیرہ کرلے۔ پھر یاد آنے پر جب سجدۂ سہو کرنا چاہے۔ تو سلام کے بعد کرے اور پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ سجدۂ سہو تو بالعموم سلام سے پہلے ہی کرنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ لیکن اگر نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکیں اور پھر نقصان نماز یاد آنے پر جب سجدۂ سہو کرنے لگیں تو ہنگام سجدہ پہلے سلام پھیریں، پھر دو سجدے کریں اور پھر سلام پھیر کر نماز سے باہر آئیں۔

چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے پر سجدہ

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے ظہر کی نماز (سہواً) پانچ رکعت پڑھی۔ پھر آپ ﷺ سے کہا گیا کیا نماز میں زیادتی کی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا سبب؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: کہ میں بھی تمہاری ہی طرح آدمی ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ تو جب میں بھولوں، تم مجھ کو یاد دلا دیا کرو۔ (بخاری، مسلم)

تعداد رکعت کے شک پر سجدہ

جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ تو وہ اس کو ایک رکعت یقین کرے۔ اور جس کو یہ شک پڑے کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین۔ تو وہ اس کو دو رکعت یقین کرے اور پھر (قعدۂ آخری میں) سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے (سہو کے) کرے۔ (مسند امام احمد)

قعدہ میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہونے پر سجدہ

جو نمازی شک کے باعث قعدۂ اولیٰ میں بیٹھنے کی بجائے سیدھا کھڑا ہو جائے تو وہ (قبل سلام) دو سجدے کرے۔ اور جو پورا کھڑا نہ ہو کر قعدہ میں بیٹھ جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ (ابوداود، ابن ماجہ، دارقطنی)

ملاحظہ: سجدۂ سہو سلام سے قبل یا بعد کرنے کا ذکر تو احادیث میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

نماز باجماعت کا بیان

ستائیس نمازوں کا ثواب

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اکیلے کی نماز سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے زیادہ (ثواب) رکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تارک جماعت کے گھروں کو جلانے کا قصد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ میں نے قصد کیا کہ ان لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو نماز (جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

بھائیو! غور کرو، اذان سن کر مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کس قدر اشد ضروری ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ اتنے غضبناک ہوئے کہ مسجد میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو جلا دینے کا قصد کرلیا۔لیکن بےقصور بچوں اورعورتوں کے باعث یہ قصد ترک فرما دیا۔

نابینا بھی مسجد میں جائے

عبداللہ بن ام مکتومؓ نابینا نے اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی۔حضور ﷺ نے فرمایا۔اذان سنتے ہو؟ عبداللہ نے کہا، جی ہاں۔ قَالَ فَاَجِبْ۔آپؐ نے فرمایا: تو پھر نماز میں حاضر ہو۔(مسلم)

بھائیو! سوچو! نابینا کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جو اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتے قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اجتماعی زندگی کا راز پنہاں ہے اور تارک جماعت قوم میں انفرادیت پیدا کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نابینوں تک کو مسجد میں حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔

منافقوں پر بھاری نمازیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا منافقوں پر بہت بھاری ہے۔ اگر ان کو ان دونوں نمازوں کا ثواب معلوم ہوتا، تو اپنے گھٹنوں پر چل کر ان نمازوں میں حاضر ہوتے۔(بلوغ المرام)

بھائیو! خبردار! فجر اور عشاء کی جماعت میں ہرگز سستی نہ کرنا کیونکہ یہ نفاق کی علامت ہے۔ منافقین ان دونوں نمازوں میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ خدا ہمیں سستی سے بچائے اور دوسری نمازوں کی طرح خاص طور پر فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی توفیق دے۔

نفاق اور دوزخ سے نجات

جوشخص چالیس دن جماعت کے ساتھ مع تکبیر اولیٰ نماز پڑھے تو اس کے لئے دو خلاصیاں لکھی جاتی ہیں۔ایک خلاصی آگ سے اور دوسری نفاق سے۔(ترمذی)

ملاحظہ: قارئین کرام کوشش کریں کہ چالیس دن پانچوں نمازیں مع تکبیر اولیٰ باجماعت پڑھیں۔ چالیس دن کے بعد نجات اور اخلاص کی آپ کو سند ملے گی اور جماعت پر مداومت کی کرامت حاصل ہوگی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر کوئی نماز مت پڑھو۔(مسلم)

عورتوں کو مسجد کی اجازت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورت (تراویح، نماز جمعہ وغیرہ پڑھنے کے لئے) مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگے تو اس کو ہرگز منع نہ کرو۔(بخاری، مسلم)

---

(۱) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔"لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ" (ابوداود) یعنی تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے منع نہ کرو۔ اور (لیکن) ان کے گھر ان کے لئے (نماز پڑھنے کو) بہتر ہیں۔(محمد صادق)

ملاحظہ: جس مسجد میں کوئی عالم ربانی خالص قرآن اور حدیث بیان کرتا ہو، جہاں کتاب وسنت کا چشمہ ہدایت پھوٹ رہا ہو، توحید کی آبشار بہتی ہو، اخلاق رسول ﷺ کی نسیم عنبر فشاں ہو، تو ان حالات میں مستورات کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دینی چاہیئے۔ ورنہ ان کو گھر نماز کے لئے بہتر [1] ہیں۔ چنانچہ ابن مسعودؓ کی ایک روایت ابوداود میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنے گھر (کے دالان) میں، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اس کا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا، کھلے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

حدیث کے مطابق نماز کے متفرق مسائل

اگر جماعت کھڑی ہوجائے اور کسی شخص کو پائخانہ کی حاجت ہو تو پہلے پائخانہ سے فراغت حاصل کرلے، پھر نماز پڑھے۔ (اگر جماعت فوت ہوجائے تو مضائقہ نہیں) (ترمذی، ابوداود)

جو کوئی اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لئے بغیر کسی عذر کے نہ پہنچے (اور گھر میں پڑھے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ" اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (ابوداود)

قبول نہ ہونے کا مطلب علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کو نماز کا ثواب نہیں ہوتا۔ اگرچہ فرضیت ساقط ہوجاتی ہے۔ بلا عذر نماز گھر میں پڑھ لینے والوں کو رسول پاک ﷺ کے حکم لَمْ تُقْبَلْ پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

جس بستی میں تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے۔ (ابوداود، نسائی)

کھانا تیار ہو (اور بھوک لگی ہو) تو کھا کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ (صحیح مسلم)

سردی اور بارش کی رات میں رسول خدا ﷺ نے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ (بخاری، مسلم)

سورج کے نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ اور اسی طرح نماز فجر پڑھ لینے کے بعد، سورج کے اچھی طرح نکل لینے تک۔ اور عصر کی نماز کے بعد آفتاب کے اچھی طرح غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ (صحیح مسلم)

ملاحظہ: نماز کے ممنوعہ اَوقات میں فوت شدہ نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ چنانچہ بخاری، مسلم میں کریب مولیٰ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ" (بخاری، مسلم)

''کہ بات یہ ہے کہ میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ (احکام دین سیکھنے کے لئے) آئے۔ اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا۔ لہٰذا یہ (دو رکعتیں جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں یہ) وہی ہیں۔''

اسی طرح فجر کی چھوٹی ہوئی سنتیں بھی ہم بعد فجر پڑھ سکتے ہیں۔ فرضوں کی سوا سنتیں اور نوافل بجائے مسجد کے گھر میں پڑھنے افضل ہیں (اور مسجد میں جائز) (صحیح بخاری)

نماز میں اگر سجدے کی آیت پڑھیں تو سجدہ کریں۔ (ابوداود)

عورتیں بھی آپس میں جماعت کراسکتی ہیں۔ جو عورت امام ہے وہ عورتوں کی صف کے بیچ میں کھڑی ہوکر امامت کے فرائض ادا کرے۔ مردوں کی طرح آگے کھڑی نہ ہو۔ (دارقطنی)

اگر نماز میں جمائی آئے، تو حتیٰ الوسع روکیں۔ اگر نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیں اور آواز بلند نہ کریں۔ (ترمذی)

نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک اور دونوں کندھے ڈھانکنے ضروری ہیں۔ اور مستورات کو تمام بدن ڈھانکنا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ دونوں پاؤں ٹخنوں کے نیچے تک، منہ اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ۔ (صحیح بخاری)

مرد پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے اونچا رکھے۔ رسول خدا ﷺ نے ٹخنوں پر تہبند لٹکائے ہوئے نماز کو پھر سے وضو کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداود)

نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا بڑا گناہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

نماز کی صفوں کی برابری کا بیان

صفوں کی برابری

"عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ" (صحیح بخاری)

''اپنی صفوں کو برابر کرو۔ کیونکہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے میں سے ہے''

ملاحظہ: قرآن میں آتا ہے: ﴿أَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ﴾ ''نماز قائم کرو'' یعنی ارکان اور سنن کی تعدیل اور رعایت سے نماز پڑھو۔

حضور انور ﷺ فرماتے ہیں کہ صفوں کا برابر اور سیدھا کرنا بھی نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا نقصان نماز کا موجب ہے۔

صفیں سیدھی کرنے کا حکم

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ" (صحیح مسلم)

''نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہماری صفوں کو (ایسا) برابر کرتے، گویا ان سے تیروں کو سیدھا کریں گے (یعنی صفیں ایسی سیدھی کرتے کہ تیروں کو ان سے سیدھا کر سکیں۔ الحاصل صفیں تیروں سے زیادہ سیدھی ہوتیں) یہاں تک کہ ہم نے آپ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا۔ ایک دن حضور ﷺ (جماعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا، اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے۔ پس فرمایا، اپنی صفوں کو برابر اور سیدھی کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری ذاتوں میں اختلاف ڈال دے گا۔''

تنبیہ: مذکورہ حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے، اقامت ہو چکنے کے بعد جب صفیں سیدھی، درست اور برابر ہو جائیں، تو پھر امام کو تکبیر اولیٰ کہنی چاہئے۔ خبردار! صفیں کج اور ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن، باہمی پھوٹ، اختلاف قلب اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

صفوں میں مل کر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا ہونے کا حکم

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرٰى الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ فِيْ خُلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ" (ابوداود)

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ملی ہوئی رکھو (یعنی آپس میں خوب بھڑ کر مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہو) اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو۔ (یعنی دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ چھوڑو کہ ایک صف وہاں اور کھڑی ہو سکے) اور گردنیں برابر رکھو (یعنی سب برابر جگہ پر کھڑے رہو کہ گردنیں برابر رہیں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ صفوں کے شگافوں میں گھسا پھرتا ہے گویا کہ وہ سیاہ بکری کا بچہ ہے۔''

برادران اسلام! غور کریں کہ صف بندی کی کتنی سخت تاکید ہے پھر خبردار! صف کے شگافوں کو مونڈھے سے لے کر پاؤں تک خوب بند کیا کریں۔ یعنی قدم سے قدم اور مونڈھے سے مونڈھا اچھی طرح ملا کر صف میں کھڑے ہوا کریں۔ اگر آپ صف کے درمیان میں سوراخ اور شگاف چھوڑ دیں گے، تو رسول اللہ ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ وہاں شیطان کھڑا

ہوجاتا ہے اور جب صفوں میں شیطان گھس آئے تو نہ نماز میں خشوع وخضوع رہے گا، اور نہ نمازیوں میں اتفاق اور محبت۔ صحابہؓ مونڈھوں سے مونڈھے، ٹخنوں سے ٹخنے اور ایڑیاں سے ایڑیاں ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف منہ کرکے فرمایا:

"أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ"

''لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو! لوگو! اپنی صفیں درست کرو۔ لوگو! اپنی صفیں برابر کرو۔''

"وَاللّٰهِ لَتُقِيْمُنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ"

''سنو! اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں، تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔''

"قَالَ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزِقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ وَرُكْبَتَهٗ بِرُكْبَتِهٖ وَمَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِهٖ"

''راوی حدیث کہتے ہیں، پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنہ، گھٹنے سے گھٹنا (یعنی پنڈلی سے لے کر گھٹنے تک) اور مونڈھے سے مونڈھا چپکا دیا کرتا تھا۔'' (رواہ امام احمد فی مسندہ)

مسلمان بھائیو! یہ تھی صحابہؓ کی صف بندی، جو رسول اللہ ﷺ نے سب مسلمانوں پر لازم قرار دی تھی۔ لیکن آج مسلمان اس طرح فاصلے سے کھڑے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے سے چھو گئے تو ناپاک ہو جائیں گے۔ ہمارے اندر پھوٹ اور اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم صفوں کو نہیں ملاتے، سیدھی نہیں کرتے۔

بھائیو! خوب یاد رکھو کہ صفیں ملایا کرو، سیدھی رکھا کرو، دو شخص مل کر اس طرح کھڑے ہوا کرو کہ گویا ایک ہی ہے۔ پیر، ٹخنے، ایڑیاں، پنڈلیاں اور مونڈھے خوب جوڑ کر کھڑے ہوا کرو جس طرح صحابہؓ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق صفوں میں کھڑے ہوا کریں گے تو آپ پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں گی۔ اور آپس میں محبت، پیار، اتفاق اور اتحاد پیدا ہوگا۔ صف بندی سے متعلق علامہ اقبالؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔؎

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

صحیح بخاری میں صف بندی سے متعلق یوں باب باندھا گیا ہے:

"بَابُ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ"

''صف میں کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہونے کا باب''

"عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يَلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ" (صحیح بخاری)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صفوں کو سیدھی کیا کرو، کیونکہ میں تم کو پس پشت بھی دیکھ لیتا ہوں (یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے، اور اپنے قدم دوسرے کے قدم سے (صفوں میں) ملا دیتا تھا۔''

مسجد کے اماموں کا فرض

مسجد کے اماموں کا فرض ہے کہ سب سے پہلے وہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق صف بندی کرائیں اور پھر تکبیر تحریمہ کہیں۔ جب تک صف بندی درست نہ ہو، ہرگز نماز شروع نہ کریں، یاد رکھیں کہ مسنون صف بندی کا بڑا سخت حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ مونڈھوں کو برابر کرتے

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ادھر ادھر سے صف کے اندر آتے، اور ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو برابر کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے، آگے پیچھے مت ہو، (ورنہ) تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے، اور فرماتے تھے، کہ اللہ تعالیٰ پہلی صفوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے، اور فرشتے (رحمت کی) دعا کرتے ہیں۔ (ابوداود)

رسولِ خدا ﷺ صفوں کو برابر کر کے تکبیر کہتے

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہم نماز کے واسطے کھڑے ہوتے، تو ہماری صفوں کو برابر کرتے اور جب صفیں برابر ہو جاتیں، تو پھر تکبیر کہتے۔ (ابوداود)

صف میں خالی جگہوں کو بند کرو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صفوں کو قائم کرو اور مونڈھوں کو برابر کرو اور ان جگہوں کو بند کرو جو (صفوں کے اندر) خالی رہ جائیں۔ اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے واسطے صفوں کے بیچ میں جگہ نہ چھوڑو۔ اور جو شخص صف ملائے گا۔ اللہ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا۔ اور جو صف کو کاٹے گا، اللہ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے گا۔ (ابوداود)

نوٹ: اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر صف درست کرنے کے لئے کوئی تم کو آگے یا پیچھے کرے تو بڑی نرمی اور محبت سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ، اڑو نہ، سختی نہ کرو۔

اگر صف سے کوئی نکل کر چلا جائے، تو اس کی جگہ لے کر صف کو ملاؤ اللہ تم پر رحمت کرے گا۔ صف کے اندر ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہونا صف کو کاٹنا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کرے گا۔

صفوں کی ترتیب

"عَنْ اَنَسٍؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتِمُّوْا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ"

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے اول صف کو پورا کرو۔ پھر اس کے بعد والی صفوں کو'' (ابوداود)

یاد رکھنا چاہئے کہ صف بندی کے وقت پہلے اول صف کو پورا کرنا چاہئے۔ جب پہلی صف سے نمازی بچ جائیں تو پھر دوسری صف شروع کرنی چاہئے۔ اگر ایک آدمی کی گنجائش بھی پہلی صف میں ہو تو وہ بھی پوری کرنی ضروری ہے۔

پہلی صف میں کھڑا ہونے کا ثواب

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! دوسری صف پر بھی؟ فرمایا تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور دوسری صف پر بھی؟ فرمایا تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ (حضور ﷺ فرمایئے!) کہ دوسری صف پر بھی (رحمت بھیجتے ہیں؟) فرمایا: اور دوسری پر بھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو اور اپنے مونڈھوں کو برابر رکھو۔ (یعنی برابر جگہ میں کھڑے ہو، تاکہ مونڈھے بھی برابر رہیں) اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ اور صفوں کے شگافوں کو بند کرو، تحقیق شیطان تمہارے درمیان (یعنی شگافوں میں) بھیڑ کے بچے کے مانند گھستا پھرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

پہلی صف میں کھڑے ہونے کا بہت ثواب ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہؓ نے دوسری صف کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے پھر پہلی صف کا ذکر کیا، تیسری بار پوچھنے پر بھی صرف پہلی صف پر نزول رحمت کا ذکر فرمایا، چوتھی مرتبہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا۔ ہاں دوسری صف پر بھی۔ اس سے آپ سمجھ لیجئے کہ دوسری صف کا درجہ پہلی صف سے ضرور ضرور کم ہے۔ پھر آپ کوشش کیا کریں اور جماعت میں شامل ہونے کے لئے پہلے ہی مسجد میں جا کر صف اول میں بیٹھ جایا کریں۔ تاکہ جماعت کھڑی ہونے پر آپ اللہ اور اس کے فرشتوں کی رحمتوں کا مورد بن جائیں۔

پھر پوری رحمت الٰہی پانے کے لئے صف کو سیدھ کیا کریں اور اپنے بھائیوں کے کندھوں کے ساتھ کندھا اور قدموں کے ساتھ قدم ملا کر درمیانی شگافوں کو بند کر کے کھڑے ہوا کریں۔

صف میں داہنی طرف کھڑے ہونے کا اجر

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اور اس کے فرشتے داہنی طرف والی صفوں کے اوپر رحمت بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے داہنی طرف کھڑے ہونا بائیں طرف کھڑے ہونے سے افضل ہے۔ خواہ کسی صف میں ہو، کہ امام کے داہنی طرف کھڑے ہونے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔

ثواب کی اس حرص میں اگر سب داہنی طرف کھڑے ہوجائیں تو پھر بائیں طرف خالی رہ جائے گی، جو بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"تَوَسَّطُوْا الإِمَامَ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ"

''امام کو بیچ میں رکھو اور شگافوں کو بند کرو'' (ابوداود)

تو صف بندی کے وقت امام کو درمیان میں رکھ کر داہنے، بائیں برابر آدمی کھڑے ہونے چاہیں۔ اور بڑے اطمینان اور محبت سے یہ کام کرنا چاہئے۔ دائیں بائیں کھڑے ہونے کا جھگڑا نہ شروع کردینا چاہئے۔ جس کو جہاں جگہ مل گئی وہ وہیں کھڑا ہوجائے۔ پھر جماعت کھڑی ہونے کے بعد جوں جوں آدمی آتے جائیں وہ دائیں، بائیں کھڑے ہوتے جائیں۔ ایسے انداز سے کہ امام درمیان میں رہے۔ جب پہلی صف پوری ہوجائے تو امام کو بیچ میں لے کر دوسری شروع کردیں۔ اور اسی طرح دوسری پوری ہونے کے بعد تیسری صف بنائیں۔

مردوں کے لئے صف اول اور عورتوں کے لئے صف آخر بہترین ہیں

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا" (صحیح مسلم)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر اول صف ہے اور سب سے بُری آخر صف ہے۔ اور عورتوں میں سب سے بُری اول صف ہے اور سب سے بہتر آخر صف ہے۔''

ملاحظہ: صف کے بہتر ہونے سے مراد کثرت ثواب ہے، مردوں کے لئے صف اول اس لئے بہتر ہے کہ امام کے قریب ہوتے ہیں اور عورتوں سے دور۔ اور آخر کی صف مردوں کے لئے اس لئے بُری ہے کہ امام سے دور اور عورتوں سے قریب ہوتے ہیں (لاکھوں درود و سلام رحمت للعالمین ﷺ پر کیسے پاکیزہ نکتے بتاتے ہیں) اور عورتوں کی اول صف اس لئے بُری ہوتی ہے کہ مردوں سے نزدیک ہوتی ہیں اور آخر کی بہتر اس لئے کہ مردوں سے دور ہوتی ہیں۔

اس پاک فلسفے کے مطابق مردوں کو صف اول اور عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑے ہونا چاہئے۔

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ داہنی طرف سے ایک آدمی کو صف سے پیچھے کھینچ کر اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ "فَاَمَرَهٗ أَنْ یُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ"، تو حضور ﷺ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ (ابوداود)

پہلی صف سے عمداً پیچھے ہٹنا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ" (مسلم)

''ہمیشہ لوگ (پہلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ بھی ان کو (اپنی رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا۔''

اس حدیث سے پہلی صف میں کھڑے ہونے کی سخت تاکید ثابت ہوتی ہے۔ جان بوجھ کر جگہ ہوتے ہوئے پھر پچھلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنا، بلکہ کھڑے ہو جانا اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے محروم ہونا ہے۔ خبردار! عمداً دانستہ، جان بوجھ کر کبھی پہلی صف چھوڑنے کی کوشش نہ کرنا۔

صف بندی کے مراتب

حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلاَمِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (ابوداود)

''میرے قریب رہیں (صف میں) وہ لوگ، جو بالغ اور عقلمند ہیں۔ پھر وہ جو اِن سے قریب ہیں۔ پھر وہ جو ان سے قریب ہیں''

پہلی صف میں امام کے قریب بالغ، عقلمند، دین کو جاننے بوجھنے والے کھڑے ہونے چاہئیں۔ تاکہ امام کو لقمہ دے سکیں۔ اور نماز کی کیفیت اور اس کے احکام یاد کریں، اور پھر ان کی تبلیغ کریں۔ پہلی صف کے بعد دوسری صف میں لڑکے کھڑے ہوں۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ پہلے مردوں نے صف باندھی، پھر لڑکوں نے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر فرمایا:

"هٰكَذَا صَلٰوةُ أُمَّتِيْ" ...... ''میری امت کی نماز اس طرح ہے'' (ابوداود)

سترہ کا بیان

یہاں سترہ سے مراد وہ چیز ہے جو نمازی اپنے آگے کھڑی کر کے نماز پڑھے۔ تاکہ اس کے آگے سے گزرنے والا گنہگار نہ ہو۔ اور سترہ ہوتا ہے عصا، یا برچھی، یا لکڑی، یا دیوار، یا ستون، یا درخت، اور امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر (کوئی چیز) رکھ لو، تو اب تمہیں سامنے سے گزرنے والا کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ پالان کے پچھلے حصہ کی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ (ابوداود)

معلوم ہوا کہ کم از کم ایک ہاتھ لمبی لکڑی یا اور کوئی چیز سترہ بن سکتی ہے۔ حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطحا میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک برچھی نصب تھی۔ آپ ﷺ نے دو رکعت ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت عصر کی نماز پڑھائی۔ اس وقت برچھی کے اس طرف عورتیں اور گدھے چلے جا رہے تھے۔ (ابوداود)

تیر بھی سترہ ہوسکتا ہے

سبرہ بن معبدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لِيَسْتَتِرْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ وَلَوْ بِسَهْمٍ" (بلوغ المرام)

''سترہ ضرور رکھو، خواہ تیر ہی ہو''

لاٹھی اور لکیر کا سترہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنے آگے سترہ رکھ لو۔ اگر کوئی چیز نہ ملے تو لاٹھی گاڑ لو۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو لکیر کھینچ لو، پھر اس کے بعد کسی کے گزرنے سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ (احمد، ابن ماجہ، ابوداود وغیرہ)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو گزرنے کا عذاب معلوم ہو جائے تو ایک قدم آگے بڑھنے سے سو سال تک اس کو کھڑا رہنا پسند ہو۔ (ابن ماجہ)

مسجدوں میں عموماً لوگ نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرتے ہیں، انہیں توبہ کرنی چاہیئے، کہ بڑا گناہ ہے۔ اور کبھی نمازی کے سامنے سے نہ گزریں۔ اوپر کی حدیث میں آپ نے پڑھ لیا ہے کہ گزرنے والے کو اگر گزرنے کا عذاب معلوم ہو جائے تو سو سال تک کھڑا رہنا پسند کرے۔

ملاحظہ: سترہ اتنا قریب ہونا چاہیئے کہ اس کے نزدیک سجدہ کر سکے اور کوئی شخص نمازی اور سترہ کے درمیان سے گزر نہ سکے۔

اور سترہ بالکل پیشانی کے بیچوں بیچ نہ رکھیں۔ بلکہ داہنی یا بائیں بھوں پر کرنا چاہیئے۔ حضورﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

اِمامت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔لوگوں کا امام وہ ہونا چاہئے جو ان میں سے قرآن اچھی طرح (صحیح پڑھنا) جانتا ہو۔اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں،تو پھر وہ امامت کرے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (یعنی سب سے زیادہ نماز کے احکام اور مسائل کی حدیثیں جانتا ہو) پس اگر علم سنت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جو عمر میں بڑا ہو۔اور کوئی کسی کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے امامت کرے۔اور نہ اس کی مسند پر بیٹھے۔(یعنی بغیر اجازت کوئی دوسرے کی نہ امامت کرے اور نہ اس کے گھر اس کی مسند پر بیٹھے) (مسلم)

اندھے کو امام بنانا جائز ہے۔کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مکتوم نابینا کو امام مقرر کیا تھا۔(ابوداود)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امام کی نماز قبول نہیں ہوتی جس سے لوگ (اس کی بدعات، جہالت وفسق وغیرہ کی وجہ سے) ناراض ہوں۔(ترمذی)

امام کے فرائض کا بیان

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی سی بہت ہلکی اور بہت کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔آپ ﷺ (عورتوں کی صف میں) لڑکوں کا رونا سنتے تو اس ڈر سے نماز ہلکی کر دیتے کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔(بخاری،مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی ہلکی نماز

ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نماز کے دراز کرنے کے ارادے سے نماز میں داخل ہوتا ہوں۔پھر لڑکے کا رونا سنتا ہوں (عورتوں کی صف میں) تو اپنی نماز کم کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔(بخاری)

لمبی نماز پر حضور ﷺ کا غصہ

قیس بن ابی حازمؒ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو کسی وعظ میں اتنا غصہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) اس دن دیکھا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بعض،لوگوں کو (نماز طویل کرکے) نفرت دلانے والے ہیں۔پس (سنو!) تم میں سے جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ (نماز) ہلکی پڑھائے۔اس لئے کہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف، بوڑھے اور حاجت مند وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔(بخاری،مسلم)

ہلکی نماز کی تاکید

عثمان بن ابوالعاصؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت مجھے یہ تھی: "إِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ" "جب تم لوگوں کی امامت کرو تو ان کو ہلکی نماز پڑھاؤ۔" (مسلم)

ملاحظہ: ہلکی نماز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رکوع، سجود، قومے، جلسے کو درہم برہم کرکے رکھ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ارکان نماز کی تعدیل اور طمانینت کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ یا تو قراءت میں اختصار کیا جائے۔اور اگر قراءت دراز ہے تو تھوڑے وقت میں پڑھیں۔بشرطیکہ صحت اور ترتیل ترک نہ ہوں۔یعنی ٹُترا نہ کریں۔

---

(۱) بعض لوگ امام کی تکبیر اولیٰ ختم ہونے سے پہلے ہی اپنی تکبیر ختم کرکے ہاتھ باندھ لیتے ہیں۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ ایسا کرنے والے نماز کے اندر داخل ہی نہیں ہوتے اور تکبیر میں امام پر پہل کرنے کے سبب نہ ان کی نماز اکیلے ہوئی اور نہ امام کے پیچھے ہوئی گویا ان کی کوئی نماز نہ ہوئی۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں مقتدی کے آداب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو عبداللہ بن مسعودؓ نے امام پر سبقت (پہل) کرتے ہوئے دیکھا،تو آپ نے دیکھ کر اس سے فرمایا۔ کہ تو نے نہ تو اکیلے ہوکر نماز پڑھی ہے اور نہ ہی امام کے ساتھ پڑھی ہے۔اور جو آدمی نہ اکیلا ہوکر نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی امام کے ساتھ۔ اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔(غنیۃ الطالبین) (محمد صادق)

اماموں پر وبال

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر اماموں نے اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) نماز پڑھائی، تو تمہارے لئے بھی ثواب ہے اور ان کے لئے بھی۔ اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (یعنی رکوع وسجود کی عدم طمانینت اور قومے، جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں کے) لئے تو ثواب ہے اور ان کے لئے وبال ہے۔ (صحیح بخاری)

نماز پڑھا کر اِمام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ" (بخاری)

''جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکتے، تو ہم پر اپنے چہرے سے متوجہ ہوتے (یعنی نماز پڑھ کر ہماری طرف منہ پھیر لیتے تھے۔''

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ" (صحیح مسلم)

''رسول اللہ ﷺ (مصلے سے) اپنی داہنے طرف گھوم جاتے تھے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے۔ (اس طرح) کہ اس بات کا اعتقاد کرلے کہ داہنی طرف پھرنا لازم ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بار اپنے سے بائیں طرف گھومتے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ امام کو پھرنے کے لئے صرف ایک طرف مقرر نہیں کرلینی چاہئے۔ بلکہ کبھی داہنی طرف سے پھرا کرے، کبھی بائیں طرف سے۔

امام نماز پڑھا کر اس جگہ سے سرک جائے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے۔ یا داہنی طرف یا بائیں طرف ہوجائے۔ (ابوداود)

مطلب یہ ہے کہ مصلیٰ سے سرک کر دائیں یا بائیں ہوکر سنتیں پڑھے اور اسی طرح مقتدیوں کو بھی صف بندی توڑ دینی چاہئے تاکہ آنے والا جان لے کہ جماعت ختم ہوچکی ہے۔

مقتدیوں کے لئے متابعت امام کے احکام

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُبَادِرُوْا الإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا"

''امام پر پہل نہ کرو۔ جب [1] وہ تکبیر کہہ لے تب تم تکبیر کہو۔ (یعنی جب امام اللہ اکبر ختم کرلے، تب تم شروع کرو)

"وَإِذَاقَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ"

''اور جب امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہہ چکے، تب تم آمین کہو''

"وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا"

''اور جب امام رکوع میں چلا جائے تب تم رکوع میں جاؤ''

"وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"

''اور جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ لے، تب تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو'' (بخاری، مسلم)

اس فرمانِ رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو یہ سب کام امام کے پیچھے پیچھے کرنے چاہئیں۔ یعنی امام جب الله اكبر ختم کرلیا کرے تو مقتدی کو اس کے ختم ہونے پر شروع کرنا چاہئے۔ امام جب اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں پہنچ جائے، تو پھر مقتدی قیام میں چلیں اور جب امام الله أكبر کہہ کر رکوع سے قومہ میں پہنچ جائے، تو پھر مقتدی رکوع سے سر اٹھائیں۔ اسی

طرح جب امام اللہ أکبر کہتے ہوئے سجدہ میں پیشانی رکھ دے تو پھر مقتدی قومہ سے سجدہ کے لئے جھکیں۔ پھر جب امام سجدہ سے سر اٹھا کر جلسہ میں پہنچ جائے تو پھر مقتدی سر اٹھائیں پھر جب امام جلسہ سے دوسرے سجدہ میں سر رکھ چکے، تو مقتدی پھر سجدے کے لئے حرکت کریں اور جب امام دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر اللہ أکبر کہتا ہوا قیام میں پہنچ جائے، تو پھر مقتدیوں کو سجدے سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔

رسول خداﷺ جب پیشانی زمین پر رکھ چکتے تو پھر صحابہ کرامؓ قومہ سے جھکتے

''عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّىْ خَلْفَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْأَرْضِ" (متفق علیہ)

''براء بن عازبؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم رسول خداﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس جب آپ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے (تو ہم آپ ﷺ کے پیچھے قومے میں کھڑے ہوجاتے تھے اور پھر) ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدہ میں جانے کے لئے) نہ جھکاتا تھا، یہاں تک کہ رسول خداﷺ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے۔''

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ (متفق علیہ) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر سے پہلے بجائے چار سنتوں کے دوسنتیں بھی پڑھنی جائز ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے دوسنتیں ظہر سے پہلے پڑھ کر امت کے لئے آسانی پیدا کردی۔ تاکہ کسی وجہ سے اگر ہم چار نہ پڑھ سکیں، تو دو رکعت پر ہی عمل کر کے خدا کو راضی کرلیں۔

(۲) مغرب کی ان دو رکعت سنتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھنا مسنون ہے۔ (ترمذی)

حضرات! غور کیا آپ نے؟ کہ جب تک حضور انورﷺ قومے سے سجدے میں پہنچ کر اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے تھے اس وقت تک تمام صحابہؓ کھڑے رہتے تھے۔ کوئی پیٹھ تک نہ جھکاتا تھا۔ اور ہمارا یہ حال ہے (وائے برحال ما) کہ امام قومہ سے سجدہ میں آنے کے لئے ابھی اللہ أکبر ہی کہتا ہے تو مقتدی امام کے سجدہ میں پہنچنے سے پہلے ہی سجدے میں پہنچ گئے ہوتے ہیں۔ اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ امام کے ایسے اقتداء کا جو رسول اللہﷺ کی صریح نافرمانی پر مبنی ہے، قیامت کو کیا حشر ہوگا۔ سنئے نبیٔ رحمتﷺ فرماتے ہیں:

"فَلَا تَسْبِقُوْنِىْ بَالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ"

''تو مجھ (امام) سے پہل نہ کرو رکوع میں اور نہ سجدے میں اور نہ کھڑے ہونے میں اور (نماز سے) فارغ ہونے میں۔'' (مسلم)

گدھے کا سر

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَمَا يَخْشَى الَّذِىْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ" (متفق علیہ)

''جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح کردے۔'' (صحیح بخاری)

رسولِ خداﷺ فرماتے ہیں، کہ جو شخص امام سے قبل سر اٹھاتا ہے، یا سجدے میں جاتا ہے، تو جان لینا چاہئے کہ اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ (موطا امام مالکؒ)

اگر امام کوئی چیز بھول جائے تو مقتدیوں کو سبحان اللہ کہہ کر اسے آگاہ کرنا چاہئے۔ (صحیح بخاری)

(۱) ایک روایت صحیح مسلم میں یہ بھی آئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا۔" تم میں سے کوئی جب جمعہ کی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔ معلوم ہوا کہ بعد جمعہ چار سنتیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور پہلی حدیث کی رو سے دو رکعت پس اختیار ہے چاہے کوئی دو پڑھے۔ چاہے چار۔ منہ ۱۲

نماز کی سنتوں کا بیان

سنتیں وہ نمازیں ہیں جوفرضوں کے ساتھ رات اور دن میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ سنتیں دو قسم کی ہیں۔ایک رواتب یامؤکدہ اور دوسری غیر رواتب یا غیر مؤکدہ۔ رواتب یامؤکدہ وہ ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی۔مثلاً فجر کی سنتیں وغیرہ۔اور غیر رواتب یا غیر مؤکدہ وہ ہیں جو آپ گاہے بگاہے پڑھتے تھے۔ مثلاً عصر کی سنتیں۔اور واضح ہو کہ سنت، نفل، مندوب، مستحب، مرغب فیہ، حسن، یہ تمام الفاظ ہم معنی اور مترادف ہیں۔ جوعبادت نافلہ (غیر فرض) پر بولے جاتے ہیں۔

رات اور دن کی مؤکدہ سنتیں بارہ ہیں

سنتوں سے بہشت میں گھر

"عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ" (رواہ الترمذی)

''اُم حبیبہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔جو شخص دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے۔اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے۔(اور ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) (۱) چار رکعت (سنتیں) ظہر سے پہلے، اور دو رکعت اس کے بعد، اور دو رکعت (۲) (سنتیں) مغرب کے بعد۔ اور دو رکعت (سنتیں) عشاء کے بعد اور دو رکعت (سنتیں) نماز فجر سے پہلے۔''

رسولِ خدا ﷺ سنتیں گھر میں پڑھتے تھے

عبداللہ بن شقیقؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے نفلوں (یعنی سنتوں) کا حال دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نکلتے اور لوگوں کے ساتھ (ظہر کی فرض) نماز پڑھتے۔پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے۔اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے۔ پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ پھر (گھر میں) داخل ہوتے، اور دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ اور حضور ﷺ رات کو (تہجد کی) نو رکعتیں پڑھتے، ان میں وتر بھی ہوتی۔ (یعنی آٹھ رکعت تہجد اور ایک وتر) اور جب صبح نمودار ہوتی، تو دو رکعتیں (سنت) پڑھتے۔ (رواہ مسلم)

ملاحظہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عام طور پر تمام سنتیں گھر پر ہی پڑھتے تھے، اور فرض مسجد میں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم سنتیں ہمیشہ گھر میں ہی پڑھا کریں۔ اگرچہ مسجد میں ان کا پڑھنا جائز ہے۔لیکن گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

جمعہ کے بعد دو سنتیں

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ" (متفق علیہ)

''حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جمعہ کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب اپنے گھر واپس آتے تو گھر میں دو رکعت (۱) (سنت) پڑھتے (بخاری، مسلم)

نوٹ: جمعہ کے بعد کی سنتیں بھی آپ ﷺ گھر میں جا کر پڑھتے۔ معلوم ہوا کہ نوافل کا گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے۔ اور مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

فجر کی سنتوں کی فضیلت

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" (مسلم)

''فجر کی دو رکعتیں (سنت) دنیا سے اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ تمام دنیا اور مافیہا کو خیرات کرنے پر جتنا ثواب مل سکتا ہے، فجر کی سنتوں کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔

بخاری، مسلم میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نوافل (سنن) میں سے کسی چیز پر اتنی محافظت اور مداومت نہیں کرتے تھے جس قدر سنت فجر کی دو رکعتوں پر مداومت کرتے تھے۔ پس ہمیں بھی ان سنتوں کی بڑی محافظت کرنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ان کو نور کے تڑکے میں ہمیشہ گھر پر پڑھ کر مسجد میں جایا کریں، تاکہ گھر بھی ان کے سبب منزل رحمت یزداں ہوں۔

ملاحظہ: فجر کی سنتیں پڑھ کر فرضوں سے پہلے داہنے کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔ (صحیح بخاری)

فجر کی سنتوں کے بعد

رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتیں ادا کر کے تین بار یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمُحَمَّدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ" (حصن حصین)

''اے اللہ! تو جبریلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور محمد ﷺ کا پروردگار ہے (اے اتنی بڑی ہستی!) میں دوزخ سے تیری جناب میں پناہ چاہتا ہوں۔''

(۱) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ الَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ" (رواہ مسلم) جو شخص ڈرے کہ آخر رات کو نہ اٹھ سکوں گا اس کو چاہئے کہ وتر اول شب (عشاء کے ساتھ) پڑھ لے۔

(۲) ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ الَّيْلِ" یعنی وتر ایک رکعت ہے آخر رات کو۔ (مسلم)

فجر کی سنتوں کی قراءت

رسول خدا ﷺ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔ اور (کبھی) ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۳۶) پہلی رکعت میں۔

اور دوسری رکعت میں یہ پڑھتے تھے: ﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:۶۴) (حصن حصین)

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں

اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور سنتیں آپ نے نہ پڑھی ہوں، تو پھر جماعت کے پاس سنتیں پڑھنی شروع نہ کر دیں۔ کیونکہ جماعت کے ہوتے ہوئے پاس کوئی نماز نہیں ہوتی۔ آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

صَلٰوةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ صبح کی نماز (فرض) دو رکعت ہیں، دو رکعت ہیں۔ (اور تم نے فرضوں کی دو رکعتوں کے ساتھ یہ اور دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟) تو اس شخص نے جواب دیا:

"إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ"

حضورﷺ! میں نے دو رکعتیں (سنت) جو فرضوں سے پہلے ہیں نہیں پڑھی تھیں۔ ان کو اب پڑھا ہے۔''

"فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

پھر(اس کا جواب سن کر رسول اللہﷺ خاموش ہوگئے اور خاموشی آپ ﷺ کی رضامندی کی دلیل ہے (محدثین کی اصطلاح میں یہ تقریری حدیث کہلاتی ہے۔ (ابوداود، ترمذی)

رسول خداﷺ نے فرمایا: جو عصر سے پہلے چار رکعت (سنت) پڑھے خدا اس پر رحمت کرے۔(ترمذی)

حضرت علیؓ کی روایت میں عصر سے پہلے دو رکعت (سنت) بھی آئی ہے۔(ابوداود)

نوٹ: عصر کی یہ سنتیں غیرمؤکدہ ہیں، یعنی ضروری نہیں اور چاہے کوئی چار پڑھے، چاہے دو۔

نمازوں کی رکعتوں کی تعداد

نماز **فجر**:	پہلے دو سنتیں، پھر دو فرض	(نماز فجر کی چار رکعت ہوئی)
نماز **ظہر**:	پہلے چار سنتیں، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں	(نماز ظہر دس رکعت ہوئی)
نماز **عصر**:	چار فرض۔	
نماز **مغرب**:	تین فرض، پھر دو سنتیں	(نماز مغرب پانچ رکعت ہوئی)
نماز **عشاء**:	چار فرض، دو سنتیں	(نماز عشاء چھ رکعت ہوئی)

ملاحظہ: نماز وتر دراصل رات کی نماز ہے جو تہجد کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ جو لوگ رات کو اٹھنے کے عادی نہ ہوں، انہیں رسول اللہﷺ کی طرف سے اجازت [1] ہے کہ

(۱) اگر کوئی ایک وتر پڑھے تو اس پر کسی کو معترض نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ ایک وتر کو نفرت کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کسی کا گھریلو معاملہ نہیں ہے اور نہ کسی کی شخصی رائے ہے۔ بلکہ ایک وتر کی اجازت اس زبان سے نکلی ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰی'' (النجم: ۳،۴) ''محمدﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ ان کا بولنا تو خدا کی بھیجی ہوئی وحی ہی ہے'' سنئے! ابن عمرؓ کی روایت سے حضورﷺ فرماتے ہیں: ''اَلْوِتْرُ رَکْعَۃٌ مِّنْ اٰخِرِ الَّیْلِ'' یعنی وتر ایک رکعت ہے آخر رات کو۔ (صحیح مسلم)

وہ وتر بھی نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھ سکتے ہیں۔ وتر طاق عدد کو کہتے ہیں اور اصل وتر ایک [2] ہی رکعت ہے۔ اور ایک سے آگے تین، پانچ، سات اور نو تک ہیں۔ پس جو شخص وتر ایک پڑھنا چاہے اس کے لئے نماز عشاء سات رکعت ہوئی اور جو تین پڑھے اس کی نماز عشاء کی نو رکعتیں ہوئیں۔

نفل خوشی کی عبادت ہے

کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے نمازوں کی رکعتوں کو کم کر دیا ہے یعنی فرائض اور سنن گن لی ہیں اور نوافل چھوڑ دیئے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ نوافل اپنی خوشی اور مرضی کی عبادت ہے خدا اور رسول ﷺ نے کسی کو پڑھنے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ اس لئے ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ نفلوں کو فرضوں کا ضروری اور لازمی ضمیمہ بنا ڈالیں۔ فرضوں کے ساتھ حضرت انورﷺ کی نافلہ عبادت یعنی سنتیں آ گئی ہیں، جن سے نماز پوری اور مکمل ہوگئی ہے۔

نماز وتر کا بیان

وتر کے معنی اکیلا، تنہا اور طاق۔ اس کی ضد شفع یعنی جوڑا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے مختلف اَحوال و اَوقات میں وتر ایک بھی پڑھا ہے اور تین بھی۔ اور سات بھی اور نو بھی پڑھے ہیں۔

چنانچہ سعد بن ہشام نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا:

"یَااُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْبِئُنِیْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

''اے مومنوں کی ماں! مجھ کو رسول اللہﷺ کی وتر کے بارے میں خبر دو!''

(۱) ''عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیّﷺ یُوْتِرُ بِثَلٰثٍ لاَ یَقْعُدُ اِلاَّ فِیْ اٰخِرِھِنَّ'' حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول خداﷺ تین وتر پڑھتے تھے (رواہ الحاکم ابوعبداللہ فی کتابہ المستدرک) پس جو شخص تین وتر پڑھے اسے دو رکعت کے بعد التحیات میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بلکہ تیسری رکعت ختم کر کے قعدہ میں بیٹھ کر التحیات، درود، دعا پر سلام پھیرنا چاہئے۔ کیونکہ حضورﷺ کے فعل سے ایسا ہی ثابت ہے۔

جنابہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ میں آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی۔ پھر جب رات کو اللہ چاہتا آپ ﷺ کو اٹھاتا، پھر حضور ﷺ مسواک کرتے اور وضو کرتے:

"وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكْعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا"

''اور نماز (وتر) نو رکعتیں پڑھتے۔ جس میں آٹھویں رکعت کے علاوہ کسی میں نہ بیٹھتے (یعنی آٹھویں رکعت میں التحیات میں بیٹھتے) تو اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے (یعنی التحیات پڑھتے کہ التحیات ذکر، حمد اور دعا پر مشتمل ہے) پھر (التحیات پڑھ کر) بغیر سلام پھیرے کھڑے ہوجاتے۔ پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جاتے اور اللہ کو یاد کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے (یعنی آخری قعدہ میں معروف دعا پڑھتے) پھر سلام پھیرتے۔ پھر ام المومنینؓ فرماتی ہیں: ''فَلَمَّا اَسَنَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ'' پھر جب رسول اللہ ﷺ بڑی عمر کو پہنچے، اور گوشت پھیل گیا (تو) آپ ﷺ وتر سات رکعت پڑھتے تھے۔ (رواہ مسلم)

ملاحظہ: اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ نے نو وتر بھی پڑھی، اور سات بھی۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ ہر رکعت کے بعد التحیات میں نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ آخری شفع میں بیٹھ کر کھڑے ہوجاتے اور پھر آخری طاق رکعت پڑھ کر حسبِ معمول سلام پھیر دیتے تھے۔

پانچ، تین اور ایک وتر

حضرت ابوایوب انصاریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِثَلٰثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ" (رواہ ابوداود، والنسائی وابن ماجہ)

''وتر ہر مسلمان پر حق (ثابت) ہے۔ تو جو شخص وتر پانچ رکعت پڑھنا چاہے، تو (پانچ رکعت) پڑھ لے۔ اور جو کوئی وتر تین رکعت پڑھنا چاہے تو (تین رکعت) پڑھ لے اور جو کوئی وتر ایک رکعت پڑھنا چاہے تو (ایک رکعت) پڑھ لے۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وتر پانچ بھی ہیں، تین بھی ہیں اور ایک بھی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اَحوال اور اَوقات کے پیش نظر چاہے پانچ وتر پڑھے، چاہے تین پڑھے اور چاہے ایک[1] ہی پڑھ لے۔

پانچ یا تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں درمیان میں کوئی تشہد نہیں

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذَالِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا" (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے، (جن میں سے آٹھ رکعت تو تہجد کی ہوتیں اور باقی) ان میں پانچ رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ (اور ان پانچ وتروں میں) کسی رکعت میں (تشہد کے لئے) نہ بیٹھتے مگر اس کے آخر میں۔''

معلوم ہوا کہ وتروں کی پانچوں رکعتوں میں تشہد کے لئے کہیں نہ بیٹھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ پانچوں رکعت پڑھ کر قعدہ میں التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہئے اور اسی طرح اگر آپ تین وتر پڑھنا چاہیں تو بھی تشہد کے لئے بیچ میں کہیں[1] نہ بیٹھیں۔ بلکہ آخری رکعت میں بیٹھ کر حسبِ معمول تشہد، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر

---

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا ﷺ تین وتر بھی پڑھتے تھے۔ تو جو لوگ تین وتر پڑھتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں اور ایک وتر پڑھنے والے بھی سند رکھتے ہیں۔ اس لئے ایک اور تین کے موضوع پر بحث وتکرار کرنا فضول ہے اور اس بات پر علماء کا اکھاڑے لگانا فضول ہے۔ (محمد صادق)

دیں۔

تین وتروں کی قراءت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ پہلی رکعت وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، اور تیسری[1] میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔(دارمی)

رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''لاَ وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَةٍ '' ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں'' (بلوغ المرام)

وتروں کے سلام کے بعد

(۱) ''اِنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ کَانَ یُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَدْعُوْ فِیْ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہﷺ نماز میں جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو پھر دعائے قنوت پڑھتے تھے۔(نسائی) ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَأْسَهٗ قَالَ '' حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دعائے قنوت پڑھتے۔(نسائی)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔''قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مِنَ الرَّکْعَةِ الاٰخِرَةِ'' قنوت پڑھی رسول اللہﷺ نے آخر رکعت میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ چکنے کے بعد (ابوداود)

امام نووی شارح مسلم، باب استحباب القنوت میں فرماتے ہیں۔ ''وَمَحَلُّ الْقُنُوْتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ فِیْ الرُّکُوْعِ فِیْ الرَّکْعَةِ الاَخِیْرَةِ'' اور قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔(مسلم)

(۲) اس دعائے قنوت سے متعلق محدث ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔ ''لاَ نَعْرِفُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ الْقُنُوْتِ شَیْئًا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا'' دعائے قنوت میں نبیﷺ کی اس سے بہتر کوئی دعا ہمیں نہیں معلوم۔(ترمذی)

(۳) مراد انبیاء، اولیاء، اور صالحین ہیں۔

اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ وتروں سے سلام پھیر کر تین بار یہ پڑھتے۔

''سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ'' ...... ''پاک ہے بادشاہ نہایت پاک'' (ابوداود)

نفل بعد وتر

وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہے۔(ضروری نہیں) (مسلم)

(۱) دنیا اور آخرت کی آفات اور سختیوں سے۔

(۲) عمر، صحت، بیوی، اولاد، مال، علم، عمل اور ہر قسم کی نعمتوں وغیرہ میں برکت دے۔(محمد صادق)

(۳) یعنی تیری ذات پاک ہے دین اور دنیا میں خیر اور بھلائی کی کثرت ہی کثرت ہے۔

دعاءقنوت

ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت حسن بن علیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے کہ میں انہیں قنوت وتر میں کہا کروں (وہ کلمات یعنی دعاءقنوت یہ ہے جو آخری رکعت میں بعد[1] رکوع پڑھتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ[2] اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ إِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَیْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ"

''یاالٰہی! مجھ کو ہدایت کر ان لوگوں کے زمرہ[3] میں جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت[1] میں رکھ ان لوگوں کی جماعت میں جنہیں تو نے عافیت دی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کی تو نے کارسازی کی اور برکت دے میرے لئے اس چیز میں جو مجھے تو نے عطا[2] کی اور مجھے اس چیز کی برائی سے بچا جو تو نے مقرر کی۔ کیونکہ تو جو چاہے حکم کرتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ بیشک جسے تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور وہ عزت نہیں پاسکتا جسے تو دشمن رکھے۔ اے ہمارے رب! تو بابرکت[3] ہے اور بلند ہے۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اللہ نبی ﷺ پر درود بھیجے۔''

دوسری دعاءقنوت

"اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ إِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَإِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ الْجِدَّ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" (حصن حصین)

''یاالٰہی! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور بھلائی کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری (نعمت کی) ناشکری نہیں کرتے۔ تیرے نافرمان کو ہم چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔ یاالٰہی! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور تیری خدمت میں ہم حاضر ہیں اور تیرے عذاب حق سے ڈرتے ہیں اور ہم تیری رحمت سے امید رکھتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب حق کافروں کو ملنے والا ہے۔''

ملاحظہ: دونوں دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھ لیا کریں اور دونوں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ پہلی بہترین قنوت ہے۔

حوادث نازلہ کی دعائے قنوت

جنگ، مصیبت اور غلبۂ دشمن کے وقت اس دعائے قنوت کا پڑھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَیُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَكَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" (حصن حصین)

''یاالٰہی! ہم کو بخش دے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو (بخش دے) اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو (بخش دے) اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان کے درمیان اصلاح کردے اور اپنے دشمنوں اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد کر۔ یاالٰہی! ان کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر جو تیری راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں۔

یاالٰہی! ان کی باتوں کے درمیان پھوٹ ڈال دے اور ان کے قدم ڈگمگا دے۔ اور ان پر اپنا عذاب اتار جسے تو کافروں کی قوم سے (ان پر عذاب ڈال کر) ہٹایا نہیں کرتا۔ یاالٰہی! ہم تجھ کو ان دشمنوں کے مقابلہ میں کرتے ہیں۔ اور ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔''

(۱) یاالٰہی! میں دنیا کی تنگی (سختیوں اور مصیبتوں) سے اور قیامت کے دن کی تنگی، (سختیوں اور مصیبتوں) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

نمازِ تہجد کا بیان

تحریض بر تہجد

ابوامامہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ الَّيْلِ''۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ ''فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ'' کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش ہے۔ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ اور وہ تمہارے لئے قرب خدا کا سبب ہے۔ وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ اور گناہوں کے دو رہونے کا ذریعہ ہے۔ وَمُنْهَاةٌ عَنِ الاثْمِ اور (یہ رات کا قیام) گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔ (ترمذی)

میاں بیوی خدا کے حضور میں

ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ خدا کی رحمت ہو اس شخص پر جو رات کو اٹھا پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت (غلبۂ نیند کے باعث) نہ جاگی، تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ خدا کی رحمت ہو اس عورت پر کہ رات کو اٹھی اور نماز (تہجد) پڑھی۔ پھر اپنے خاوند کو جگایا، پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی پھر اگر خاوند (غلبۂ نیند کے باعث نہ جگا) تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ (ابوداود)

تہجد کا مرتبہ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِىْ جَوْفِ الَّيْلِ'' (احمد)

''فرض نمازوں کے بعد سب نمازوں سے افضل تہجد کی نماز ہے۔''

نبیٔ رحمت ﷺ کا شوق تہجد

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (رات کو تہجد میں) اتنا قیام فرمایا کہ آپ ﷺ کے پاؤں میں ورم ہو گیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا۔ یہ (اتنی مشقت) آپ کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ مغفور ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''أَفَلاَ أَكُوْنَ عَبْدًا شُكُوْرًا'' کیا پھر (جبکہ خدا نے مجھے نبوت کے انعام، مغفرت کی دولت، اور بے شمار نعمتوں کی عطا سے نوازا ہے) میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں! (بخاری، مسلم)

نیند سے جاگتے وقت پڑھیں

حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (بستر سے تہجد کے لئے) اٹھتے تو (یہ) پڑھتے۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ دس بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس بار۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، دس بار۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، دس بار، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، دس بار۔ لاَاِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، دس بار اور پھر اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ(1) دس بار۔ پھر (وضو وغیرہ کر کے) تہجد شروع کرتے (ابوداود)

تہجد کی نماز کا طریقہ

تیرہ رکعت پانچ وتر کے ساتھ

رسول خدا ﷺ کی تہجد کی نماز میں ہمیشہ وتر بھی شامل ہوتی تھے۔ زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ نے تہجد کی تیرہ رکعتیں پڑھی ہیں، جن میں پانچ وتر ہوتی تھیں اور آٹھ رکعت تہجد، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

''وَكَانَ يُصَلِّىْ مِنَ الَّيْلِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذَالِكَ بِخَمْسٍ لاَ يَجْلِسُ فِىْ شَيْئٍ إِلاَّ فِىْ اٰخِرِهِنَّ''

''یعنی رسول اللہ ﷺ رات کو (تہجد) پڑھتے تھے (کبھی) تیرہ رکعت، ان (تیرہ رکعت) میں سے پانچ رکعت کو وتر کرتے تھے۔ اور نہیں بیٹھتے تھے (وتروں کی) کسی

رکعت میں سوائے ان کی آخری رکعت کے۔''

ملاحظہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور ﷺ آٹھ رکعت تہجد پانچ وتروں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پس اگر آپ تہجد کی نماز تیرہ رکعت پڑھنا چاہیں، تو اس طرح پڑھیں کہ آٹھ رکعت دو دو رکعت پر سلام پھیر کر ختم کریں۔ پھر پانچ رکعت وتر پڑھیں اور ان میں تشہد پڑھنے کے لئے بیچ میں کہیں نہ بیٹھیں۔ بلکہ آخری یعنی پانچویں رکعت میں ہی بیٹھ کر التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ اس طرح آپ کی تہجد آٹھ رکعت اور وتر پانچ رکعت ہوئی۔ یہ تہجد کی زیادہ سے زیادہ رکعات ہیں۔ اگر حالات اور وقت اجازت دیں تو رکوع وسجود، اور قومہ، جلسہ کی کامل طمانیت کے ساتھ تہجد تیرہ رکعت پڑھ لیا کریں۔

تہجد گیارہ رکعت ایک وتر کے ساتھ

بخاری، مسلم میں ہے: ''كَانَ يُصَلِّىْ مِنَ الَّيْلِ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ'' یعنی ''رسول اللہ ﷺ (کبھی) رات کو نماز (تہجد) گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ جس میں صرف ایک رکعت وتر ہوتی۔

ملاحظہ: اگر آپ تہجد گیارہ رکعت پڑھنا چاہیں۔ تو دس رکعتیں دو دو رکعت پر سلام پھیر کر پوری کریں، اور بعد ازاں ایک وتر پڑھ لیں۔

نو اور سات رکعت تہجد

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تہجد کی نماز میں تیرہ رکعتیں بھی پڑھی ہیں، اور گیارہ بھی۔ اور صحیح مسلم میں نو رکعت تہجد کی تعداد بھی آئی ہے۔ جس میں تین وتر شامل ہیں۔

---

(۱) یہ دعا سند کے لحاظ سے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ سے قوی ہے۔

(۲) یعنی اگر تو ان کو عذاب کرے، تو وہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے، تو بے شک تو غالب، حکمت والا ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ''

''حضور ﷺ نے دو رکعتیں لمبے قیام رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑھیں''

''فَعَلَ ذَالِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكْعَاتٍ'' پھر آپ ﷺ نے وہ عمل (دو رکعت پڑھنا) تین بار چھ رکعتوں میں کیا۔ یعنی چھ رکعتیں (تہجد کی) پڑھیں۔

تہجد کی یہ چھ رکعتیں نبی رحمت ﷺ نے پڑھ کر امت کے لئے آسانی پیدا کر دی کہ اگر کسی کو اٹھنے میں دیر لگ جائے، وقت تھوڑا ہو، یا اور کوئی کام پڑ جائے تو صرف چھ رکعتیں تہجد کی اور تین وتر پڑھ لینے سے بھی سنت پاک پر عمل ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے رحمت بن کر آئے تھے اور آسانیاں لائے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سات رکعت تہجد مع وتر بھی پڑھی ہے۔

حضرت مسروقؒ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا:

''فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً'' (صحیح بخاری)

''تو جنابہ صدیقہؓ نے فرمایا، کبھی سات رکعتیں، کبھی نو، اور کبھی گیارہ رکعتیں (مع وتر) پڑھتے۔''

سات رکعت تہجد میں اگر وتر ایک رکعت پڑھیں تو تہجد چھ رکعت ہوئی اور اگر وتر تین پڑھیں تو نماز تہجد چار رکعت ہوئی معلوم ہوا، اگر آپ رات کو چار رکعت تہجد اور تین وتر پڑھ لیں، یا چھ رکعت تہجد اور ایک وتر کر لیں، تو بھی آپ کا دامن عمل دولت سنت سے بھر جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کا غالب معمول

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رسول خدا ﷺ تہجد کی نماز کبھی تیرہ، کبھی گیارہ، کبھی نو اور کبھی سات رکعتیں وتروں سمیت پڑھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور انور ﷺ کی رات کی نماز کا غالب معمول بیان فرماتی ہیں:

''قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِىْ رَمَضَانَ وَلَا فِىْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً

يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلَا تُسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّى ثَلٰثًا" (صحیح بخاری، باب صلوٰۃ اللیل)

''آپؓ فرماتی ہیں، کہ رمضان ہوتا یا نہ ہوتا رسول اللہ ﷺ (رات کو نماز علی العموم) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (پہلے) آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے۔ان کی خوبی، اور درازی (بھی) کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت پڑھتے پس ان کی خوبی اور درازی تو تم دریافت ہی نہ کرو۔ پھر (آخر میں) آپ ﷺ تین رکعت (وتر) پڑھتے۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا غالب معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ آٹھ رکعت تہجد، چار چار کی نیت سے دو سلام میں پڑھتے تھے۔اور پھر تین وتر۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم بھی اپنی رات کی نماز کا معمول گیارہ رکعت بنالیں آٹھ تہجد اور تین وتر۔

فہمائش

اگر آپ وتر عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھ لیں، تو پھر نماز تہجد میں وتر ہرگز نہ پڑھیں۔ کیونکہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے: لاَ وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَۃٍ (ابوداود) ایک رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنا ناجائز ہے، اس لئے اپنے اَوقات اور اَحوال کے پیش نظر صرف تہجد کی رکعات ہی بلا وتر پڑھا کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت

ناظرین! نمازوں میں آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر دعائے افتتاح سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ، یا، اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ [۱] پڑھتے ہیں۔تہجد میں بھی آپ یہ دعائیں بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔اور آپ کی روزانہ نمازوں کی قراءت وغیرہ تہجد کے لئے کافی ہیں۔لیکن رسول خدا ﷺ کی نماز تہجد کا حسن اور طول بیان نہیں ہوسکتا۔

(۱) یعنی تیری ہی حفاظت اور تدبیر سے آسمانوں کا اور زمین کا نظام قائم ہے۔اگر تیرا فیض منقطع ہو تو چشم زدن میں فلک الافلاک سے تحت الثریٰ تک سب کچھ برباد ہوجاوے۔(منہ ۱۲)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے تہجد میں (اتنا) قیام کیا کہ اس ایک آیت [۲] ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدۃ:۱۱۸) کو (عجز والحاح سے بار بار) پڑھتے صبح کردی۔(نسائی)

نوٹ: قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ آیت اپنی اُمت کے حق میں اللہ کی جناب میں عرض کریں گے اور رسول اللہ ﷺ نے تہجد میں اس آیت کو اپنی اُمت کے حسب حال پڑھتے پڑھتے صبح کردی، صلی اللہ علیہ وسلم الف الف صلوۃ۔

حضرت حذیفہؓ نے حضور ﷺ کو تہجد پڑھتے دیکھا، وہ کہتے ہیں۔ دعائے افتتاح کے بعد آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا۔ فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ تو آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام کی مانند تھا۔ (یعنی قیام کی طرح رکوع بھی کافی دراز کیا) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوْعِهِ۔ تو آپ ﷺ کا قومہ آپ کے رکوع کی مانند تھا۔(یعنی رکوع کی طرح قومہ بھی کافی دراز کیا) فَكَانَ سُجُوْدُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ۔آپ ﷺ کا سجدہ آپ کے قومہ کی مانند تھا۔(یعنی قومہ کی طرح سجدہ بھی کافی دراز کیا۔ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُوْدِهِ ۔اور آپ دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سجدے کی مانند بیٹھتے تھے۔(یعنی سجدے کی طرح جلسے میں بھی دیر لگائی اور خوب اطمینان کیا) پس حضور ﷺ نے چار رکعتوں میں سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اور مائدہ پڑھیں۔(ابوداود)

سبحان اللہ! یہ تھی نبیٔ رحمت ﷺ کی تہجد، صرف چار رکعتوں میں سوا چھ سیپارے پڑھے۔ پھر رکوع اور قومے، سجدے اور جلسے کی درازی، اور ان میں تسبیحوں اور دعاؤں کو کثرت سے پڑھنا آپ ﷺ پر ختم تھا۔ جب ہی تو جنابہ صدیقہؓ نے حضور انور ﷺ کی تہجد کی نماز سے متعلق پوچھنے والے سے فرمایا:

لَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ "رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی چار رکعتوں کے حسن وطول کا کچھ حال نہ پوچھ (مجھ سے بیان نہیں ہوسکتا)''

قارئین کرام! ہمیں بھی چاہئے کہ نماز تہجد میں ہم قیام کو جتنا بھی دراز کرسکیں ۔ رکوع و

سجود، قومے اور جلسے میں جتنی زیادہ تسبیحیں اور دعائیں پڑھ سکیں پڑھیں۔ تہجد کے قیام میں پڑھنے کے لئے اگر قرآن زیادہ یاد نہ ہو تو سورۂ اخلاص کی کثرت سے ہی قیام کی درازی پوری کرلیا کریں۔ اگر اُمت کی مغفرت کی غرض سے نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی آیت کو تہجد میں بار بار پڑھتے ہوئے صبح کردی، تو آپ اخلاص ہی کو نہایت اخلاص کے ساتھ دس، بیس، پچاس، یا سو بار حسبِ طاقت ہر ہر رکعت میں پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کریں۔

تہجد کی دعائے افتتاح

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ الَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ"

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد یہ) پڑھتے۔''

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ[1] السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدَكَ الْحَقُّ وَلِقَاءَكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ"

''یاالٰہی! تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور ان چیزوں کا بھی جو ان میں ہیں، اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو ان میں ہیں۔ اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں تو ہی آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور (ان کا بھی) جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ تو ہی ثابت ہے (کبھی معدوم نہ ہوگا) اور (دنیا و آخرت کے متعلق) تیرا وعدہ سچا ہے اور (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے اور تیرا کلام حق ہے۔ اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور سب نبی حق ہیں۔ اور محمد ﷺ حق ہیں۔ اور قیامت حق ہے۔ یاالٰہی! تیرے واسطے میں تابعدار ہوا اور تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے (دشمنوں سے) جھگڑا کیا اور تیرے پاس فریاد لایا ہوں۔ پس تو میرے وہ گناہ بخش دے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور وہ گناہ بھی جو آئندہ مجھ سے سرزد ہوں اور وہ گناہ بھی جو میں نے چھپ کر کئے اور وہ بھی جو میں نے کھلم کھلا کئے اور وہ بھی کہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے کہ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالنے والا ہے۔ عبادت کے لائق صرف تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (بخاری و مسلم)

ملاحظہ: تہجد کی نماز میں اگر **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**، اور **اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ** دونوں دعائیں پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے نکلی ہوئی دعائے مذکور بھی پڑھ لیا کریں، تو خدا کی خوشی اور رضا مندی کے دریا میں رحمت کی موجیں اٹھنے لگیں گی۔ دیوان عمل کے سیاہ نامے دھل جائیں گے اور تہجد کا نالۂ شب گیر عرش رسا ہوجائے گا۔

نماز تراویح کا بیان

نماز تراویح اور تہجد (رات کی نماز) دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ رات کی نماز غیر رمضان میں جب سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جائے تو تہجد کہلاتی ہے۔ اور اگر رمضان میں سونے سے قبل عشاء کے ساتھ پڑھ لی جائے تو اس کو تراویح کہتے ہیں۔

رمضان شریف میں روزہ کے سبب چونکہ طبائع ضعیف اور مضمحل سی ہوجاتی ہیں اور افطاری اور سحری کے بعد سونے اور پھر آدھی رات گئے بیدار ہو کر تہجد کے لئے طویل قیام کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے نبیٔ رحمت ﷺ نے رات کو نماز (تہجد) کو رمضان شریف میں عشاء کے ساتھ ہی پڑھ کر لوگوں کے لئے سہولت اور آسانی پیدا کر دی۔ تاکہ وہ تراویح کے بعد پوری طرح آرام کی نیند سوئیں اور پھر صبح صادق سے کچھ پہلے اٹھ کر سحری کھا کر روزے کے لئے تازہ دم ہوجائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین رات تراویح پڑھائی

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ پس (شروع میں) آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا۔ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا۔ یہاں تک کہ تیئسویں رات کو حضور ﷺ نے ہمیں نماز تراویح پڑھائی۔ ”فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا“ پھر آپ ﷺ نے چوبیسویں رات چھوڑ کر پچیسویں رات کو ہمیں تراویح پڑھائی۔ ”فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسُ فَقَامَ بِنَا“ پھر آپ ﷺ نے چھبیسویں رات چھوڑ کر ستائیسویں شب کو اپنے گھر کے آدمیوں کو اپنی عورتوں کو اور سب لوگوں کو جمع کر کے ہمیں نماز تراویح پڑھائی۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں:

فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ“ (مسلم، بخاری)

”حضور ﷺ نے تین رات تراویح پڑھانے کے بعد) فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ تمہارا معمول (تراویح) برابر قائم ہے۔ تو مجھے ڈر ہوا کہ عنقریب تم پر فرض کر دیا جائے گا۔ (اس لئے باہر تراویح پڑھانے کو نہ نکلا) پس تم اپنے گھروں میں نماز (تراویح) پڑھو۔“

ناظرین! آپ کو معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف تین رات تراویح پڑھائی۔ اور پھر اس خیال سے کہ کہیں یہ نماز باجماعت ادا کرنے پر فرض نہ ہوجائے۔ اور پھر اُمت اس کے ترک پر بہت گنہگار ہوگی۔ حضور ﷺ نے اسے جماعت سے پڑھانا ترک کر دیا اور لوگوں کو گھروں میں پڑھ لینے کا حکم دیا۔

حضور ﷺ نے رمضان میں تہجد نہیں پڑھی

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تراویح کی نماز مع وتر پڑھائی۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ نے تہجد ہرگز نہیں پڑھی اور نہ ہی وتر پڑھے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کا قیام لیل (تہجد) رمضان میں قیام رمضان (تراویح) سے بدل گیا۔ یعنی حضور ﷺ جو تہجد اور وتر غیر رمضان میں نیند سے اٹھ کر پڑھتے تھے رمضان میں وہی تہجد اور وتر، تراویح کے نام سے سونے سے قبل بعد عشاء پڑھ لیتے تھے۔ متون حدیث و فقہ اور ان کی صدہا شروح میں یہ بات کہیں ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے تراویح اور وتر پڑھا کر پھر اسی رات دوبارہ وتر پڑھے ہوں، اور ایک رات میں دو بار وتر پڑھنی منع ہیں۔

خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

”لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ“ ......”ایک رات میں دو بار وتر ناجائز ہے۔“ (ابوداود)

کیونکہ دو بار پڑھنے سے وتر شفع بن کر باطل ہوجاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ رات میں وتر ایک ہی بار پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے تراویح اور وتر پڑھا دیئے تو یقیناً حضور ﷺ نے نہ وتر ہی اس رات دوبارہ پڑھی اور نہ ہی تہجد۔ پس تہجد مع وتر رمضان میں نماز

تراویح بن گئی۔ یادرہے کہ تراویح کا اصل نام قیام رمضان ہے۔

نماز تراویح گیارہ رکعت ہیں

تہجد کے بیان میں آپ حضرت عائشہؓ کی روایت پڑھ چکے، صدیقہ کبریٰؓ فرماتی ہیں:

"مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلَى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً"

''یعنی رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (علی العموم) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

اس حدیث کی صحت کا آفتاب ہمیشہ نصف النہار پر رہا ہے۔ یہ حدیث نہایت درجہ صحیح اور غیر مجروح ہے۔ تو اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی رات کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت (جن میں تین وتر بھی ہیں) رہی ہے پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ غیر رمضان میں تہجد گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور حضور ﷺ نے وہی گیارہ رکعت تہجد تراویح کے نام سے رمضان میں پڑھائی۔

رسولِ خدا ﷺ نے تراویح گیارہ رکعت پڑھائی

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ" (رواہ ابن خزیمہ و ابن حبان فی صحیحھا)

''کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو رمضان میں آٹھ رکعت (تراویح) پڑھائی، پھر وتر پڑھے''

ملاحظہ: اس غیر مجروح حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو تین رکعت نماز پڑھائی تھی وہ گیارہ رکعت ہی تھیں۔ جن میں تین وتر بھی شامل تھے۔ اور حضرت عائشہؓ والی حدیث، کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کتنی نماز (تراویح) پڑھتے تھے؟ تو جنابہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

یہ تو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین شب تراویح پڑھا کر پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں پڑھا کرو، گھروں وغیرہ میں فرداً فرداً پڑھنے کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا طریقہ مقرر فرمایا۔ (ابوداود)

حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت تراویح کا حکم دیا

"عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمِ الدَّارِيْ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً" (موطا امام مالک، باب: قیام رمضان)

''سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھایا کریں۔''

اس حدیث کی سند صحیح ہے، کسی نے اس پر جرح نہیں کی۔ ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ نے مدینے کے قاریوں کو نماز تراویح گیارہ رکعت (جن میں تین وتر ہیں) پڑھانے کا حکم دیا۔ اور خود بھی گیارہ ہی پڑھتے تھے۔ رسول خدا ﷺ کے زمانے سے لوگ تراویح گھروں میں پڑھتے آئے تھے۔ پھر جب امیر المومنینؓ نے تراویح باجماعت پڑھنے کا طریقہ جاری فرمایا۔ انہوں نے گیارہ ہی کا حکم دیا۔ پس تراویح کا آٹھ رکعت کا عدد ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ ہے اور جو شخص تراویح آٹھ رکعت سے زائد پڑھتا ہے اس کی زائد رکعات مستحب اور نفل ہوں گی۔ سنت صرف آٹھ رکعت ہی ہے۔ خوب سمجھ لو!''

رسولِ خدا ﷺ کے سامنے آٹھ تراویح

"عَنْ جَابِرٍ جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ اللَّيْلَةَ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ قَالَ نِسْوَةٌ دَارِيْ قُلْنَ إِنَّا لَا نَقْرَءُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّيْ خَلْفَكَ بِصَلٰوتِكَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَالْوِتْرَ فَسَكَتَ عَنْهُ

وَكَان شِبْهَ الرَّضَا" (کتاب:قیام اللیل،امام مروزی)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رمضان میں اُبی بن کعبؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کیا حضور ﷺ! رات کوایک بات ہوگئی۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا؟ اے اُبی! انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ! میرے گھر کی عورتیں کہنے لگیں۔ ہم قرآن نہیں پڑھتیں اس لئے ہم تمہارے پیچھے نماز (تراویح) پڑھیں گی (اورقرآن سنیں گی) تو میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھادیئے۔ پس آپ ﷺ نے یہ سن کرسکوت فرمایا گویا(سکوت سے) اس بات کو پسند کیا۔''

اِمام الاحناف شیخ ابن ہمامؒ نے آٹھ تراویح کوسنت فرمایا

اِمام ابن ہمامؒ حنفیوں میں ایک اَجل عالم ہوئے ہیں۔ایسے عالموں پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہوں کہ وہ جماعتی تعصب اور دھڑے بندی سے ہمیشہ دور رہے ہیں اورحق بیانی ان کا شیوہ رہا ہے آپ آٹھ اوربیس تراویح کی تحقیق فرماتے ہیں:

"فَتَحْصُلُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً بَالْوِتْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ فَعَلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ" (فتح القدیر، جلداول)

''پس اس مبحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ قیام رمضان جو سنت ہے، وہ تو وتر سمیت گیارہ رکعت ہیں۔جس کورسول اللہ ﷺ نے اپنے فعل سے باجماعت ادا کیا۔''

بیس تراویح کے متعلق آپ کا فیصلہ

"فَتَكُوْنُ الْعِشْرُوْنَ مُسْتَحِبًّا وَذَالِكَ الْقَدْرُ مِنْهَا هُوَ السُّنَّةُ" (فتح القدیر)

''پس بیس رکعت تو مستحب (نفل) ہوں گی۔ اوربیس میں سے وہ مقدار (مذکور آٹھ رکعت) ہی سنت ہے۔''

آٹھ،بیس پرمت جھگڑو

یہ بات مہرِ نیمروز کی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک تو آٹھ رکعت تراویح ہی ہے۔ اوراس سے زیادہ پڑھنا سنت نہیں بلکہ نافلہ عبادت ہے۔ اس لئے آٹھ تراویح پڑھنے والوں کوہمیں ہرگزنہیں روکنا چاہئے اور نہ اس فعل رسول اللہ ﷺ پرمعترض ہونا چاہئے۔اور جوبیس پڑھتے ہیں ان کے متعلق حنفیوں کے سب سے بڑے اِمام ابن ہمامؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ آٹھ سے زیادہ پڑھنے والوں کی زیادتی سنت نہیں ہے۔ سنت صرف آٹھ ہی ہیں۔ باقی نفل ہیں۔

---

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا اللہ اورآخرت کے دن پرایمان ہے، اس پر جمعہ فرض ہے اور مریض، مسافر،عورت، نابالغ لڑکا اور غلام جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں۔(دارقطنی)

نوٹ: اگر چاہیں تو پڑھیں۔ جائز ہے۔ ورنہ ظہر ادا کریں۔

جمعه کی نماز کا بیان

جمعه کی فرضیت

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ إِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوْا الْبَيْعَ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الجمعة:۹)

''مومنو! جب جمعه کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت ترک کردو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

جمعه قیامت تک فرض ہے

"عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوا بِالأعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تَشْغَلُوْا وَصِلُوْا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ فِىْ السِّرِّ وَالْعَلاَنِيَةِ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ يَوْمِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا مِنْ عَامِى هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ أَوْ بَعْدِىْ وَلَهٗ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْجَائِرٌ اِسْتِخْفَافًا بِهَا وَجُحُوْدًا بِهَا فَلاَ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلاَ بَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ اَلاَ وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" (ابن ماجہ)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: لوگو! موت آنے سے پہلے اللہ کی طرف لوٹ آؤ، مرنے سے قبل توبہ کرلو۔ آفتوں کے اترنے سے پہلے نیک عمل کرو، اللہ کو کثرت سے یاد کرکے اپنے اور اس کے درمیان کے تعلق کو جوڑ لو۔ پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی کثرت سے صدقہ دے کر (ایسا کرنے سے) رزق میں برکت ہوگی۔ دشمن سرنگوں رہیں گے۔ گھاٹے اور نقصان کا اچھا بدلہ ملے گا۔ (میری اُمت) خوب جان لو! کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعه فرض کیا ہے، میری اس جگہ میں، آج کے روز، اس ماہ اور اس سال میں (ہاں ہاں) آج کے روز سے لے کر قیامت تک فرض رہے گا جو کوئی میری زندگی میں یا میرے بعد اسے ترک کرے، امام وقت عادل ہو یا ظالم (خواہ کیسا ہو) جو ترک کرے اسے ہلکا جان کر یا اس کا انکار کرے، خدا اس کے سارے کام اس پر پراگندہ کردے، اس کے دل کو کبھی چین نہ آئے، اس کے کسی کام میں اللہ تعالیٰ برکت نہ دے۔ سن لو! ایسے تارک جمعه کی نہ نماز قبول ہے، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ۔ خدا اس کی کوئی نیکی تک قبول نہ کرے گا، جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرے گا (جمعه نہ شروع کرے گا) سچے دل سے توبہ کرنے والے کی توبہ خدا قبول کرلیتا ہے۔''

جمعه کی تاکید

ابوالجعد ضمیری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ" (رواه ابوداود)

''جو شخص بسبب سستی کے تین جمعے ترک کردے۔ خدا اس کے دل پر مہر کردے گا۔''

حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جو (بلاعذر) جمعه سے پیچھے رہ جاتے ہیں، جلا دینے کا قصد کیا۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جمعه بلاضرورت (یعنی بلا عذر) چھوڑ دے، تو کتب (یعنی نامۂ اعمال) میں منافق لکھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ' باب: الصلوٰۃ)

ملاحظہ: معلوم ہوا کہ جمعه کا چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے، اور وعید شدید ہے۔ ہر مسلمان پر جمعه پڑھنا فرض [1] ہے۔ اس میں ہرگز سستی نہیں چاہیئے۔ جب خطیب منبر پر چڑھے اور اذان ہوجائے تو لین دین، خرید و فروخت سب حرام ہوجاتے ہیں۔

جمعه کے متفرق مسائل

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس کو خوشبو میسر نہ آئے ، اس کے لئے پانی ہی خوشبو ہے۔(یعنی نہائے)(ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز اپنی بیوی کو نہلائے (یعنی صحبت کرے تاکہ نہائے) اور خود بھی نہائے اور پاپیادہ (مسجد میں) سویرے جائے، امام کے نزدیک ہو کر اول خطبہ سنے اور کوئی لغو بات نہ بولے تو اس کو ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا۔(ترمذی، ابوداود)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں مسجدِ نبوی میں جمعہ پڑھنے کے بعد اسلام میں جو پہلا جمعہ پڑھا گیا وہ جواثا میں پڑھا گیا۔ جو بحرین کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔(ابوداود)

نوٹ: اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ اگر لوگ گاؤں میں جمعہ نہ پڑھیں، تو گنہگار ہوں گے۔

یوم حنین کو بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ آج اپنے خیموں میں نماز پڑھنے کا اعلان کر دو اور وہ جمعہ کا دن تھا۔(ابوداود)

نوٹ: معلوم ہوا کہ بارش کے روز جمعہ کی نماز پڑھنی واجب نہیں یعنی اگر بارش کے روز جمعہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہے۔ اور بارش کے باعث اگر جمعہ چھوڑ کر ظہر پڑھ لی جائے تو ترک جمعہ کا گناہ نہیں ہوگا۔

جمعہ کے روز اگر عید آجائے تو عید کی نماز پڑھ لی جائے اور پھر چاہے جمعہ پڑھیں یا ظہر۔(ابوداود)

حضور انور ﷺ نے فرمایا: اگر گنجائش ہو تو روزانہ استعمال کے علاوہ جمعہ کے لئے کپڑے بناؤ۔(ابوداود)

دوران خطبہ میں جو شخص باتیں کرے، وہ گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

---

(۱) سنتوں اور نفلوں کو گھر پر پڑھنا افضل ہے، اور مسجد میں جائز۔

(ترمذی)

نوٹ: گوٹ مارنا اس نشست کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھیں۔ اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آجاتی ہے، پھر آدمی خطبہ نہیں سن سکتا۔ اور ویسے آدمی گر پڑتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص جمعہ کو نہائے اور جس قدر پاکی حاصل ہو سکے، کرے (مونچھیں کترائے، ناخن کٹوائے، ناف کے نیچے کے بال لے، بغلوں کے بال دور کرے، کپڑے دھوئے، سر دھوئے) پھر تیل یا خوشبو لگائے (اپنے گھر سے) پھر مسجد کو (جمعہ کے لئے) جائے۔ پھر نہ دو آدمیوں کو پھاڑے (یعنی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) پھر اپنے مقدر کی نماز پڑھے (سنتیں چار، یا دو پھر دوران خطبہ میں خاموش رہے، تو اس کے گذشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(صحیح بخاری)

کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن اُم الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا۔ حضرت کعب نے کہا:

"اُنْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا" (مسلم)

''اس خبیث کو دیکھو، کہ بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے۔

ملاحظہ: بیٹھ کر خطبہ پڑھنا حرام ہے۔ حضرت کعب بن عجرہؓ نے عبدالرحمٰن کو جو بنی اُمیہ سے تھا بیٹھے ہوئے خطبہ پڑھنے پر خبیث کہا۔ کیونکہ جس چیز پر حضور ﷺ نے مداومت کی ہو، اس کا خلاف کرنا خبث باطن کی علامت ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدت کی سردی میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے تھے۔ اور شدت کی گرمی میں دیر سے پڑھتے تھے۔(صحیح بخاری)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ فرماتے، تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور غصہ سخت ہو جاتا تھا (لوگوں کے تغافل پر)(مسلم)

حضور انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو اس کو دوسری رکعت اس کے ساتھ ملا لینی چاہئے۔ (اس کا جمعہ ہو گیا) اور جس کو دونوں رکعت نہ ملیں اس کا جمعہ نہ

ہوا۔ تو اس کو چار رکعت نماز ظہر کی پڑھنی چاہئے۔ (دار قطنی)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد گھر[1] جا کر دو سنتیں پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضور ﷺ نے جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھنے کو بھی فرمایا۔ پس چاہے کوئی دو پڑھے چاہے چار۔

دوران خطبہ میں دو رکعت پڑھو

رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص (سلیک غطفانیؓ) مسجد میں آئے اور دو رکعت (سنت) پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا، کیا تم نے دو رکعت پڑھی ہیں؟ انہوں نے عرض کی نہیں حضور! آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعت پڑھ کر بیٹھو۔ پھر حضور ﷺ نے (ساری اُمت کے لئے) حکم دے دیا:

"إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزْ فِيهِمَا"

''جب کوئی تم میں سے ایسے وقت (جمعہ کو) مسجد میں آئے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو، تو اسے تحیۃ المسجد دو رکعتیں ہلکی پڑھ لینی چاہئیں'' (ابوداود، مسلم، ابن ماجہ)

یاد رکھیں! ہمیشہ جمعہ کے دن مسجد میں سویرے آیا کریں اور چار سنتیں پڑھ کر اللہ کو یاد کیا کریں، اور اَوراد و وظائف میں مشغول ہو جایا کریں۔ پھر جب امام خطبہ شروع کر دے تو ہمہ تن گوش ہو کر سنا کریں۔ اور اگر آپ دوران خطبہ پہنچیں تو دو رکعت مختصر قراءت کے ساتھ پڑھ کر ضرور پڑھ کر بیٹھیں۔ اگر کوئی کہے کہ خطبہ میں نہیں پڑھنی چاہئے، تو اس کو جواب دیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ'' دو رکعت پڑھ کر بیٹھو''

گردنیں نہ پھلانگو

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن حضور انور ﷺ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آنے لگا۔ حضور انور ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا ''اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَاٰنَيْتَ'' بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو ایذا دی اور دیر لگائی۔ (رواہ احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ میں آنے والوں کو چاہئے کہ انہیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ آگے بیٹھنا ہو تو سویرے آئیں اور دیر کر کے آئیں تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھیں۔

اس آیت اور حدیث سے جمعہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ پھر وہ علماء اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ جو کہتے تھے کہ انگریز کے عہد میں جمعہ فرض نہیں، گاؤں میں جمعہ فرض نہیں۔ ایسے لوگ اللہ اور رسول کا خلاف کرنے والے ہیں۔ معاذ اللہ! اس اناپ شناپ سے جمعہ کی اہمیت کو کم کر کے لوگوں کو احتیاطی پڑھنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔

قریب ہے یار روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

جمعہ میں اول آنے والوں کا ثواب

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کو) فرشتے ٹھہرتے ہیں۔ اول آنے والے کو لکھتے ہیں، پھر اس کے بعد اول آنے والے کو۔ (اسی طرح نمبر وار لکھتے جاتے ہیں) پھر جو شخص نماز جمعہ کے لئے اول وقت مسجد میں جاتا ہے۔ اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مکہ میں اونٹ قربانی کے لئے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ پھر جو بعد میں آتا ہے، اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مکہ میں گائے قربانی کے لئے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھیجنے والے کے برابر۔ اس کے بعد آنے والے کو مرغی، پھر آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے کی مانند، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے نکلتا ہے، تو فرشتے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

خطبہ میں خاموش بیٹھیں

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اپنے پاس بیٹھنے کو جب تم (ازراہ نصیحت) کہو کہ چپ رہو۔ **فَقَدْ لَغَوْتَ**، تو تم نے بھی لغو کیا۔ (بخاری، مسلم)

اس سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ کسی قسم کی بات کرنی بھی جائز نہیں، بڑی خاموش سے خطبہ سننا چاہئے۔

احتیاطی بدعت ہے

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے بے شمار صحابہؓ سے جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ جمعہ کے بعد ظہر کے فرض (احتیاطی) پڑھنے والے اور احتیاطی پڑھنے کا حکم دینے والے خدا کو کیا جواب دیں گے۔ کیا معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا لوگوں کو بتانا بھول گئے تھے؟ جو بعد میں لوگوں نے ایجادِ ظہر سے تکمیل دین کی ہے؟ احتیاطی پڑھنے والو! اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اُونچی نہ کرو۔

پہلے تو مولوی لوگ یہ کہتے تھے کہ انگریزوں کی کافر حکومت میں جمعہ فرض نہیں، اس لئے احتیاطاً ظہر پڑھتے ہیں۔ ہم حیران تھے کہ انگریزی راج میں نمازوں اور روزوں، حج اور زکوٰۃ کی فرضیت تو قائم رہی اور جمعہ کیوں نہ فرض رہا؟ پھر اگر جمعہ انگریزی راج میں فرض نہیں تھا، تو مسجدوں میں جمعے پڑھائے کیوں جاتے تھے؟ پھر اگر جمعہ فرض نہیں تھا، تو ظہر کی نماز جو یقیناً فرض تھی۔ اس کی جماعت کیوں نہ کرائی جاتی تھی؟ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اب انگریز بیت چکا ہے۔ مسلمانوں کی ایک آزاد حکومت پاکستان کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔ کیا اب بھی جمعہ فرض نہیں ہوا؟ اب تو خدارا احتیاطی کی بدعت سے باز آؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کے مطابق جمعہ کے بعد دو (یا چار) سنتیں پڑھنا اپنا معمول بنالو۔

---

(۱) ”فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ“ (مسلم) حضور ﷺ نے فرمایا: (قصر) احسان ہے۔ خدا نے قصر کی اجازت دے کر تم پر احسان کیا ہے۔ تو اس کا صدقہ قبول کرو۔

(۲) امام محمد کتاب الآثار میں ابن عمرؓ سے لائے ہیں کہ وہ آذربائیجان میں چھ مہینے رہے کہ ارادہ آج کل چلنے کا کرتے تھے اور نماز مسافرانہ پڑھتے رہے۔ اور دیگر صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اور حضرت انسؓ عبدالملک بن مروان کے ہمراہ دو مہینے (بحیثیت متردد مسافر) شام میں رہے اور نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعت کو دو، دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ جو شخص بہ ارادۂ سفر اپنے گھر سے چلے۔ اور شہر کی آبادی سے نکل جائے، تو وہ مسافر شرعی ہے۔ وہ اپنی نماز میں قصر کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

" أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَصَلّٰى الْعَصْرَ بِذِيْ الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ " (بخاری، مسلم)

''حضور انور ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں، اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔''

ملاحظہ: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور ﷺ مکہ کو سفر کے ارادے سے چلے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ تو آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں (گھر سے تین میل کے فاصلہ پر) عصر میں قصر کرلی۔ اس حدیث شریف کی رو سے کم از کم مسافت قصر کے لئے تین میل ثابت ہوئی۔ اگرچہ بعض علماء اور اَصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ سفر میں مطلق سفر مراد ہے اور قصر کے لئے کوئی خاص مسافت مقرر نہیں۔ لیکن حدیث مذکور کی رو سے ہمیں کم از کم تین کی مسافت پر نماز میں قصر کرنی چاہئے۔

ایک حدیث مسلم میں ہے:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلٰثَةِ اَمْيَالٍ اَوْثَلٰثَةِ فَرَاسِخَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ" (رواہ مسلم)

''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسنگ کی مسافت کو نکلتے، تو نماز دو رکعت پڑھتے۔''

اس حدیث میں راویٔ حدیث نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کہا ہے۔ یعنی راوی کو شک ہے کہ حضور ﷺ تین میل کی مسافت پر قصر کرتے تھے، یا تین فرسنگ (نومیل) پر۔ پس مسافر کو اختیار ہے کہ۔ وہ تین میل پر قصر کرلے۔ کیونکہ اس سے پہلی حدیث میں حضور ﷺ نے مدینہ سے چل کر ذوالحلیفہ میں (تین میل پر) قصر فرمایا۔ اور اگر مسافر ہو تو تین فرسنگ یعنی نومیل پر قصر کرے۔

سفر میں پوری نماز کا جواز

حدیث شریف میں اگرچہ قصر کو اللہ کا صدقہ [1] (احسان) کہا گیا ہے اور اس صدقۂ الٰہی کو قبول کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی سفر میں پوری نماز پڑھ لے، تو جائز ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كُلُّ ذَالِكَ قَدْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَرَ الصَّلٰوةَ وَاَتَمَّ" (مشکوٰۃ)

''رسول اللہ ﷺ نے یہ سب کیا (یعنی) کم رکعتیں بھی (سفر میں) پڑھیں اور پوری بھی پڑھیں۔''

نوٹ: لیکن سفر میں پوری نماز پڑھنے سے قصر افضل و اولیٰ ہے حضور انور ﷺ اور تمام صحابہؓ کا اکثر عمل قصر ہی پر رہا ہے۔

قصر انیس دن تک ہے

اگر کوئی مسافر کسی شہر میں متردد ٹھہرے۔ کہ آج جاؤں گا، یا کل جاؤں گا، تو نماز قصر کرتا رہے۔ خواہ کئی مہینے لگ [2] جائیں اور اگر انیس دن تک ٹھہرنے کا قصد ہو، تو بھی نماز میں قصر ہی کرے۔ اور اگر انیس روز سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر (انیس روز کے بعد) نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا فَأَقَامَ

---

(۱) سفر میں وتر نہیں چھوڑنے چاہئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اَلْوِتْرُ فِيْ السَّفَرِ سُنَّةٌ'' سفر میں وتر سنت ہے۔ (ابن ماجہ)

تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا اَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا" (رواہ البخاری)

''حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے ایک سفر کیا۔ پھر آپ ﷺ انیس دن ٹھہرے اور نماز (قصر سے) دو رکعتیں پڑھتے رہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم اپنے اور مکہ کے درمیانی منزل میں (اقامت کے دوران میں) انیس روز دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اور جب اس (انیس روز) سے زیادہ ٹھہرتے ہیں، تو چار رکعت پڑھتے ہیں''

سفر میں جمع بین الصلوٰتین

سفر میں اگر کسی وجہ سے ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھ لیں تو جائز ہے۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَـاءِ" (رواہ البخاری)

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خداﷺ جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع فرماتے۔''

ملاحظہ: اس حدیث کی رو سے سفر میں ظہر اور عصر کو اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو اکٹھی کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ ظہر کے وقت میں عصر کو پڑھ لیں، یا عصر کے وقت ظہر کو پڑھ لیں۔ اور اسی طرح خواہ مغرب کے وقت ہی عشاء کو پڑھ لیں یا عشاء کے وقت مغرب کو پڑھ لیں۔''

سفر میں سنتیں معاف ہیں

حضرت حفص بن عاصم بن عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا، اے میرے بھتیجے! (حفص!) میں رسول خداﷺ کے ہمراہ سفر میں رہا۔ مگر آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض فرمائی اور میں ابوبکرؓ کے ہمراہ سفر میں رہا، اور میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ سفر میں رہا، اور میں حضرت عثمانؓ کے ہمراہ سفر میں رہا۔ انہوں (سب) نے دو رکعت سے زیادہ سفر میں نماز (قصر) نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی ہمارے لئے بہتر ہے۔ (ابوداود)

ملاحظہ: معلوم ہوا کہ سفر میں سنتیں، نفل سب معاف [1] ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول خداﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ منیٰ میں نماز پڑھتے تھے، اور ابن عمرؓ (بھی) دو رکعت (قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے آتے تھے۔ راوی حدیث (حفص) کہتے ہیں میں نے کہا: چچا! اگر اس کے بعد آپ دو رکعتیں (سنت) پڑھ لیا کریں، تو کیا حرج ہے؟ فرمایا: اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو نماز (فرض) ہی پوری پڑھ لیتا۔ (مسلم)

حضر میں جمع بین الصلوٰتین

سفر میں دو نمازوں کو کسی وجہ سے جمع کر کے پڑھ لینے کا مسئلہ تو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ خدا کے پیارے رسول ﷺ نے ہماری جانیں اور ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، امت کی آسانی کے لئے ضرورت کے وقت سفر کے علاوہ حضر میں بھی جمع بین الصلوٰتین کی اجازت دے دی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُوْ الزُّبَيْرِ فَسَئَلْتُ سَعِيْدًا لِمَ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِهِ "(مسلم)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ حالانکہ وہاں نہ (دشمن کا) خوف تھا، اور نہ سفر کی حالت تھی۔ ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ سعید نے جواب دیا، جس طرح تم نے مجھ سے دریافت کیا ہے، اسی طرح میں نے ابن

عباسؓ سے پوچھا تھا۔اور ابن عباسؓ نے جواب دیا تھا کہ حضورﷺ اپنی امت کودشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے۔''

حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور روایت یوں مروی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا فِىْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ"

''رسول اللہﷺ نے (امن کی حالت میں دشمن کے) خوف کے بغیر اور (اقامت کی حالت میں) سفر کے بغیر ظہر وعصر کو اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔'' (رواہ مسلم)

ملاحظہ: پس اگر ہم گھر پر ہوں، تو پھر بھی کسی ضرورت کے وقت ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اکٹھی کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں اور نہ ہی عادت ڈالیں۔

نماز استخارہ کا بیان

جب کسی کو کوئی امر درپیش ہو، اور وہ اس میں متردد ہو کہ کروں یا نہ کروں۔ یا جب کسی کام کا قصد کرے تو استخارہ کرنا سنت ہے اس کی صورت یہ ہے۔ **"فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ"** کہ دو رکعتیں نفل پڑھے اور بڑے خضوع وخشوع اور حضور قلب سے پڑھے۔ رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ بڑے اطمینان سے کرے **"ثُمَّ لِيَقُلْ"**، پھر فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ اَوْعَاجِلِ أَمْرِىْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِىْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِىْ بِهٖ" (صحیح مسلم)

''یاالٰہی! میں تجھ سے اس کام میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (حصول خیر کے لئے) تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں۔ کیونکہ تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں اور تو (غیب) جانتا ہے۔ اور میں (غیب) نہیں جانتا۔ اور تو پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ یاالٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں میرے لئے بہتر ہے یا اس جہان میں اور اس جہان میں پس اس (کام) کو میرے لئے مہیا کردے اور اسے میرے لئے آسان کردے پھر اس میں میرے لئے برکت دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں قصد رکھتا ہوں) میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں، یا اِس جہان میں اور اُس جہان میں میرے لئے بُرا ہے۔ تو اس (کام) کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مہیا کر، جہاں کہیں بھی ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر۔''

ملاحظہ: جب آپ یہ مسنون استخارہ کر کے کوئی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس میں بہتری کی صورت پیدا کرے گا اور برائی سے بچائے گا۔ بہتر ہے کہ کسی کام کے کرنے سے پہلے (تجارت ہو، نکاح، یا سفر ہو) چند روز متواتر استخارہ کرتے رہیں۔ اس اثناء میں مُسبب الاسباب یا تو کوئی سبب پیدا کردے گا، یا اس کام کی توفیق بخش دے گا یا تردد دور کر کے دل میں اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم جما دے گا۔

---

(۱) "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ"۔ (مشکوٰۃ)
''مسلمان مرد اور عورت دونوں پر تلاش علم فرض ہے''۔

نماز عیدین کا بیان

عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔(موطا)

عیدالفطر کے لئے گھر سے نکلنے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔(مشکوٰۃ)

بقرہ عید کے دن عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کریں۔(مشکوٰۃ)

اگر عید کے روز جمعہ ہو تو عید کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھیں اور اگر جمعہ نہ پڑھیں ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔(ابن ماجہ)

عیدین میں نہ تو اذان کہیں اور نہ ہی تکبیر۔(مسلم)

عیدگاہ میں سوائے عید کی دو رکعتوں کے نہ پہلے نفل وغیرہ پڑھیں اور نہ بعد میں۔(بلوغ المرام)

عیدالاضحیٰ کے دن نماز (جلدی پڑھیں) اور عیدالفطر کے دن دیر کر کے پڑھیں۔

نوٹ: جب آفتاب دو نیزے پر آئے تو عیدالفطر پڑھیں، اور ایک نیز پر آئے تو عیدالاضحیٰ پڑھیں۔(**تلخیص الحبیر**)

رمضان کی عید میں حضور ﷺ کچھ کھا کر نماز کو نکلتے اور بقرہ عید میں نماز پڑھ کر کھاتے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ علیحدہ پڑھ لے۔(صحیح بخاری)

عیدگاہ میں جس راستہ سے جائیں واپسی پر رستہ بدل کر آئیں۔(صحیح بخاری)

عورتیں، عیدگاہ میں

حضرت اُم عطیہؓ کہتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (سب عورتوں کو گھروں سے) نکالیں۔(حتیٰ کہ) حیض والیوں اور پردہ والیوں کو (بھی) دونوں عیدوں میں تاکہ (سب) حاضر ہوں۔ مسلمانوں کی جماعت (نماز) اور ان کی دعا میں اور (حضور ﷺ نے فرمایا: الگ رہیں حیض والیاں اپنے مصلے سے۔(یعنی وہ نماز نہ پڑھیں۔ لیکن مسلمانوں کی دعاؤں اور تکبیروں میں شامل رہیں، تاکہ خدا کی رحمت اور بخشش سے حصہ پائیں) ایک عورت نے عرض کیا۔ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ (تو پھر وہ کیسے عیدگاہ جائے؟) حضور ﷺ نے فرمایا: چاہئے کہ اس (بے چادر والی) کو اس کی ساتھ والی عورت چادر اڑھا دے۔(یعنی چادر کسی دوسری عورت سے عاریۃً لے کر چلے)(بخاری و مسلم)

نبیٔ رحمت ﷺ نے دنیا کی بھولی بسری، گشتنی اور زندہ درگور عورت پر مردوں کی طرح تعلیم[1] فرض قرار دی۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لئے نمازوں اور جمعہ کے خطبے سننے کے لئے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔ عیدوں کے اہم اجتماعوں میں رسول خدا ﷺ کے خطاب علم و ہدایت کے دریا ہوتے تھے آپ ﷺ نے ان اجتماعوں میں بھی عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابر شریک کیا۔ بلکہ حائض عورت تک کو حاضری کا حکم دیا تاکہ مردوں کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم اور ہدایت کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ غور کریں! کہ رسول اکرم ﷺ نے عورت کی بہبودی کے لئے کیسے اچھے انتظام کر رکھے تھے۔

عورتوں کی حالت زار

لیکن افسوس! کہ ہمارے زمانے کی ملائیت اور پاپائیت نے جہاں عورت کو ماڈرن ایجوکیشن سے کوسوں دور ہٹایا، وہاں مذہب کی صحیح تعلیم سے بھی اس کو پورا جاہل رکھا۔ آج نسائیت کا آبگینہ جہالت کی مے سے بھرا ہوا ہے۔ نہ عورت کے لئے جمعہ کے مسنون خطبے ہیں، نہ عیدین میں اس کے لئے سنت کے مطابق وعظ ہیں، نہ اس کے لئے کتاب و سنت کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم سے پوری طرح ناآشنا ہے۔ وہ اپنے پیارے نبی

---

(۱) ایک صاع یعنی دو سیر بارہ چھٹانک گیہوں فی کس۔ نصف صاع بھی دے سکتے ہیں۔

(۲) امام بھی عیدین کی نماز اسی مسنون طریق پر پڑھائیں۔ اور اگر کسی بھائی یا بہن کو اکیلے پڑھنے کا اتفاق ہو تو وہ بھی اسی طرح پڑھے۔

(۱) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں ہیں۔(غنیۃ الطالبین)

(۲) مرسل وہ حدیث ہوتی کہ تابعی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے کہ آپ ﷺ نے ایسا کیا یا کہا اور صحابی کا ذکر نہ کرے۔(محمد صادق)

ﷺ کے قول وفعل سے بیگانی ہے۔آہ! صنف نازک ملائیت کے ہاتھوں زہر جہالت کھا کر جاں بلب ہے۔

مسلمانو! خدارا عورت کی خبرلو! اور اس کے لئے تعلیم دنیا اور تعلیم دین کا اپنی پہلی فرصت میں انتظام کرو کہ کوئی عورت اَن پڑھ نہ رہے۔ دنیا بھی خوب سمجھے اور دین کا بھی پورا شعور رکھے۔

بارش کے روز رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو عید کی نماز (بجائے جنگل کے) مسجد میں پڑھائی۔ (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عیدگاہ جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَااِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وِلِلّٰهِ الْحَمْدُ" (دارقطنی)

عیدالفطر کے لئے گھر سے نکلنے سے قبل صدقہ [1] فطر ادا کرنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ)

بقرہ عید کے روز نماز عید پڑھ کر قربانی کرنی چاہئے۔ بخاری، مسلم)

عرفہ کے دن (ذی الحجہ کی نویں تاریخ) سے لے کر تیرہ تاریخ تک تکبیریں بلند آواز سے بکثرت پڑھتے رہیں۔ (نمازوں کے بعد) (دارقطنی)

---

(۱) حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں مسجد میں گئی۔ تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (سورج گرہن کی) نماز میں کھڑے ہیں۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ (عورتوں کی صف میں) کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میری نیت بیٹھ جانے کی ہوگئی۔ لیکن میں نے اپنے سے زیادہ کمزور عورتیں ادھر ادھر دیکھیں اور دل میں کہا کہ یہ تو مجھ سے زیادہ ضعیف ہیں (اور کھڑی ہیں) اس خیال کے ماتحت میں کھڑی رہی۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستورات بھی مسجد میں حضور ﷺ کے پیچھے سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ اگر عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کا ہماری مسجدوں میں انتظام ہو تو انہیں چاہئے کہ سورج گرہن کی نماز مسجد میں آ کر باجماعت ادا کریں اور اگر مسجد میں آنے کا انہیں موقع نہ ملے تو انہیں گھر پر ضرور یہ دوگانہ عاجزی سے پڑھ لینا چاہئے۔ (محمد صادق)

عیدین کی نماز کا طریقہ [۲]

وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں۔ (بخاری)

پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے افتتاح اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ ...... الخ یا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ ......الخ پڑھیں۔ (ابن خزیمہ)

پھر دعائے افتتاح ختم کر کے قراءت سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں۔ (ترمذی)

ہر ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں، اور ہر تکبیر پر ہاتھ باندھ لیا کریں۔ (بیہقی)

پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پڑھیں۔ پھر امام اونچی آواز سے قراءت پڑھے، اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔ (صحیح مسلم)

صلوٰۃ العیدین میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں سورہ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھیں۔ اور ترمذی شریف میں سَبِّحِ اسْمَ اور هَلْ اَتَاکَ کا پڑھنا بھی آیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ آپ بھی سورہ فاتحہ کے بعد مسنون قراءت پڑھیں۔ پھر جب پہلی رکعت پڑھ کر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور قیام کی تکبیر کہہ چکیں تو قراءت شروع کرنے سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر پانچ تکبیریں کہیں۔ (ترمذی)

ان تکبیروں میں بھی رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیا کریں۔ (بیہقی)

پھر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں (رکوع، سجود اور قومہ، جلسہ بڑے اطمینان سے کریں کہ یہ چیزیں نماز کے ارکان ہیں) پھر خطبہ پڑھیں اور عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں۔ (مسلم)

بارہ تکبیریں

آپ پڑھ چکے ہیں کہ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ۔ ان بارہ [1] تکبیروں کے متعلق ہم حدیث کے اصل الفاظ یہاں نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِى الْعِيْدَيْنِ فِى الْاُولٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِى الْاٰخِرَةِ خَمْسًا

قَبْلَ الْقِرَاءَ ةِ" (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی)

''کثیر بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نمازعیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔''

"وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍؒ مُرْسَلاً أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوْا فِيْ الْعِيْدَيْنِ وَالإِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلُّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَ ةِ" (مشکوٰۃ:صلٰوۃ العیدین)

''جعفر بن محمدؒ بطریق (۲) ارسال روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں عیدوں میں اور نماز استسقاء میں سات اور پانچ تکبیریں کہتے اور خطبے سے پہلے نماز پڑھتے اورقراءت بالجہر کرتے۔''

سورج اور چاند گرھن کی نماز کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند، سورج کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے۔ یہ قدرت الٰہی کی دونشانیاں ہیں۔ اگرگرہن ہوتے دیکھو، تو کھڑے ہوکرنماز پڑھا کرو۔ (صحیح مسلم)

حضورانور ﷺ نے فرمایا۔ چاند، سورج کا گرہن، آثارقدرت ہیں۔ کسی کے مرنے جینے سے نمودارنہیں ہوتے۔ بلکہ بندوں کوعبرت دلانے کے لئے خدا ظاہر فرماتا ہے۔ اگرتم ایسے آثار دیکھو، تو جلد از جلد دعا، استغفاراور یادالٰہی کی طرف رجوع کرو۔ (مسلم)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا تو حضور ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کردینے کاحکم فرمایا کہ نماز جماعت (۱) سے ہوگی۔ (ابوداود)

نماز کا طریقہ

مسجد میں باجماعت دورکعت نماز پڑھائیں۔ امام کو چاہئے کہ وہ اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور بڑی سورتیں تلاوت کرے۔ بڑے خضوع وخشوع اور عاجزی سے۔ پھر دراز رکوع کرے۔ پھر رکوع سے سراٹھا کرقراءت شروع کردے۔ لیکن پہلی قراءت سے کچھ کم پڑھے۔ پھر دراز رکوع کرے، جو پہلے سے کچھ کم ہو، پھراس رکعت کو دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح اونچی آواز سے لمبی قراءت پڑھے اور دو لمبے رکوع کرے اور یہ رکعت بھی ختم کرے۔ (بخاری، مسلم)

پھر نماز سے فارغ ہوکرگرہن صاف ہوجانے تک لوگوں کو خطبہ (وعظ ونصیحت) سنائے۔ (ابوداود)

حضور ﷺ نے ہر ہر رکعت میں تین تین اور چار چار رکوع بھی کئے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ﷺ نے ہر ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوع بھی کئے ہیں۔ (ابوداود)

تمام مرداورعورتیں سورج اور چاندگرہن کی نماز پڑھا کریں

سورج یا چاند گرہن کے وقت ہم نماز پڑھنے کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ مرد اپنے کاروبار میں لگے رہتے ہیں اورعورتیں اپنے مشاغل میں۔ پیارے بھائیو، بہنو، سنو! رسول اللہ ﷺ سورج گرہن کے وقت اللہ کے ڈر سے لرزہ براَندام ہوجاتے تھے۔ شہر میں منادی کرا کر لوگوں کومسجد میں اکٹھا کرکے نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ بڑی خضوع وخشوع اور نہایت الحاح وزاری سے نماز پڑھتے اور ہر رکعت میں دو دو، کبھی تین تین، کبھی چار چار اور کبھی پانچ

---

(۱) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلاً مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلاً مُتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّى فِيْ الْعِيْدِ" (بلوغ المرام) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ (نماز استسقاء کو) عاجزی کرتے ہوئے نکلے۔ میلے کپڑے پہنے ہوئے، خشوع کرتے ہوئے، آہستگی سے چلتے ہوئے، زاری کرتے ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے عید کی نماز کی طرح دورکعت نماز (استسقاء) پڑھی۔

(۲) جنابہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔" فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَدَاحَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ" پس رسول خدا ﷺ اس وقت نکلے جب آفتاب کا کنارا ظاہر ہوا۔ تومنبر پر بیٹھے۔ (ابوداود) معلوم ہوا کہ نماز استسقاء کے لئے رات ہی سے تیاری کررکھنی چاہئے۔ تاکہ سورج نکلتے ہی لوگ جنگل میں اکٹھے ہوجائیں۔ (محمد صادق)

پانچ رکوع کرتے ہوئے اللہ کوراضی کرتے تھے۔

شمس وقمر کے گہنانے پر حضور ﷺ گھبرا اٹھتے اور نماز میں کھڑی ہونے کی جلدی کرتے۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گرہن ہوا، تو آپ ﷺ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کا کرتہ لے لیا۔ بعد کو چادر مبارک حضور ﷺ کو پہنچائی گئی۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک سخت گرمی کے دن سورج گرہن ہوا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ لوگ تھکنے لگے۔ (مسلم)

حضرت اسماء کہتی ہیں کہ (ایک دفعہ سورج گرہن کی نماز میں) حضور ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ مجھے (عورتوں کی صف میں کھڑے کھڑے) ضعف آ گیا۔ میں نے اپنی برابر سے پانی کی مشک لے کر سر پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ (مسلم)

حضرت عبید بن عمیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) سورج گرہن ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ بڑی دیر تک قیام کیا۔ ہر رکعت میں تین مرتبہ رکوع فرمایا۔ اس روز کھڑے کھڑے بعض لوگوں کو اس قدر غش آ گیا کہ ان پر پانی کے ڈول بھر بھر کر چھڑکے گئے۔ (ابوداود)

غور فرمایا آپ نے! کہ حضور ﷺ کس قدر انہماک اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ آئندہ سب بھائیوں اور بہنوں کو چاہئے کہ اگر ان کے لئے جماعت کا انتظام نہ ہو سکے تو انہیں گھروں میں یہ نماز بڑی عاجزی سے پڑھ لینی چاہئے۔ اگر لمبی سورتیں یاد نہ ہوں تو سورۃ اخلاص کے تکرار سے ہی قیام طویل کرلیں اور تسبیحوں کی کثرت سے رکوع اور سجدے کو دراز بنالیں۔ رکوع ہر رکعت میں ایک، دو، تین، چار، پانچ اپنی طاقت کے مطابق کریں اسی طرح قومے کی دعا کو بار بار پڑھتے ہوئے قریباً رکوع کے برابر قومہ میں کھڑے رہیں۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر فارغ ہوں، تو جب تک سورج روشن نہ ہو، مصلے پر بیٹھے ہوئے یہ پڑھتے رہیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، یا یہ کلمے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں پڑھیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

نماز استسقاء کا بیان

اگر خدانخواستہ قحط سالی ہوجائے، بارش نہ برسے، تکالیف بڑھ جائیں، ناامید کی سی کیفیت عوام میں پیدا ہوجائے، تو اس وقت مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دن متعین کر کے سورج نکلتے ہی پھٹے پرانے میلے[۱] کپڑے پہن کر عاجزی اور زاری کرتے ہوئے جنگل میں نکلیں، منبر بھی رکھا جائے، جب آفتاب کا کنارا[۲] نکل آئے تو اس وقت امام منبر پر چڑھے اور یہ پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَااِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ الْغَنِىُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ" (ابوداود)

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہتا

(۱) عبداللہ بن زید بن عاصم کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نماز استسقاء کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں جن میں آپ نے آواز سے قراءت پڑھی۔ (ابوداود)

ہے، سو کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی عبادت کے لائق ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو بے پروا ہے اور ہم فقیر ہیں۔ ہم پر بارش نازل کر اور جو بارش تو اتارے اس سے ہم کو ایک مدت تک قوت اور (مقاصد کو پہنچنے کا) فائدہ دے۔"

پھر امام (اور سب لوگ بھی) ہاتھ اٹھائیں، ہاتھوں کو دراز کریں، حتیٰ کہ بغلیں دکھائی دیں، لیکن ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ لے جائیں، اور ہاتھ کو پھیلائیں اور ہاتھوں کی پشت اوپر کو اور ہتھیلی زمین کی طرف کریں۔ (ابوداود)

"اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ جَلِّلْنَا سَحَابًا كَثِيْفًا قَصِيْفًا دَلُوْقًا ضَحُوكًا تُمْطِرُنَا مِنْهُ رَذَاذًا قِطْقِطًا سَجَلًا يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"

"یا الٰہی! ہم کو پلا۔ یا الٰہی ہم کو پلا۔ یا الٰہی! ہم کو پلا۔ اے ہمارے اللہ! ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھا دے۔ ہلکی پھواریں، غلہ اگانے والی ہوں، نفع دینے والی ہو، نقصان پہنچانے والی نہیں۔ جلد آنے والی ہو، دیر لگانے والی نہیں۔ خداوند! اپنے بندوں کو اور اپنے جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے۔ یا اللہ! ہم پر بادل لے آ جو گاڑھا ہو، کڑکتا ہو، پانی بہاتا، چمکتی بجلی والا کہ اس سے ہم پر تو بارش برسائے۔ نرم اور چھوٹی بوند کا بہت پانی والا۔ اے بزرگی اور عزت والے! (بخاری، ابوداود، بلوغ المرام)

امام منبر سے اتر آئے

جب امام یہ دعائیں پڑھ چکے، تو دونوں ہاتھ اٹھائے رکھتے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کرے اور منبر سے اتر کر لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور قراءت اونچی آواز[1] سے پڑھے۔

ملاحظہ: استسقاء کی نماز پہلے پڑھ کر پیچھے خطبہ اور دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ (ابن ماجہ، مسند امام احمد)

نماز استسقاء میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ پہلی رکعت کی قراءت میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتَاكَ پڑھیں۔

نماز ضحیٰ یا اشراق کا بیان

ضحو کے معنی ہیں، دن کا چڑھنا، اور اشراق کے معنی ہیں طلوع آفتاب، پس جب آفتاب پھٹ کر ایک نیزے تک بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔

تین سو ساٹھ بند کا صدقہ

حضرت بریدۃؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے، آدمی (کے جسم) میں تین سو ساٹھ بند ہیں۔ پھر آدمی پر لازم ہے کہ اپنے ہر بند کے بدلے صدقہ خیرات کرے۔ صحابہؓ نے کہا۔ حضور ﷺ! کون ہے جو اس کی طاقت رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِئُكَ ضُحًى" (نماز اشراق) کی دو رکعتیں پڑھنی تم کو کافی ہے۔ (پھر صدقے کی احتیاج نہ رہے گی۔ یعنی پہلی دو رکعت تین سو ساٹھ جوڑ کا صدقہ ہے۔ (ابوداود)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز اشراق کم از کم دو رکعت ہیں، ناظرین اگر نماز اشراق پڑھیں، تو نہایت خلوص دل سے پڑھیں۔ اور قومے، جلسے اور رکوع وسجود کو بڑی طمانینت سے ادا کریں۔

اشراق سے متعلق حدیث قدسی

ابودرداء اور ابوذر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درحالیکہ آپ نے جناب باری تعالیٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے آدم کے بیٹے! اِرْكَعْ لِيْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ" خالص میرے لئے اول دن میں چار رکعتیں (یعنی اشراق) پڑھ۔ میں تیرے لئے اس دن کی شام تک کفایت

کروں گا۔‘‘ (ترمذی، ابوداود)

مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اول روز میں (یعنی اشراق کے وقت) میری عبادت کے لئے اپنے دل کو فارغ رکھ، تو میں آخر روز (شام) تک تیرے دل کو بسبب تیری حاجت روائیوں اور مشکلکشائیوں کے فارغ رکھوں گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اشراق کی چار رکعت نماز انسان کے تمام دن کے ہموم و غموم اور مصائب و حوائج کے زہر کا تریاق ہے۔اور نماز اشراق کا چار رکعت ہونا بھی معلوم ہوگیا۔ چاہے آپ روزانہ بعد طلوع آفتاب دو رکعت اشراق پڑھیں یا چار رکعت۔

ملاحظہ: حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہؓ سے معاذؓ نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز ضحیٰ (اشراق) کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ ’’ قَالَتْ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ‘‘ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ چار رکعتیں، اور زیادہ بھی پڑھتے، جس قدر اللہ چاہتا۔‘‘ (مسلم شریف)

نماز تسبیح کا بیان

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا۔ اے میرے چچا عباسؓ! کیا نہ دوں میں تم کو؟ (حضور ﷺ رغبت دلا رہے ہیں) کیا نہ خبر دوں میں تم کو؟ کیا نہ کروں میں تم کو دس خصلتوں والا؟ (کسی عظیم الشان عمل کی تمہید ہے) جب تم یہ (کام) کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، چوک کر کئے ہوئے اور جان کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سارے گناہوں کو بخش دے۔ (اے چچا!) چار رکعت (اس طرح) پڑھو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت ہو، پھر جب (حسبِ دستور) پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو اور ابھی تم کھڑے ہی ہو تو (قراءت کے بعد) یہ کلمات پندرہ بار پڑھو۔ ’’سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ‘‘ پھر رکوع کرو، اور ان کلموں کو (جو اوپر مذکور ہیں) رکوع میں دس بار پڑھو، (یعنی رکوع میں تسبیحوں کے بعد) پھر رکوع سے اپنا سر اٹھاؤ اور (قومہ میں) ان کلموں کو دس بار پڑھو (یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد) پھر سجدے میں جاؤ اور (تسبیحوں کے بعد) ان کلموں کو دس بار پڑھو۔ پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور (جلسے میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ...... الخ، پڑھنے کے بعد) ان کلموں کو دس بار پڑھو۔ پھر (دوسرا) سجدہ کرو اور اس میں ان کلموں کو دس بار پڑھو۔ پھر اپنا سر (دوسرے) سجدے سے اٹھاؤ، اور (جلسۂ استراحت میں) ان کلموں کو دس بار پڑھو۔ پس یہ تسبیحات کل پچھتر (۷۵) بار ہوئیں۔ چار رکعتوں میں سے ہر رکعت میں اسی طرح پڑھو۔ (اے چچا!) اگر تم اس نماز کو روزانہ ایک بار پڑھنے کی طاقت رکھتے ہو تو (ہر روز) پڑھا کرو۔ اور اگر تم روزانہ نہ پڑھ سکو تو ہفتہ میں ایک بار پڑھا کرو۔ اور اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکو، تو مہینہ میں ایک بار پڑھو۔ اور جو یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک بار اور جو اس کی بھی طاقت نہ ہو، تو تمام عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

ملاحظہ: بھائیو اور بہنو! یہ تمام گناہوں کا تریاق ہے۔ اس نماز سے انسان کو خدا کا بہت قرب حاصل ہوتا ہے۔ درجات بلند ہوتے ہیں، خدا کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے۔ اور یہ تمام دکھ، درد، سختی اور غم کا بھی مداوا ہے۔ حضور انور ﷺ نے اپنی اُمت کو یہ نماز ایک بیش بہا خزانہ عطا فرمایا۔ ایک لاجواب وظیفہ بتایا ہے۔ اگر آپ اس نماز کو ہر روز پڑھ لیا کریں، تو کیا ہی اچھی بات ہے۔ لیکن روز پڑھنا اگر دشوار ہو، تو ہر جمعہ کے جمعہ اس کا پڑھنا اپنا معمول بنالیں۔ ذرا ہمت کریں تو کچھ مشکل نہیں۔ اس نماز کے پڑھنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ حالات کے پیش نظر جو وقت بھی آپ کو ملے پڑھ سکتے ہیں۔

نوٹ: نماز تسبیح میں تسبیحات قعدوں میں التحیّات سے پہلے پڑھیں، بخلاف دوسرے اَرکان کے، اور چاروں رکعتوں میں جو سورتیں چاہیں پڑھیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے ان چار سورتوں کا پڑھنا منقول ہے۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، وَالْعَصْرِ، قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ.

نمازِ تسبیح کے آخر میں پڑھنے کی دُعا

چوتھی رکعت میں قعدہ کے اندر آپ دس بار تسبیحات پھر التحیّات، پھر درود شریف اور پھر دعا پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں۔ آپ کی نماز مکمل ہوجاتی ہے۔لیکن اگر آپ دعا کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے دعائے ذیل بھی، جو جلال الدین سیوطیؒ امام احمد سے لائے ہیں، پڑھ لیا کریں تو نماز تسبیح کا درجہ بے حد بڑھ جائے گا اور خدا کی رحمت و رضامندی کی گھنگھور گھٹائیں جھوم جھوم کر برسیں گی اس دعا کے الفاظ بھی ٹکسالی ہیں۔یعنی نبیِ رحمت ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے ہیں، جو یہ ہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْئَلُكَ تَوْفِيْقَ اَهْلِ الْهُدٰى وَأَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمَنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجَدَّ اَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَلْقَاكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِىْ عَنْ مَعَاصِيْكَ حَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰى اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حَيَاءً مِنْكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِىْ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ"

''اے اللہ! میں تجھ سے راہ پانے والوں کی توفیق مانگتا ہوں، اور یقین والوں کے اعمال اور توبہ کرنے والوں کی خیرخواہی اور صبر کرنے والوں کی ہمت اور ڈر والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی جستجو، اور پرہیزگاروں کی عبادت اور علم والوں کی معرفت کی (توفیق مانگتا ہوں) یہاں تک کہ میں تجھ سے ملوں اے اللہ! میں تجھ سے وہ ڈر مانگتا ہوں، جو مجھ کو تیری نافرمانیوں سے باز رکھے۔ تاکہ میں تیری اطاعت میں وہ کام کروں جس سے تیری رضامندی کا مستحق ہوجاؤں اور یہاں تک کہ تیری طرف خالص تجھ سے ڈر کر توبہ کروں اور یہاں تک کہ تجھ سے شرما کر تیری خالص خیرخواہی کروں اور یہاں تک کہ سب کاموں میں تجھ ہی پر بھروسہ کروں اور تیرے ساتھ نیک گمان کروں۔ اے نور کے پیدا کرنے والے! تو پاک ہے۔''

مریض کی عیادت کا بیان

عیادت سے بہشت

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِىَ وَإِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِىْ الْجَنَّةِ" (رواہ الترمذی وابوداود)

''جو مسلمان کسی مسلمان کی اول روز (یعنی دوپہر سے پہلے) عیادت کرے، تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے شام تک رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو کوئی آخر روز (یعنی دوپہر کے بعد) عیادت کرے، تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے بہشت میں باغ (تیار) ہوتا ہے۔

عیادت کی دعائیں

جب مریض کے پاس عیادت کو جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعائیں اس کے حق میں کریں۔

پہلی دُعا: "اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ" (ابوداود)

''میں تیری شفا کے لئے اللہ بزرگ پروردگار، پروردگار عرش عظیم سے سوال کرتا ہوں۔''

دوسری دُعا: "لَابَأْسَ طُهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" (بخاری،مسلم)

''کچھ ڈر نہیں (یعنی غم نہ کر، بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے، اگر اللہ چاہے۔''

تیسری دُعا: "اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" (بخاری مسلم)

''اے لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور کردے اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔

سوائے تیری شفا کے کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا (دے!) جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔''

نوٹ: حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مریض پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ (مذکورہ) دعا پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

معوذات کا دم

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: "إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ" (بخاری، مسلم)

جب حضور ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے اوپر معوذات (قرآن کی آخری دو سورتوں) دم کرتے اور اپنا ہاتھ اپنے اوپر پھیرتے۔

ملاحظہ: اس حدیث کی رو سے معوذات پڑھ کر بھی مریض اپنے اوپر دم کرسکتا ہے اور دوسرے مریض کو بھی ان کے ساتھ دم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ معوذات پڑھ کر رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں دم کرتی تھیں۔ (مشکوٰۃ)

جبرئیل کا دم

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا۔ اے محمد! (ﷺ) کیا آپ ﷺ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں (بیمار ہوں) تو جبرئیلؑ نے (آپ کی بیماری کے دفعیہ کے لئے یہ) پڑھا:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" (مسلم)

''اللہ کے نام سے کلام پڑھتا ہوں تجھ پر ہر چیز سے کہ تجھے ایذا دے۔ ہر شخص کی برائی سے، یا حسد کرنے والی آنکھ سے۔ اللہ تجھ کو شفا دے۔ اللہ کے نام سے تجھ پر کلام پڑھتا ہوں۔''

عالم نزع میں تلقین شہادتین

اگر کوئی حالت نزع میں ہو تو اس کے پاس سب کو أَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. پڑھنا چاہئے اور بار بار پڑھنا چاہئے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے اور اس کا آخر کلام توحید و رسالت کے اقرار پر ہو۔ (مسلم، ترمذی)

میت کو بوسہ دینا

جس کا کوئی قریبی یا دوست، عزیز فوت ہوجائے تو اس میت کو فرطِ محبت سے بوسہ دینا جائز ہے۔ (بخاری، بروایت عائشہ صدیقہؓ)

میت پر رونا

اگر میت کو دیکھ کر رونا آئے اور آنسو جاری ہوں تو کوئی منع نہیں۔ (مشکوٰۃ، باب: البکاء علی المیت)

میت پر چلا کر رونا، پیٹنا، گریبان پھاڑنا اور بین کرنا حرام ہے

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" (متفق علیہ)

''جو منہ پیٹے، اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ اور واویلا کرے) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ" (رواہ ابوداود)

''رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی۔''

ملاحظہ: نوحہ بین کرنے کو کہتے ہیں کہ عورت میت کی بھلائیاں بیان کرکے پکار کر روئے اور واویلا کرے۔ اور جو عورت قصداً اس بین کو سنے، وہ بھی ملعون اور گنہگار ہے۔

ابو بردہؓ کی روایت میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"أَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ" (بخاری، مسلم)

''جو (موت کی مصیبت میں) سرمنڈائے اور چلا کر روئے اور اپنے کپڑے

پھاڑے، میں اس سے بیزار ہوں۔"

صبر پر بہشت (حدیث قدسی)

حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے (اس) مومن بندے کے لئے بہشت ہے جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس کی موت پر) صبر کرے۔ (صحیح بخاری)

---

(۱) ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداود میں حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک نے ایک مردہ کا جنازہ پڑھایا تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے۔ پھر لوگ ایک قریشی کا جنازہ لائے اور حضرت انسؓ ہی نے پڑھایا تو عورت کے سریر کے درمیان کھڑے ہوئے۔ علاء بن زیاد نے پوچھا۔ کیا رسول خداﷺ کو بھی تو نے ایسے ہی کھڑے ہوتے دیکھا تھا؟ تو حضرت انسؓ نے کہا۔ ہاں۔

نماز جنازہ کا بیان

جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت اور پاؤں جانب جنوب ہوں۔ پھر باوضو ہوکر طاق صفیں باندھیں، اور میت اگر مرد ہے تو امام سر کے[1] سامنے کھڑا ہو۔ اور میت اگر عورت ہے، تو امام کو اس کے درمیان کھڑا ہونا چاہئے۔ پھر دل میں نیت کرے دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ امام آواز سے پڑھے، اور مقتدی آہستہ۔

جنازہ میں سورۂ فاتحہ

حصن حصین میں ہے: "وَإِذَا صَلّٰى عَلَيْهِ كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ"
یعنی جب آپ میت پر نماز پڑھتے، تو تکبیر کہتے پھر سورۂ فاتحہ پڑھتے۔

"وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ بْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا أَنَّهَا سُنَّةٌ" (رواہ البخاری)

''حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے ایک جنازے کی نماز پڑھی (جس میں) آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ تم کو جان لینا چاہئے کہ یہ سنت ہے۔''

"وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ (تکبیر اولیٰ کے بعد) پڑھی۔

"وَعَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" (ابن ماجہ)

''ام شریک انصاریہؓ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔''

"عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ مِنْ سُنَّةٍ" (ترمذی)

''طلحہ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے ایک جنازے پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے۔''

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہوگیا کہ تکبیر اولیٰ کے بعد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز جنازہ میں سنت ہے۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہئے۔ اور پھر درود شریف جو **التحیّات** میں پڑھا جاتا ہے پورا پڑھیں۔ پھر امام تکبیر کہہ کر یہ دعائیں پڑھے:

پہلی دعا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَهٗ" (مسلم)

''اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے اور ہمارے حاضروں اور غائبوں کو (بخش دے) اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو (بخش دے) اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے، تو اس کو ایمان پر موت دے! اے اللہ! اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ رکھیو اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈالیو!''

دوسری دعا

نماز جنازہ میں آپ مرے ہوئے بھائی کے لئے خدا سے مغفرت مانگتے ہوتے ہیں۔ امام اور سب لوگوں کو بڑے خلوص اور عاجزی سے رو رو کر میت کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں، اوپر کی دعا کے ساتھ رسولِ رحمت ﷺ کی زبانِ پاک سے میت کی مغفرت کے لئے نکلی ہوئی دعائے ذیل بھی ضرور پڑھا کریں۔ یہ دعا نسائی اور ترمذی میں ہے۔ اور امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ دعائیں جو میت کے لئے وارد ہوئی ہیں، یہ سب سے صحیح تر ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ

وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔" (مسلم)

''یاالٰہی! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کردے اور اس کی اچھی مہمانی کر اور اس کی قبر کو وسیع کردے اور اس (کے گناہوں) کو (بخشش کے) پانی، برف اور اَولوں سے دھو ڈال اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو تو میل سے صاف کرتا ہے اور اس کو اس کے دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے یہاں کے لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کے یہاں کے جوڑے سے بہتر جوڑا وہاں (آخرت میں) عطا کر اور اس کو بہشت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے پناہ دے۔''

تیسری دعا

انسان کی موت پر اس کے اَعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ اور وہ نہایت درجہ محتاج ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس کی بخشش کے لئے جس قدر بھی دعائیں کی جائیں تھوڑی ہیں۔ حضورانور ﷺ نے ذیل کی دعاء بھی میت کی خیرخواہی اور بخشش کے لئے جنازے میں پڑھی ہیں۔ ہماری میتوں کے جنازوں کا حال قابل رحم ہے۔ چار تکبیر نماز جنازہ، اللہ اکبر جھٹ دوسری تکبیر ہوئی، وہ تیسری اور چوتھی مع التسلیم، جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والو! ان دعاؤں کو زبانی یاد کرلو اور مرنے والے محتاج کے جنازے پر انہیں ٹھہر ٹھہر کو خلوص سے بادیدۂ تر پڑھا کرو تاکہ میت کی پوری خیرخواہی اور حق ادا ہو۔ اس دعا کو سب یاد کرلو۔ اس کے ترجمے پر تو ذرا غور کرکے دیکھو اس میں کتنا بڑا مغفرت کا سامان جمع ہے۔

"اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لآاِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ أَصْبَحَ فَقِيْرًا إِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا إِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَاتُضِلَّنَا بَعْدَهٗ"

''یا اللہ! (یہ میت) تیرا بندہ اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے یہ (اپنی زندگی میں) گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا تھا کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں (آج یہ) تیری رحمت کا محتاج ہوا اور تو اس کے عذاب سے بے پروا ہے۔ (آج یہ) دنیا سے اور دنیا والوں سے الگ ہوگیا ہے۔ اگر یہ (گناہوں سے) پاک ہو تو اس کی پاکی کو زیادہ کر اور اگر یہ خطا کار ہے، تو اس کو بخش دے۔ یاالٰہی! ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور ہم کو اس کے بعد (بے صبری کے سبب) گمراہ نہ کر۔'' (حصن حصین)

اب چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔

جنازہ کے مسائل

جنازہ میں امام کو قراءت، دعا، اونچی آواز سے پڑھنی چاہئے۔ (مسلم)

اگر آہستہ پڑھیں تو بھی جائز ہے۔ (نسائی)

نماز جنازہ ختم ہوجانے کے بعد جنازہ کے اردگرد جمع ہوکر فاتحہ خوانی کرنی بے اصل ہے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

نماز جنازہ کی تکبیریں چار، پانچ، چھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ (مسلم، بخاری)

اور تینوں میں تینوں دعائے مذکور، جنازے کی نماز مسجد میں اور قبر پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

جنازہ غائبانہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

حضور انور ﷺ نے شہیدوں کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی نہ ان کو غسل دیا۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ شہید کو بغیر غسل اور جنازہ پڑھے دفن کرنا چاہئے۔ (سبحان اللہ!) شہید خدا کے نزدیک کس قدر پاک اور طاہر ہے۔

حضورانور ﷺ نے ایک خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ (بلوغ المرام، کتاب الجنائز)

تدفین سے متعلق

قبر کو گہرا کھودیں، اس کو ہموار اور صاف کریں (ترمذی، ابوداود)

میت کو دونوں پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کریں۔ (ابوداود)

میت کو قبر میں رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

بِسۡمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ (بلوغ المرام)

میت کو قبر میں رکھ کر اس پر کچی اینٹیں جمائیں (بلوغ المرام)

آہستہ آہستہ تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کر قبر کو پُر کریں۔ (مشکوٰۃ)

لوگ اس پر تین تین لپیں مٹی ڈالیں۔ (بلوغ المرام)

قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنائیں۔ مشکوٰۃ، باب دفن المیت)

قبر پر پانی چھڑکوائیں۔ (مشکوٰۃ)

پھر سب لوگ میت کے لئے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا مانگیں۔ (ابوداود)

نوٹ: قبرستان سے باہر نکل کر جو لوگ دعا مانگتے ہیں یہ بدعت ہے۔ نہ حضور ﷺ سے ثابت ہے، نہ آپ ﷺ کے صحابہؓ سے بلکہ گھریلو رسم ہے۔

قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت

قبروں کو اونچی بنانا، پختہ بنانا، ان پر گنبد اور مقبرے بنانا حرام ہے۔ جن لوگوں کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کے حکم کی عزت ہے وہ سنیں:

"عَنۡ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ أَنۡ يُجَصَّصَ الۡقَبۡرُ وَأَنۡ يُبۡنٰى عَلَيۡهِ وَأَنۡ يُقۡعَدَ عَلَيۡهِ" (رواہ مسلم)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارت (قبہ، گنبد، مقبرہ وغیرہ) بنانے سے منع کیا اور آپ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔ (قبر پر بیٹھنے کی نہی سے قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا یا قبر پر چلہ کرنے بیٹھنا، یا یوں ہی قبر پر بیٹھنا، سب صورتیں منع ہوگئیں)''

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

"رُوِىَ عَنۡ أَبِىۡ حَنِيۡفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّهٗ قَالَ لَا يُجَصَّصُ الۡقَبۡرُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرۡفَعُ عَلَيۡهِ بِنَاءٌ وَسَفَطًا" (فتاویٰ قاضی خان)

''امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ قبر نہ تو پختہ بنائی جائے اور نہ مٹی سے لیپی جائے۔ اور قبر پر نہ تو کوئی عمارت (گنبد، قبہ، مقبرہ وغیرہ) کھڑی کی جائے اور نہ خیمہ۔''

قبروں کی زیارت

مردوں کو قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ قبروں کو دیکھنے سے آخرت کی یاد آتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ (بلوغ المرام)

زیارت قبور کی دعائیں

جو شخص قبروں کی زیارت کرنے جائے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی یہ دعا پڑھے۔ ہاتھ اٹھانے کا کوئی حکم نہیں۔

"اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهۡلِ الدِّيَارِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمِيۡنَ وَيَرۡحَمُ اللّٰهُ الۡمُسۡتَقۡدِمِيۡنَ مِنَّا وَالۡمُسۡتَاۡخِرِيۡنَ وَإِنَّا إِنۡ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمۡ لَلَاحِقُوۡنَ"

''سلام ہو مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں پر اور رحم کرے اللہ ہم سے پہل کرنے والوں پر اور پیچھے رہنے والوں پر۔ اور ہم بھی اگر خدا نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔'' (رواہ مسلم)

خاتمہ اور دعا

پیارے بھائیو اور بہنو! خدائے قدوس قیامت میں صرف وہی نماز قبول کرے گا جو نبیؐ رحمت ﷺ کی نماز کے نمونہ کے مطابق ہوگی۔ اس کتاب میں آپ نے نبیؐ رحمت ﷺ کی نماز کا پیارا نمونہ دیکھ لیا ہے۔ اور اَحادیث کی روشنی میں خوب روشن اور واضح دیکھا ہے۔ نہایت خلوص سے ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازیں اپنے پیارے رسول ﷺ کے نمونہ کے چاند کی روشنی میں پڑھا کریں۔ تاکہ ان نورانی نمازوں کو خدا کے پاس قبول عام حاصل ہو۔ اگر نمونہ کے مطابق آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کوئی نکتہ چینی کرے یا اَقوال رسول کے مقابل اَقوال رجال پیش کرے تو آپ اس کی نادانی کے تخاطب سے اجتناب کرتے ہوئے عمل بالحدیث پر کاربند رہیں۔ دعا ہے خدا مجھے اور تمام قارئین کو ''صلوٰۃُ الرَّسول'' پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

"اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا. وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّى إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ"

رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ دُعائیں اوراَذکار

یادرہے کہ ذکر، وظیفہ اور وِرد، دراصل دعا ہی کے نام ہیں اور دعا کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے بلا شرکت غیرے اپنی حاجتیں مانگنا، دکھ، درد، مصیبت، تنگی، فقروفاقہ، مرض، قرض، کرب غم، اندوہ، مشکل، بدحالی، پریشانی، بے روزگاری، قحط، وباء اور آفات و بلیات میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں فریاد کرنا۔ حدیث شریف میں دعا کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اور اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ'' دعاء تو عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾

''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ (صرف) مجھ (ہی) سے مانگو، کہ میں تمہاری دعا قبول کروں۔ یقیناً جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے۔'' (حصن حصین)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہت پیارا سوال (دعا) یہ ہے کہ انسان اللہ سے اپنی عافیت مانگے۔ (ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً دعا اس بلا کو رفع کرتی ہے جو اتر چکی ہے اور (اس کو بھی) جو ابھی نہ اُتری ہو۔ اور جب بلا اترتی ہے تو دعا اس کا مقابلہ کرتی ہے، اور اسے روکتی ہے۔ (طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ نہیں۔ (ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے فرمایا: جو خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ (حصن حصین)

حضور ﷺ نے فرمایا: دعاء مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (حاکم)

حضور ﷺ نے فرمایا: دعا مانگنے سے عاجز نہ بنو، یعنی دعا مانگنا چھوڑ نہ دو، کہ مطلب براری نہیں ہوئی۔ کیونکہ کوئی دعا کرتے ہوئے ہلاک نہیں ہوتا۔ اور جو چاہے کہ اس کی دعا سختیوں اور مشکلوں میں قبول ہو، تو اسے لازم ہے کہ وہ آسائش و کشائش رزق کے وقت کثرت سے دعا کرتا رہے۔ (ابن حبان)

پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں کثرت سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہیں اور پیش آمدہ اُمور سے متعلق کوئی کوشش نہ کریں، اور اَسباب سے بے نیاز ہوجائیں۔ بلکہ ہمیں ہر اِمکانی کوشش بھی ضرور کرنی چاہئے، اور ساتھ ہی اللہ کے حضور دعا بھی۔ تاکہ مساعی اور اَسباب بارآور ہوں۔ کیونکہ کوشش اور اسباب کا نتیجہ پیدا کرنا اللہ کے اختیار میں ہے۔ جس کے لئے دعا ضروری ہے۔

دعا کے آداب

اوراد و وظائف پڑھنے اور دعا مانگنے والوں پر سب سے پہلے یہ واجب ہے کہ ان کا کھانا اور پہننا کسبِ حلال سے ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص (مثلاً) دس درہم میں کپڑا خریدے۔ اور ان میں ایک درہم حرام (کی کمائی) کا ہو۔ تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا، خدا اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (بیہقی)

غور فرمائیں! کہ جب کسب حرام کے لباس کے سبب خدا نماز قبول نہیں کرتا، تو دعا، درود، وظیفہ وغیرہ کس طرح قبول اور بارآور ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح یاد رکھیں کہ لقمۂ حرام کے باعث بھی اَوراد واَذکار، اور وظائف واَدعیہ قبولیت کے مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

تیسری چیز دعا مانگنے اور وظائف پڑھنے والوں کے لئے زبان کو قابو میں رکھنا از بس ضروری ہے کہ جھوٹ بولنے سے تمام اَثر اَذکار اور اوراد کا جاتا رہتا ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ دوران اذکار ودعا، یقین، خلوص، استحضار اور توجہ الی اللہ قبولیت میں اثر تمام رکھتی ہے۔

شرکیہ وظائف

اوراد، وظائف اور دعا چونکہ عبادت ہے اس لئے وہی اوراد و وظائف جائز ہیں، جن

میں صرف اللہ ہی کی جناب میں خطاب، ندا، دعا اور پکار ہو، خوب یاد رکھیں کہ اگر غیراللہ کی طرف دعا ہوئی تو پھر ایسا وظیفہ خدا کی عبادت میں شریک ہوجائے گا۔ جس سے پڑھنے والے کی عاقبت برباد ہوجائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمایا ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾ (سورۃ جن)

''اللہ کے ساتھ (دعا، اوراد اور وظائف میں) کسی (غیراللہ) کومت پکارو''

اب ہم مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے پڑھنے کے لئے یہاں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے فرمائے ہوئے اوراد اور وظائف، اور ادعیہ واذکار لکھتے ہیں۔ تاکہ وہ ان جواہرات سے دامن اُمید بھر کر مراد کو پہنچیں۔ اذکار کے بحرذخار کی یہ موتیوں کی لڑی زیادہ طویل نہیں ہے کہ اس موضوع پر ہم ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وبیدہٖ التوفیق

متفرق اذکار اور دُعائیں

سفر کی دُعا

جب کوئی سفر کو جانے لگے، تو رخصت کرتے وقت مقیم، سفر کرنے والے سے مصافحہ کرے، اور پھر یہ دعا پڑھے، اور پھر السلام علیکم کہہ کر رخصت کردے۔ دعا یہ ہے:

"اَسۡتَوۡدِعُ اللّٰهَ دِيۡنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيۡمَ عَمَلِكَ" (نسائی، ابوداود)

''میں اللہ کو تیرا دین اور تیری امانت (یعنی اہل و عیال اور مال) اور تیرے عمل کا خاتمہ سونپتا ہوں۔''

مقیم کے لئے مسافر کی دعا

سفر کرنے والا مقیم کو رخصت کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَسۡتَوۡدِعُكَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَا يَخِيۡبُ أَوۡلَا تَضِيۡعُ وَدَآئِعُهٗ ''(طبرانی)

''میں تجھے اس خدا کو سونپتا ہوں جو امانتوں کو ناکام یا ضائع نہیں کرتا۔''

سوار ہونے کی دُعا

جب سوار ہونے لگیں۔ (خواہ کوئی سواری ہو، گھوڑا، تانگہ، ٹرام، ریل، جہاز، ہوائی جہاز) تو یہ دعا پڑھیں:

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾

اَللّٰهُمَّ أَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالۡخَلِيۡفَةُ فِی الۡاَهۡلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّیۡ أَعُوۡذُبِكَ مِنۡ وَعۡثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الۡمُنۡقَلَبِ"

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس (سواری) کو تابعدار کیا حالانکہ ہم میں اتنی طاقت نہ تھی۔ اور بتحقیق ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

یاالٰہی! تو ہی سفر میں (میرا) ساتھی ہے اور (تو ہی) میرے اہل میں خلیفہ ہے۔

یاالٰہی! میں سفر میں مشقت اور بُری حالت کے پھرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (حصن حصین)

آئینہ دیکھنے کے وقت کی دُعا

جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھیں، تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ حَسَّنۡتَ خَلۡقِیۡ فَحَسِّنۡ خُلُقِیۡ" (ابن حبان)

''یاالٰہی! تو نے میری صورت اچھی بنائی، پس تو میری سیرت بھی اچھی بنادے''

اول رات چاند دیکھنے کے وقت کی دُعا

جب پہلی رات کا چاند (ہلال) دیکھیں، پہلے اللہ اکبر کہیں، اور پھر یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيۡنَا بِالۡيُمۡنِ وَالۡإِيۡمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالۡإِسۡلَامِ وَالتَّوۡفِيۡقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرۡضٰى رَبِّیۡ وَرَبُّكَ اللّٰهُ "

''یاالٰہی! اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ چڑھا اور ہم کو اس چیز کی توفیق دے جس سے تو راضی اور خوش ہوتا ہے، اے چاند! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ (ترمذی)

بادل گرجنے کے وقت کی دعا

جب بادل گرجے اور بجلی کڑکے تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِكَ وَلَاتُهۡلِكۡنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذَالِكَ"

''یاالٰہی! ہم کو اپنے غضب سے نہ مار اور ہم کو اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔ (صحیح بخاری)

آندھی چلنے کے وقت کی دعا

جب آندھی چلے، تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَمَا فِيْهَا وَخَيْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ (مسلم)

''یاالٰہی! میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اور اس کی بدی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی بدی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی بدی سے جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔''

سجدۂ قرآن کی دُعا

"سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ'' (ترمذی)

''میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کو صورت بخشی اور اپنی قوت اور قدرت سے اس کے کان اور آنکھیں کھولیں۔''

گھر سے نکلنے کی دُعا

"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" (ابوداود)

''شروع اللہ کے نام سے۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔کوئی طاقت گناہ سے پھیرنے اور کوئی قوت نیکی کرنے کی، اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے''

گھر میں داخل ہونے کی دعا

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ خَيْرَالْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا" (نسائی)

''یاالٰہی! میں تجھ سے گھر میں آنے کی بھلائی مانگتا ہوں۔اور گھر سے نکلنے کی بھلائی بھی۔ ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر (باہر) نکلے۔اور اپنے پروردگار اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا۔''

رات کو سونے کے وقت کی دُعا

جب رات کو سونے کے وقت بستر پر آئیں تو یہ دعا پڑھیں:

"بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ" (ابوداود)

''اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں نے (بستر پر) اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا۔اگر تو (نیند میں) میری روح قبض کرلے تو اس کو بخش دے اور اگر تو اس کو (زندہ) چھوڑ دے تو اس کی ان چیزوں سے نگہبانی کر جس چیز سے تو اپنے نیک بندوں کی نگہبانی کرتا ہے۔''

بے خوابی کے لئے دُعا

بعض اَوقات ہم رات کو جب بستر پر لیٹتے ہیں تو نیند نہیں آتی۔کروٹیں لیتے تھک جاتے ہیں لیکن آنکھ نہیں لگتی اور طبیعت بہت بے چین ہوجاتی ہے۔ایسے وقت کے لئے حضور انور ﷺ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے۔

"اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمِ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنِ وَأَنْتَ حَیٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِءْ لَيْلِیْ وَاَنِمْ عَيْنِیْ" (حصن حصین)

''الٰہی! تارے غروب ہوئے، اور آنکھوں نے آرام پکڑا اور تو ہمیشہ زندہ ہے، سب کا تھامنے والا ہے، تجھ کو نیند اور اونگھ نہیں آتی۔اے ہمیشہ زندہ، اے سب کے تھامنے والے! میری رات کو آرام دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔''

سوکر جاگنے کے وقت کی دُعا

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو زندگی بخشی ہمیں مردہ کردینے کے بعد۔اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔''

نیا کپڑا پہننے کی دُعا

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ"

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو وہ چیز پہنچائی جس سے میں اپنے ستر کو ڈھانکتا ہوں۔اور اپنی زندگی میں اسی سے زینت کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

کھانا شروع کرنے کی دعا

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں، پھر جب کھانا شروع کریں، تو یہ پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ"...... ''شروع اللہ کے نام سے'' (صحیح بخاری)

ملاحظہ: اگر کھانے کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ بھول جائیں اور کھانے کے دوران میں یاد آجائے تو اس طرح پڑھ لیں: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"

''اللہ کے نام سے اس کے اول اور اس کے آخر میں'' (ترمذی)

کھانے سے فارغ ہوکر پڑھنے کی دُعا

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" (حصن حصین)

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ایسی تعریف جو بہت اور پاکیزہ اور برکت والی ہو۔نہ کفایت کی گئی اور نہ چھوڑی گئی۔اور نہ اس سے بے پروائی کی گئی۔اے ہمارے پروردگار ہماری حمد قبول کر! سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو کھلایا، اور پلایا اور مسلمان بنایا۔''

دودھ پینے کی دُعا

دودھ خدا کی بڑی عجیب نعمت ہے۔اسے پی کر یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ"

''اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ عطا فرما''

مصافحہ کی دعا

مصافحہ کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ" ''اللہ ہمارے اور تمہارے گناہ معاف کرے'' (مشکوٰۃ)

روزہ افطار کرنے کی دُعا

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعائیں پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ" (ابوداود)

''اے اللہ! تیری رضا کی خاطر میں نے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق پر میں نے افطار کیا۔''

"ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" (ابوداود)

''پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور ثواب ثابت ہوا۔اگر خدا نے چاہا۔''

نظر بد لگ جانے کی دعا

نظر لگ جانا درست ہے۔اگر کسی کو نظر لگ جائے، تو اس پر یہ دعا پڑھیں:

"أُعِيْذُكَ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"

''میں تجھ کو ہر شیطان کی برائی سے اور ہر موذی جانوروں کی برائی سے اور ہر نظر والی آنکھ کی برائی سے اللہ کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

تھکاوٹ دور کرنے کی دعا

حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دن بھر کے کام کاج کے باعث تھکاوٹ کی شکایت کی۔حضور ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ! رات کو سوتے وقت یہ پڑھا کرو، (تھکن دور ہوجائے گی)

سُبْحَانَ اللّٰہِ (۳۳ بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (۳۳بار) اَللّٰہُ أَکْبَرُ (۳۴ بار) (صحیح بخاری)

ڈر کے وقت کی دعا

اگر کوئی سوتے یا جاگتے وقت ڈرے، تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔کوئی چیز ایذا نہیں دے گی۔انشاءاللہ۔

"أَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ" (ابوداود)

''میں اللہ کے غضب اور ان کے عذاب سے اللہ کے پورے کلمات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے۔''

مریض کی شفا کی دعا

مریض کے پاس اس دعا کو پڑھیں اور اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیر دیں:

"اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ" (بخاری......حصن حصین)

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کردے، اور شفا دے! تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوائے کسی کی شفا (کارگر) نہیں۔ ایسی شفاء عطا فرما! جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔'' ......''یا اللہ! اس کو شفا دے۔ یا اللہ! اس کو عافیت دے''

بچوں کے جنازے کی دُعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ بچے کے جنازے پر سورۂ فاتحہ کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّأَجْرًا" (بخاری شریف)

''اے اللہ! اس (بچے) کو ہمارے لئے آگے چلنے والا اور میر منزل اور ذخیرہ اور ثواب بنادے۔''

نوٹ: اگر میت لڑکی کی ہو تو مذکر کی جگہ مؤنث کی ضمیر لائیں۔ اس طرح اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا۔ باقی دعا بدستور پڑھیں:

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ کر پڑھنے کی دُعا

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّأَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّعَصَبِيْ نُوْرًا وَّلَحْمِيْ نُوْرًا وَّدَمِيْ نُوْرًا وَّشَعْرِيْ نُوْرًا وَّبَشَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّأَعْطِنِيْ نُوْرًا" (صحیح بخاری)

''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کردے اور میری آنکھ میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور مجھے سراپا نور بنادے اور میری زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے کھال میں نور اور میری جان میں نور اور مجھے بہت بڑا نور عطا کر اور مجھے نور ہی بخشا جا۔''

نوٹ: فجر کی سنتوں کے بعد بیٹھ کر تین بار پڑھنے کی دعا پیچھے گزر چکی ہے۔ یہ دعا لیٹ کر پڑھیں۔ رحمت عالم ﷺ سنتیں پڑھ کر داہنے پہلو پر لیٹتے تھے۔ آپ بھی سنت کے

مطابق داہنے پہلو پر لیٹ جایا کریں اور دعا مذکور پڑھا کریں۔

سرور کائنات ﷺ کی زبان کے موتی

ہر روز مانگنے کی نورانی دعائیں

"اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا إِذَا شِئْتَ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" (حصن حصین)

''اے اللہ! کوئی چیز آسان نہیں مگر جس کو تو نے سہل کیا اور تو ہی جب چاہتا ہے دشواری کو آسان کر دیتا ہے۔ سوائے اللہ، بردبار، کریم کے کوئی معبود نہیں، پاک ہے اللہ عرش عظیم کا پروردگار۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (اے اللہ!) میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کا ذریعہ مانگتا ہوں اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی سے حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی (مانگتا ہوں) میرا کوئی گناہ مغفرت کے بغیر نہ چھوڑ۔ اور کوئی فکر نہ چھوڑ مگر اس کو دور کر دے اور کوئی ایسی حاجت جو تیری مرضی کے مطابق ہو نہ چھوڑ مگر اس کو پورا کر دے! اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے!''

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِيْ وَإِنِّيْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِيْ وَإِنِّيْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِيْ" (حصن حصین)

''اے اللہ! میں کمزور ہوں۔ تو مجھے قوت عطا فرما اور میں ذلیل ہوں تو مجھے عزت دے۔ اور میں محتاج ہوں، تو مجھے رزق دے۔''

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" (صحیح بخاری)

''اے اللہ! میں عاجز ہونے سے اور کاہلی سے اور نامردی سے اور بہت بوڑھا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

"وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجَزَامِ وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ وَضَلْعِ الدَّيْنِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" (مسلم)

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"

''اور سنگدلی سے اور (عبادت میں) غفلت سے اور فقر و فاقہ سے اور ذلت اور مفلسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور محتاجی سے اور کفر سے اور نافرمانی سے اور (کتاب وسنت کی) مخالفت سے اور نمود اور ریا کاری سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور بہرے پن سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور گونگا ہونے سے اور دیوانہ ہونے سے اور کوڑھ سے اور تمام بُری (لاعلاج) بیماریوں سے اور قرض کے بوجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں تیری نعمت کے جاتے رہنے سے اور تیری عافیت کے بدل جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیرے ہر قسم کے غصہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں''

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تجھ سے محبت کرنے والے کی محبت اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لئے میری جان اور میرے اہل اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔'' (ترمذی)

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِيْشَةً نَّقِيَّةً وَّمِيْتَةً سَوِيَّةً وَمَرَدًا غَيْرَ مُخْزِيٍّ وَلَا فَاضِحٍ" (طبرانی)

''اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ زندگی اور اچھی موت اور حشر میں ایسا اٹھایا جانا مانگتا ہوں جو ذلت اور رسوائی سے خالی ہو۔''